

سیرت النبی  
بعذار  
وصال النبی

(حصہ چہارم)

محمد عبیدینی ایڈووکیٹ



سیرت النبی

بعزاز

وصال النبی

(حصہ چہارم)

محمد عبد الجبار ایڈووکیٹ



فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ

لاہور۔ راولپنڈی۔ کراچی

marfat.com

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

© فیروز سنز لاہور

بار اول ----- ۱۹۹۸ء

مطبع --- فیروز سنز لاہور

مجلد --- 969 0 01484 6

## فہرست مضامین

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۵	انتساب	-1
۷	پیش لفظ	-2
۹	فہرست منابع و ماخذ	-3
۱۷	خواب دیکھنے والوں کے ناموں کی فہرست	-4
۲۵	خواب تفصیل وار (۱ تا 364)	-5

## انتساب

(1) اپنی دادی کے نام جو 1947ء میں وہلی سے پاکستان آ رہی تھیں کہ بیاس ریلوے اسٹیشن (مشرقی پنجاب) پر سکھوں نے انہیں شہید کر دیا تھا۔ آپ الحاج مولانا مولوی (خان بہادر) اختر عادل صاحب کی بڑی بہن، مسٹر انور عادل سی ایس پی کی حقیقی پھوپھی اور مسٹر مسرور حسن خان سی ایس پی کی سگی خالہ تھیں۔

(2) اپنے گیارہ بھائیوں بہنوں کی ٹیم، ان کے بچوں اور ان کے بچوں کے

نام۔

(3) اپنے چھ بچوں، دامادوں، بہوؤں، ان کے بچوں اور ان کے بچوں کے نام۔

(4) پنجاب پبلک لائبریری، لاہور کے اس زمانہ کے تمام اسٹاف کے نام

جنہوں نے متواتر ساہا سال پوری لائبریری میرے حوالے کر دی تھی۔ ان کے تعاون کے بغیر میرے لئے دوسری کتب اور اس مبارک کتاب کے چاروں حصوں کا مکمل کرنا ممکن نہ تھا۔

اعوذ باللہ السميع العليم من الشيطان الرجيم

بسم اللہ الرحمن الرحيم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

## پیش لفظ

۱۹۷۲ء میں جب میں حج بیت اللہ کے لئے روانہ ہوا تو ”سیرت النبیؐ بعد از وصال النبیؐ“ کا مسودہ میرے ساتھ تھا۔ جسے پہلے میں نے حرفاً حرفاً بیت اللہ شریف کے سامنے اور پھر مدینہ طیبہ میں روضہ اطہر کے سامنے پڑھا تھا اور اللہ تعالیٰ کے حضور اس کی قبولیت و مقبولیت کے واسطے دعا کی تھی۔ فیروز سنز لاہور پابندی سے ان کتابوں کو شائع کر رہے ہیں جن میں کتاب ”زیارت نبیؐ بحالت بیداری“ کے ۱۱۴ واقعات سمیت ”سیرت النبیؐ بعد از وصال النبیؐ“ کے چاروں حصوں کے ۱۳۰۳ یعنی کل ۱۴۱۷ خواب شامل ہیں اور ان میں قریب ایک ہزار کتابوں کے حوالہ جات درج ہیں۔ یہ بھی عجب اتفاق ہے کہ ان پانچوں کتب کا مکمل سیٹ پہلی بار ۱۴۱۷ھ میں شائع ہو رہا ہے۔ تاریخ اسلام میں اپنی نوعیت کا یہ پہلا کام ہے جس کی ابتدا اللہ پاک نے اپنی رحمت خاص سے میرے ہاتھوں کرا دی ہے۔ ضرورت ہے کہ ان کتابوں کے اہم زبانوں میں ترجمے بلا مزید تاخیر شائع کئے جائیں تاکہ دنیا کو ہمارے پیارے اور سچے نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی خداداد عظمت و بزرگی کا علم ہو اور وہ جوق در جوق حلقہ بگوش اسلام ہو کر جہاں اپنی آخرت سنواریں وہاں اسلام کی شان و شوکت میں بھی چار چاند کا اضافہ کریں۔ ان خوابوں کا سلسلہ تو قیامت تک جاری رہے گا۔ نئے نئے واقعات ظہور پذیر ہوتے رہیں گے۔ الوالعزم اسکالر نئے نئے عنوانات کے تحت ان پر ریسرچ کر کے ڈاکٹریٹ کی ڈگریاں حاصل کریں گے۔ وقت کے ساتھ ساتھ انشا اللہ تعالیٰ ان

marfat.com

Marfat.com

کتب کی منک اور خوشبو مشک و عنبر کی طرح پھیلتی چلی جائے گی اور دیدار رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تقدس ماب تمنا اور خواہش میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا جائے گا اور بے شمار خوش بخت سرخرو و سرفراز بھی ہوں گے۔

قمری تقویم سے میری عمر کا یہ 77 واں سال ہے۔ اگر عمر نے وفا کی اور صحت و حالات نے اجازت دی تو انشاء اللہ عزیز پانچواں حصہ بھی پیش کرنے کی کوشش کروں گا۔ فی الوقت اس چوتھے حصہ ہی کو آخری حصہ سمجھا جائے۔

خواب گھڑنے کے چند واقعات میرے نوٹس میں آئے ہیں جن میں آئندہ اضافہ ہو سکتا ہے۔ میں ایک مرتبہ پھر ان جیالوں، اپنی جان و آن کے دشمنوں اور ناواقبت اندیش افراد کو پر زور الفاظ میں تنبیہ کرتا ہوں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کو درمیان میں لا کر جھوٹے خواب بیان کرنے والے اپنے انجام بد سے ہوشیار رہیں کیونکہ آپ نے ارشاد فرما دیا ہے کہ سب سے بڑا جھوٹ یہ ہے کہ اپنی آنکھوں کو وہ چیز دکھائے جو انہوں نے نہ دیکھی ہو۔ آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جو کوئی میری جانب ایسی بات منسوب کرے گا جو میں نے بیان نہیں کی تو اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔

والسلام باہزار احترام

محمد عبدالمجید صدیقی

حال مقیم اسلام آباد راولپنڈی

مورخہ 10 ذالحجہ 1416ھ مطابق 29 اپریل 1996ء

## فہرست منابع وماخذ

	الف
20_ النزعت	1_ انفاس القلندریہ
21_ الصواعق	2_ ابریز
22_ اوراد غوثیہ	3_ العوارف
23_ النفحات	4_ انوار اقبال
24_ اشباع الکلام	5_ المظاہر
25_ النور المنفی	6_ اللہ کی آواز مخلوق کے لئے
26_ انوار اصفیاء	7_ انتباہ
27_ انوار المحسنین	8_ المقاصد الحسنہ
28_ اذکار الاثام	9_ اقبال اور محبت رسولؐ
29_ اخبار الاخیار	10_ آب کوثر
30_ الحاوی للفتاویٰ	11_ اصناف المخلوقات
31_ انوار غفوریہ مدنیہ	12_ اقتباس الانوار
32_ اوراد فتحیہ	13_ اشرف الموبد
33_ اسرارہ	14_ اربعین
34_ انفاس العارفین	15_ المنع الالیہ
35_ اوراق غم	16_ آثار الضادید
36_ اسرار الحرمین	17_ النصیحۃ الاخوان
37_ اخبار العالم الاسلامی	18_ اشرف السواح
38_ احوال و مناقب حضرت سید احمد شہیدؒ	19_ الدار المنظوم
39_ الاشباہ فی سلاسل اولیاء اللہ	



- 40\_ البنيان المشيد  
41\_ التحفة المرسله الى النبي  
42\_ امراء  
43\_ احقاق السمع  
44\_ اوراق پریشان  
45\_ اردو ڈائجسٹ  
46\_ انوار العارفين  
47\_ انوار العاشقين  
48\_ الحسن  
49\_ النور ماہنامہ  
50\_ الکلہ نگری  
51\_ الوحید  
52\_ اقتضائے صراط مستقیم  
53\_ اليواقیت و الجواہر  
54\_ الطالع السعيد  
55\_ الابقا  
56\_ آپ بیتی  
57\_ ابوداؤد  
58\_ ابن ماجہ  
59\_ اصول کافی  
60\_ الحکومتہ الاسلامیہ  
61\_ ایرانی انقلاب، امام خمینی اور شیعیت
- 62\_ القول البدیع  
63\_ اوج کانتت نمبر  
64\_ الالی المصوعۃ  
65\_ اثبات کرامات الاولیاء  
66\_ الذکر الجمیل فی حلیۃ الجیب الخلیل  
67\_ الاحد فی اخبار غرناطہ  
68\_ افضل الصلوات
- ب
- 1\_ بخاری شریف  
2\_ بستان المحدثین  
3\_ بوستان اخبار  
4\_ بجد الاسرار  
5\_ بلتجہ المیران  
6\_ برکات مارہرہ  
7\_ بزرگان لاہور  
8\_ بختہ ذوی الاحلام
- ت
- 1\_ تاریخ الاولیاء  
2\_ تذکرہ اولیاء دکن  
3\_ تذکرہ کاملان رام پور  
4\_ نحفتہ الابرار  
5\_ تذکرۃ الواطین

- 6\_ تاریخِ جلیلہ  
7\_ تذکرہ غوثیہ  
8\_ تاریخِ مدینہ  
9\_ تذکرہ الاولیاء  
10\_ تذکرہ صوفیائے پنجاب  
11\_ تذکرہ اولیاء سندھ  
12\_ تذکرہ ادرہ  
13\_ تواریخ الاولیاء  
14\_ تحفہ اثنا عشریہ  
15\_ تحذیر الناس  
16\_ نفہیمات الیہ  
17\_ ترجمان الت  
18\_ توضیح تحذیر الناس  
19\_ تحذیر المسلمین  
20\_ تذکرہ المولئی  
21\_ توثیق الایمان  
22\_ تذکرہ خلیفہ محمد سعید  
23\_ تذکرہ توکلہ  
24\_ تاریخ المشاہیر  
25\_ تاریخ لب سندھ  
26\_ تاریخ فیروز شاہی  
27\_ تحفہ الکرام
- 28\_ تذکرہ عزیزہ  
29\_ تذکرہ مشائخ قادریہ  
30\_ تلخیص القلائد  
31\_ تاریخ جانِ جهانی و مخزنِ افغانی  
32\_ تاریخ اسلام  
33\_ تاریخ الخلفاء  
34\_ تاریخ الکبیر  
35\_ تنویر اللعنان  
36\_ تنویر الحوائک للیسوطی
- ج
- 1\_ جنگ آرہی ہے  
2\_ جامع السلاسل  
3\_ جمعہ میگزین روزنامہ جنگ  
4\_ جواہرِ خمسہ  
5\_ جذب القلوب  
6\_ جہادِ زندگی  
7\_ جمع الجوامع  
8\_ جمال نقشبند  
9\_ جواہرِ مجددیہ  
10\_ جمال الاولیاء  
11\_ جھنگ کی نعتیہ شاعری
- ج

- ۱۔ چند یادیں چند تاثرات
- ح
- ۱۔ حیات ولی
- ۲۔ حدائق الحنفیہ
- ۳۔ حضرات القدس
- ۴۔ حیات عبدالحق محدث دہلوی
- ۵۔ حجتہ اللہ البالغہ
- ۶۔ حزمین
- ۷۔ حیات نامہ قلندری
- ۸۔ حق نما
- ۹۔ حضرت مجدد الف ثانی
- ۱۰۔ حضرت رسول اللہ اور تمباکو کی مذمت
- ۱۱۔ حدیقتہ الاولیاء
- ۱۲۔ حزب البحر
- ۱۳۔ حال سفر
- ۱۴۔ حیات قائد
- ۱۵۔ حیات حبیب
- ۱۶۔ حلیہ
- خ
- ۱۔ خیر الموائس
- ۲۔ خازن
- ۳۔ خزینہ معرفت
- ۴۔ خوارق الاخیار
- ۵۔ خزینہ معارف
- و
- ۱۔ دیستان المذاهب
- ۲۔ دلیل الذاکرین
- ۳۔ دفتر حقیقت
- ۴۔ دنیا، قبر، آخرت
- ۵۔ دلائل السلوک
- ۶۔ دار قطنی
- ۷۔ در شمیم
- ۸۔ دلائل التجدید
- ۹۔ دار شمیم
- ۱۰۔ دلائل النبوة
- ۱۱۔ دار المعارف
- ذ
- ۱۔ ذکر خیر
- ر
- ۱۔ ریاض النظرہ
- ۲۔ رویائے صالحہ
- ۳۔ رود کوثر
- ۴۔ ریاض الفقر

- 5\_ روضۃ الافکار  
6\_ رونق المجالس  
7\_ روح و روحانیات  
8\_ رفع الوسوۃ والاحتمال  
9\_ روح اللعج واللعج  
10\_ روز نامہ جنگ  
11\_ روز نامہ نوائے وقت
- ز
- 1\_ زیارت نبیؐ بحالت بیداری  
2\_ زبدۃ الاثار  
3\_ زادالمتقین  
4\_ زبدۃ المقامات
- س
- 1\_ سلاسل طیبہ  
2\_ سیرت سید احمد شہیدؒ  
3\_ سراج منیر  
4\_ سیرت النبیؐ بعد از وصال النبیؐ  
5\_ سب رنگ اولیاء  
6\_ سوانح کریلا  
7\_ سنن ابی داؤد  
8\_ سوانح علامہ عبدالحکیم سیالکوٹیؒ  
9\_ سفیت الاولیاء
- 10\_ سیرت غوث الاعظمؒ  
11\_ سیرت امام ربانیؒ  
12\_ سیرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ  
13\_ سوانح حیات سید احمد شہیدؒ  
14\_ سیر انصارؒ
- ش
- 1\_ شہاب نامہ  
2\_ شیخ الاسلام نمبر  
3\_ شہیدان رسالت نمبر حصہ چہارم  
4\_ شرح منہاج  
5\_ شرح سید کبیر  
6\_ شرف المصطفیٰ  
7\_ شفاء  
8\_ شرح نصوص  
9\_ شہرہ آفاق  
10\_ شرح الصدور  
11\_ شفاء العلیل
- ص
- 1\_ صدیق امت  
2\_ صلوة ناصری  
3\_ صواعق محرقة  
4\_ صحیفہ اقبال



- 3\_ فضائل درود شریف  
4\_ فضائل حج  
5\_ فتاویٰ الحدیثیہ  
6\_ فصل الخطاب  
7\_ فضائل توبہ و استغفار

ق

- 1\_ قول بدیع  
2\_ قصص القرآن

ک

- 1\_ کلیات حسرت موہانی  
2\_ کنز الابرار  
3\_ کذافی المظاہر  
4\_ کشف الحقائق  
5\_ کتاب التاریخ  
6\_ کاشف الاستار  
7\_ کتاب حضرت القدس  
8\_ کنز الدقائق  
9\_ کتاب التعمینات  
10\_ کتاب الروح  
11\_ کشف الاسرار

گ

ض

1\_ ضیائے نورانی

ط

1\_ طیب الوردہ

2\_ طبقات کبیر

3\_ طبقات کبریٰ

4\_ طب روحانی

5\_ طبقات

6\_ طیب البیان رد تقویت الایمان

7\_ طی الفراخ الی المنازل البرازخ

ع

1\_ علمائے ہند کے شاندار کارنامے

2\_ علم لدنی یا علم الہی

3\_ عین الفقر

4\_ عقائد علماء دیوبند

5\_ علاج الغضب

6\_ عمدۃ التحقیق

غ

1\_ غنیۃ الطالبین

ف

1\_ فیوض الحرمین

2\_ فتویٰ عزیز

- 1\_ گنجینه جوہر  
2\_ گلستہ باغ ارم  
3\_ گزیئر لاژکانہ
- 15\_ مرآة الاسرار  
16\_ منہاج النبوة  
17\_ مشائخ سرورویہ  
18\_ مکتوبات امام ربانیؒ  
19\_ موج کوثر  
20\_ مشاہیر اسلام  
21\_ مروج الذهب  
22\_ مجربات الدیربی  
23\_ مصباح الظلام  
24\_ مقالات مرضیہ  
25\_ مرد مومن  
26\_ من اللغات الی النور  
27\_ ملفوظات و حالات شاہ فخر دہلویؒ  
28\_ معادن تیرکات خانیہ  
29\_ مشاہدات و معارف  
30\_ مقامات ولایت حصہ دوم  
31\_ مشاہیر کاکوری  
32\_ محبوب الابرار  
33\_ مشائخ نقشبندیہ مجددیہ  
34\_ مدخل  
35\_ مناسک  
36\_ مونس الارواح
- ل
- 1\_ لبیک  
2\_ لمعات کمالات قادریہ  
3\_ لطائف الاشرافی
- م
- 1\_ مجمع الانساب  
2\_ مقالات منتخبہ  
3\_ مضامین ڈار  
4\_ محبوب التواریح  
5\_ ماثر الامراء  
6\_ مکتوبات خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ  
7\_ مناقب سلطانی  
8\_ مشکوٰۃ النبوت  
9\_ محبوب القلوب  
10\_ مفاح الرشاد  
11\_ ملفوظات اعلیٰ حضرتؒ  
12\_ مناقب حبیب اللہی  
13\_ مذاق العارفين  
14\_ محبوب ذی المنن

- 37\_ مبداء و معاد
- 38\_ مواہب لدنیہ
- 39\_ مشائخ نقشبندیہ
- 40\_ ”محمد علی“ ذاتی ڈائری کے چند اوراق
- 41\_ مشاہدات و واردات
- 42\_ ماہنامہ ”صوفی“
- 43\_ مقالات یوسفی
- 44\_ معرفت الہیہ
- 45\_ مشکوٰۃ شریف
- 46\_ مناظرہ عجیبہ
- 47\_ مقابلیس المجالس
- 48\_ میری علمی اور مطالعاتی زندگی
- ن
- 1\_ نقش حیات
- 2\_ نعمت عظمیٰ
- 3\_ نفحات الانس
- 4\_ نتائج التقليد
- 5\_ نجات المومنین
- 6\_ نفحات العنبریہ من انفس القندریہ
- 7\_ ناموس رسولؐ اور قانون توہین رسالتؐ
- 8\_ نزہۃ المجالس
- و

## فہرست اصحاب خواب

- |                                       |                           |
|---------------------------------------|---------------------------|
| 27_ حضرت شیخ محمد صدیق                | 1_ ایک بزرگ خاتون         |
| 28_ شیخ احمد غلی                      | 2_ محمد ضیاء الرحیم       |
| 29_ مولانا ظہیر الدین                 | 3_ قدرت اللہ شہاب         |
| 30_ شیخ محمد صادق                     | 4_ استاد رحمت الہی        |
| 31_ شیخ عبدالسبحان                    | 5_ ایک بزرگ               |
| 32_ شیخ محمد داؤد گنگوہی              | 6_ شیخ مخدوم محمد سادے    |
| 33_ پیر ملا شاہ بدخشان قادری          | 7_ ایک طالب علم           |
| 34_ دارا شکوہ                         | 8_ ایک شخص                |
| 35_ جہاں آرا بیگم                     | 9_ مولانا بدرالدین سرہندی |
| 36_ اورنگ زیب عالمگیر                 | 10_ شیخ طاہر بدخشی        |
| 37_ شیخ حافظ محمد اسماعیل             | 11_ شیخ طاہر بدخشی        |
| 38_ اورنگ زیب عالمگیر                 | 12_ خواجہ محمد اشرف       |
| 39_ سید شاہ اولیاء ہندالوی            | 13_ ایک مرید              |
| 40_ حاجی بندال                        | 14_ ملا محمد ارم          |
| 41_ والد حضرت شیخ آدم بنوری           | 15_ مولانا دوست محمد      |
| 42_ طاہر بن بلال حمدانی وراق          | 16_ شیخ محمد عابد         |
| 43_ شاہ صبغۃ اللہ بہروجی شکاری        | 17_ شیخ عبدالاحد          |
| 44_ شیخ محمد برہان پوری نائب رسول     | 18_ شیخ عبدالاحد          |
| 45_ شیخ عبدالرحمن                     | 19_ شاہ محمد منظر         |
| 46_ حضرت شیخ نظام الدین بلخی          | 20_ شاہ احمد سعید         |
| 47_ حضرت شیخ نظام الدین بلخی          | 21_ شیخ محمد اشرف         |
| 48_ حضور بدرالدین شاہ ولایت           | 22_ مولوی مجاہد الدین     |
| 49_ حاجی محمد ممتاز علی خان           | 23_ حضرت مجدد الف ثانی    |
| 50_ حضرت سید شاہ حمزہ قادری برکاتی    | 24_ شاہ احمد سعید         |
| 51_ سید شاہ ابوالحسنین احمد نوری میاں | 25_ ایک بزرگ              |
| 52_ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی       | 26_ حضرت شیخ محمد معصوم   |



- 53\_ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی
- 54\_ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی
- 55\_ حضرت مجدد الف ثانی
- 56\_ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی
- 57\_ حضرت مجدد الف ثانی
- 58\_ حضرت مجدد الف ثانی
- 59\_ حضرت مجدد الف ثانی
- 60\_ حضرت مجدد الف ثانی
- 61\_ حضرت مجدد الف ثانی
- 62\_ حضرت مجدد الف ثانی
- 63\_ حضرت مجدد الف ثانی
- 64\_ خواجہ حسام الدین احمد
- 65\_ حضرت مجدد الف ثانی
- 66\_ شیخ عبدالجلیل چوہدری بندگی شاہ
- 67\_ شیخ فرید الدین
- 68\_ چوہدری وزیر خان زبیری کبہوہ
- 69\_ حضرت امیر سید ماہرو
- 70\_ شیخ افضل محمد
- 71\_ شیخ عبداللہ صوفی شطاری
- 72\_ دو عرب
- 73\_ حافظ عثمان ہروی
- 74\_ حضرت شیخ عبدالوہاب
- 75\_ حضرت شیخ جلال الدین تھانی
- 76\_ حضرت بہاؤ الدین دلق پوش
- 77\_ سید محمود حضوری لاہوری
- 78\_ محمد بن عثمان
- 79\_ حضرت شاہ شہباز
- 80\_ ایک شخص
- 81\_ حضرت سید یسین
- 82\_ حضرت سلطان نورنگ
- 83\_ حاجی نور محمد
- 84\_ والد حضرت غلام باہو
- 85\_ حضرت سلطان باہو
- 86\_ مولانا عبدالرحمن صفوری شافعی
- 87\_ ابوبکر بن خشیمة
- 88\_ حسن بن محمد
- 89\_ ایک شخص
- 90\_ گونگی لڑکی
- 91\_ ایک بزرگ
- 92\_ ایک بزرگ
- 93\_ ایک بزرگ
- 94\_ حضرت ابو محمد فارسی
- 95\_ شیخ موسیٰ بن مہین زوی
- 96\_ ایک عالم
- 97\_ ایک صاحب
- 98\_ سید بہاؤ الدین
- 99\_ مولانا محمد شفیع اکاڑوی
- 100\_ ایک تاجر
- 101\_ ایک شخص
- 102\_ خواجہ سید قطب الدین شاہ
- 103\_ تیمور لنگ
- 104\_ بعض صالحین
- 105\_ ایک بی بی
- 106\_ حمزہ بن عبدالحمید
- 107\_ ایک شخص
- 108\_ ایک نفیس شخص

- 109\_ شیخ علی بن وہبؒ
- 110\_ سیدی ابو عبداللہ فاسیؒ
- 111\_ ایک شخص
- 112\_ ایک شخص
- 113\_ ایک صاحب
- 114\_ صالح مزنیؒ
- 115\_ حضرت شیخ ابو بکرؒ
- 116\_ ایک درویش
- 117\_ مولانا شیخ شمس الدین الحنفیؒ
- 118\_ ایک ستہ
- 119\_ ایک صالح مرد
- 120\_ محمد الکردی الجلوٹی الثاقبیؒ
- 121\_ والد محمد بن المنکدرؒ
- 122\_ ایک فقیر
- 123\_ سراج الدین محمد شاہ عالمؒ
- 124\_ امام شہیدیؒ
- 125\_ حضرت مولانا محمد اکرمؒ
- 126\_ حضرت شاہ ابوالعالی لاہوریؒ
- 127\_ شاہ نعمان چشتی برہان پوریؒ
- 128\_ مسیح اللہ شیخ عیسیٰ جند اللہؒ
- 129\_ بعض بزرگ
- 130\_ ایک نیک دل آدمی
- 131\_ ایک زائر
- 132\_ بعض علماء
- 133\_ ایک شخص
- 134\_ سیدی ابراہیم دسوقی قرشیؒ
- 135\_ ایک مرید
- 136\_ عبداللہ خان والی توران
- 137\_ حاجی بابا قادری کانبجوی کاشمیریؒ
- 138\_ حضرت حصیفؒ
- 139\_ ایک بزرگ
- 140\_ شاہ رحمت اللہ
- 141\_ ایک صالح شخص
- 142\_ شیخ غلام نقشبندی لکھنویؒ
- 143\_ ایک زاہد
- 144\_ اخوند ملا جمال الدینؒ
- 145\_ ایک خراسانی
- 146\_ شیخ مولانا احمد مدنیؒ
- 147\_ ایک شخص
- 148\_ طبرانیؒ
- 149\_ شیخ عبدالقادر شلوٹیؒ
- 150\_ حضرت سید محمد بن جعفر المکیؒ
- 151\_ شیخ ابو محمد مرجانیؒ
- 152\_ ایک شخص
- 153\_ مولانا محمد علی جوہرؒ
- 154\_ مولانا جانیؒ
- 155\_ مخدوم شیخ احمد عبدالحق رودلوئیؒ
- 156\_ ایک شخص
- 157\_ شیخ محمد ابوالموہب شاذلیؒ
- 158\_ ابن سمعونؒ
- 159\_ نوجوان زمیندار
- 160\_ سید احمد کبیر رفاعیؒ
- 161\_ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ
- 162\_ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ
- 163\_ ایک ڈپٹی کمشنر
- 164\_ ایک دوست

- 165\_ شیخ مجد الدین بخداوی
- 166\_ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی
- 167\_ عبتی
- 168\_ ایک بدو
- 169\_ ایک شخص
- 170\_ حضرت امام حسن
- 171\_ حضرت امام حسین
- 172\_ حضرت امام موسیٰ کاظم
- 173\_ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی
- 174\_ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی
- 175\_ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی
- 176\_ حضرت شیخ نجم الدین صفاہانی
- 177\_ حضرت محی الدین ابن عربی
- 178\_ حضرت شیخ ابوبکر خوانی
- 179\_ حضرت امیر خسرو
- 180\_ ایک سید
- 181\_ حضرت مولانا ابن علی تابیادی
- 182\_ حضرت خواجہ عبدالحق جامی
- 183\_ سید عبداللہ شاہ صحابی
- 184\_ حضرت لعل شہباز قلندر
- 185\_ حضرت شاہ عبدالغنی نقشبندی
- 186\_ حضرت شاہ عبدالغنی نقشبندی
- 187\_ حضرت شاہ عبدالرحیم فاروقی
- 188\_ حضرت شاہ عبدالرحیم فاروقی
- 189\_ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
- 190\_ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
- 191\_ ایک تعلیم یافتہ ہندو نو مسلم
- 192\_ سید محمد
- 193\_ ایک شخص
- 194\_ شاہ عبدالغفور عباسی مدنی
- 195\_ شاہ عبدالغفور عباسی مدنی
- 196\_ حافظ عبدالرحمن
- 197\_ حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی
- 198\_ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
- 199\_ حضرت مرزا مظہر جان جاناں
- 200\_ سیدی محمد ابوالموہب شازلی
- 201\_ ایک شخص
- 202\_ علامہ شرف الدین محمد بو صیری
- 203\_ ایک شخص
- 204\_ ایک شریف
- 205\_ حضرت صدیق اکبر
- 206\_ بکثرت لوگ
- 207\_ رومی بن حراش کا بھائی
- 208\_ حضرت معاذ بن جبل کے صاحبزادے
- 209\_ حسین بن خارجہ
- 210\_ عبدالاعلیٰ بن عدی
- 211\_ حضرت خزیمہ
- 212\_ ایک شخص
- 213\_ بعض صلحاء
- 214\_ ایک معتمد
- 215\_ ڈاکٹر فرید الدین قادری
- 216\_ بیگم عصمت صدیقی
- 217\_ حضرت ابراہیم بن علی
- 218\_ سید حفظ الرحمن واحدی
- 219\_ محترمہ گوہر بیگم
- 220\_ محترمہ گوہر بیگم

- 221\_ حضرت خواجہ حسن نظامیؒ  
 222\_ حضرت خواجہ یحییٰ کبیرؒ  
 223\_ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ  
 224\_ حضرت خواجہ یحییٰ کبیرؒ  
 225\_ حضرت خواجہ یحییٰ کبیرؒ  
 226\_ حضرت خواجہ یحییٰ کبیرؒ  
 227\_ حضرت خواجہ یحییٰ کبیرؒ  
 228\_ نواب خان جہان لودھیؒ  
 229\_ شیخ عبدالستار  
 230\_ حضرت شاہ محمد معصوم اویسی صدیقیؒ  
 231\_ ایک بزرگ  
 232\_ مولانا محمد اشرف  
 233\_ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ  
 234\_ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ  
 235\_ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ  
 236\_ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ  
 237\_ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ  
 238\_ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ  
 239\_ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ  
 240\_ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ  
 241\_ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ  
 242\_ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ  
 243\_ حضرت عبدالعزیز دباغ  
 244\_ حضرت عبدالعزیز دباغ  
 245\_ حضرت عبدالعزیز دباغ  
 246\_ حضرت عبدالعزیز دباغ  
 247\_ ایک شخص  
 248\_ حضرت خواجہ سید قطب الدینؒ  
 249\_ حاجی احمد  
 250\_ سید غلام سرور  
 251\_ حضرت شاہ غلام علی مجددی مظہریؒ  
 252\_ حضرت شاہ غلام علی مجددی مظہریؒ  
 253\_ حضرت شاہ غلام علی مجددی مظہریؒ  
 254\_ حضرت شاہ غلام علی مجددی مظہریؒ  
 255\_ حضرت شاہ غلام علی مجددی مظہریؒ  
 256\_ حضرت شاہ غلام علی مجددی مظہریؒ  
 257\_ چچا حضرت شاہ غلام علی مجددی مظہریؒ  
 258\_ حضرت سید احمد کرویؒ  
 259\_ حضرت مولانا غلام نبیؒ  
 260\_ حضرت مولانا غلام نبیؒ  
 261\_ سید اسماعیل مدنیؒ  
 262\_ حضرت شاہ محمد کاظم قلندر علویؒ  
 263\_ حضرت شاہ محمد کاظم قلندر علویؒ  
 264\_ حضرت شاہ محمد کاظم قلندر علویؒ  
 265\_ حاجی محمد احسنؒ  
 266\_ حاجی محمد احسنؒ  
 267\_ حافظ الحدیث سید محمد جلال الدین شاہؒ  
 268\_ سید قلندر علی شاہ سروردیؒ  
 269\_ سید قلندر علی شاہ سروردیؒ  
 270\_ حضرت شاہ فتح قلندرؒ  
 271\_ حضرت سید محمد واصلؒ  
 272\_ مولوی محمد حیات  
 273\_ سید ہاشم علوی  
 274\_ حضرت مولانا حقی تازیؒ  
 275\_ حضرت مولانا حقی تازیؒ  
 276\_ حضرت مولانا حقی تازیؒ



- 277\_ حضرت مولانا حقی نازلیؒ  
 278\_ حضرت مولانا حقی نازلیؒ  
 279\_ حضرت مولانا حقی نازلیؒ  
 280\_ حضرت مولانا حقی نازلیؒ  
 281\_ حضرت مولانا حقی نازلیؒ  
 282\_ حضرت مولانا حقی نازلیؒ  
 283\_ حضرت مولانا حقی نازلیؒ  
 284\_ سائیں توکل شاہؒ  
 285\_ سائیں توکل شاہؒ  
 286\_ ایک کامل بزرگ  
 287\_ حافظ خیر الدینؒ  
 288\_ اہلیہ مولوی پیر محمد صاحب  
 289\_ محمد بخش مدارس  
 290\_ مولانا حسرت موہانیؒ  
 291\_ مولانا عبدالمجید شاہ قدس سرہ  
 292\_ ایک فحوص  
 293\_ حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ  
 294\_ صوفی محمد علی  
 295\_ صوفی عاشق محمد  
 296\_ صوفی عاشق محمد  
 297\_ سید شیر محمد ترمذی  
 298\_ حاجی وصی الدین  
 299\_ محمد عارف گورداسپوری  
 300\_ علامہ قمر نقوی  
 301\_ ایک صاحب  
 302\_ غازی احمد صاحب  
 303\_ غازی احمد صاحب  
 304\_ ڈاکٹر طاہر جمیل
- 305\_ سید نذیر حسین شاہ  
 306\_ چند دوست  
 307\_ جناب نور حسین  
 308\_ محمد عبدالمجید صدیقی  
 309\_ ایک خاتون  
 310\_ محمد طفیل پیرا  
 311\_ ایک فوجی افسر  
 312\_ حمیدہ  
 313\_ جوش ملیح آبادی  
 314\_ بیرشریوسف علی  
 315\_ محمد بن عبداللہ مہلبی  
 316\_ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ  
 317\_ ایک فحوص  
 318\_ ایک ضعیف العرب بزرگ  
 319\_ حضرت آغا اسحاق علی  
 320\_ مولوی عبدالبعیر میاں  
 321\_ عبدالنبی شامی  
 322\_ میاں گل حسن  
 323\_ ایک خاتون  
 324\_ عبدالغفار  
 325\_ پروفیسر باغ حسین کمال  
 326\_ حافظ عبدالباسط  
 327\_ مولانا مفتی نیاز محمد  
 328\_ والدہ نواب عشرت علی خان  
 329\_ شیخ محمد حبیب الرحمن  
 330\_ شیخ محمد حبیب الرحمن  
 331\_ شیخ محمد حبیب الرحمن  
 332\_ شیخ محمد حبیب الرحمن

- 333\_ شیخ محمد حبیب الرحمن  
 334\_ شیخ محمد حبیب الرحمن  
 335\_ محمد انجم جاوید  
 336\_ حضرت جلال الدین سیوطیؒ وغیرہ  
 337\_ عارف علی وفا  
 338\_ شیخ خلیفہ بن موسیٰ  
 339\_ ایک شخص  
 340\_ مولانا حسین علیؒ  
 341\_ ابن فارس  
 342\_ ایک صحابی  
 343\_ مولانا غلام رسول کانپوریؒ  
 344\_ مولانا سید حسین احمد مدنیؒ  
 345\_ حضرت سلطان باہوؒ  
 346\_ بشیر حسین ناظم صاحب  
 347\_ منیر حسین ہاشمی  
 348\_ ابو عبداللہ قسطلانیؒ  
 349\_ غازی محمد صدیقؒ  
 350\_ غازی محمد عبداللہؒ  
 351\_ حضرت مولانا غلام حبیب نقشبندیؒ  
 352\_ حضرت مولانا غلام حبیب نقشبندیؒ  
 353\_ مولانا سیف اللہ خالد  
 354\_ حضرت بابو جی عبداللہؒ  
 355\_ صوفی محمد دین  
 356\_ ایک نوجوان  
 357\_ ایک مرید  
 358\_ ایک استاد  
 359\_ شاہ عبدالغنی پھولپوریؒ  
 360\_ ایک شخص
- 361\_ مولانا ماجد علی صاحب  
 362\_ ٹیپو سلطانؒ  
 363\_ خادم روضہ رسولؒ  
 364\_ حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ

# بسم اللہ الرحمن الرحیم

## خواب

۱- ڈاکٹر محمد عبداللطیف سابق چیرمین بورڈ آف سیکنڈری اینڈ انٹرمیڈیٹ ایجوکیشن لاہور پر محمد شمعون نے ایم۔ اے (فارسی) 91-1989ء پنجاب یونیورسٹی کے لیے مقالہ لکھا۔ عنوان ہے ”ڈاکٹر محمد عبداللطیف اور ان کی فارسی خدمات“۔ ڈاکٹر صاحب موصوف اپنے ایک قلمی نسخہ بعنوان ”اوراق پریشاں“ کے صفحہ 58 تا 60 پر جو کچھ تحریر فرماتے ہیں اس کا اختصار پیش کیا جاتا ہے:

ہمارے بیٹھے بیٹھے دو بہر ہونے کو آئی۔ اتنے میں ایک سفید ریش معمر آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے ایک ہاتھ میں گڑوی تھی اور دوسرے میں ایک بیگ۔ سامنے آکر سلام کیا۔ ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ نے حسب عادت مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا مگر اس نے بڑے ادب سے کہا۔ سرکار مجھے ہاتھ ملانے کا حکم نہیں پاؤں چومنے کا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اس پر فرمایا آپ کو ہاتھ ملانے کی اجازت نہیں اور دوسرے حکم کی مجھے عادت نہیں۔ بڑی مشکل آن پڑی ہے۔ بہر حال آپ آزادی سے بات کریں۔ بوڑھے نے کہا میں 80/85 سال کا ہوں جبکہ میری والدہ سویا اس سے کچھ اوپر کی ہیں۔ نحیف و نزار ہونے کی باوصف درجنوں حج کر چکی ہیں۔ اب البتہ عرصہ سے چارپائی ہی سے چمٹی ہیں۔ ایک رات انہیں خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بشارت دی۔ ڈاکٹر صاحب چونک کر اٹھے۔ تکیہ کا سہارا لیا اور ہمہ تن گوش ہو گئے۔ پوچھا پھر۔ کہا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”بہت آزرده اور دل تنگ ہو۔ لاہور میں ہمارے مقبول بندے تمہارے قریب ہیں“ اور آپ کا نام لیا۔ ڈاکٹر صاحب کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگی ہوئی تھی۔ یہ کہہ کر اس نے وہ

گڑوی آگے بڑھائی کہ میری ماں نے ایک ماہ تک تھوڑا تھوڑا دودھ جما کر یہ گھی بھیجا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ انہیں بڑی عزت و احترام سے لے کر آؤ۔ ہاتھ باندھ کر عرض کرنا۔ ہاتھ سے ہاتھ نہ ملانا۔ تم ان کے پاؤں چوم لینا۔ میں تمہارا منہ چوم لوں گی۔ ڈاکٹر صاحب کا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔ فرمایا میری صحت آپ کے سامنے ہے۔ چلنا پھرنا تو درکنار ہلنے چلنے تک سے قاصر ہوں۔ یقیناً "اس پاکباز عقیقہ سے پہلے دربار میں پہنچ جاؤں گا۔ میری بیماری کی ابتداء اور جڑ ہی گلے سے ہے۔ گھی کا استعمال منع ہے۔ مگر یہ گھی تو اب خاص نسبت سے آ رہا ہے۔ علی بخش کو آواز دی۔ چچہ منگوا کر بڑی رغبت سے ایک چچہ گھی پی لیا اور فرمایا کہ ان کے ایک حکم کی تعمیل تو ہو گئی۔ رہی دوسری بات۔ یہ کہہ کر تکیہ کا سہارا لیا۔ ہماری طرف دیکھا کہ آپ اب جا سکتے ہیں۔ دروازہ بند کرتے جائیے۔ ہم باہر نکل رہے تھے۔ آخری الفاظ ہمارے کانوں نے یہ سنے کہ "آپ ذرا میری طرف دیکھئے۔ میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر" اور ہم باہر۔

1938ء میں معالجوں نے علامہ اقبالؒ سے ملاقات کے دروازے بند کر دیئے تھے۔ پھر بھی ڈاکٹر محمد عبداللطیف بار بار گئے اور بابا علی بخش سے حال دریافت کر کے لوٹ آتے تھے۔ 21 اپریل 1938ء کا غمگین ترین دن انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور ان چند آدمیوں میں سے ہیں جنہوں نے سب سے پہلے ابدی نیند سونے والے علامہ اقبالؒ کی جبین مبارک پر بوسہ دیا۔

2۔ محمد ضیاء الحق صاحب کے اقتدار سنبھالنے کے کچھ عرصہ بعد مجھے خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ میں نے دیکھا کہ آپؐ کے حضور مودب کھڑا ہوں۔ میرے دائیں جانب جنرل محمد ضیاء الحق کھڑے ہیں۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے قرآن کریم کا ایک نسخہ جنرل صاحب کو عطا فرمایا۔ پھر دوسرے ہاتھ سے انہیں ایک تلوار

عنایت فرمائی۔ اس کے چند روز بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے جنرل ضیاء الحق کو دستار پہنائی۔ (محمد ضیاء الرحیم صاحب نے یہ دونوں خواب دیکھے جو اردو ڈائجسٹ اگست 1990ء مطابق محرم 1411ھ کے صفحہ 321 پر موجود ہیں)

محمد ضیاء الرحیم صاحب نے خود ہی ان خوابوں کی تعبیروں کی۔ قرآن عطا ہونا ظاہر کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے دین اسلام کی سر بلندی کا کام لینا چاہتا ہے۔ تلوار ملنے کا مطلب یہ ہے کہ جہاد افغانستان میں شریک ہوں۔ دستار بندی کی تعبیر یہ کی کہ جنرل صاحب پوری امت مسلمہ کی نمائندگی کا شرف حاصل کریں گے۔ ان کی اسلام دوستی اور خلوص ہی کا نتیجہ تھا کہ پورے عالم اسلام نے انہیں اقوام متحدہ میں اپنا ترجمان بنا کر بھیجا تھا۔

ایک صاحب کو صدر ضیاء الحق کی شہادت سے اتنا صدمہ پہنچا کہ بالکل تارک الدنیا ہو گئے۔ اخبار پڑھنا اور ٹی وی دیکھنا چھوڑ دیا۔ شہادت کے تیسرے دن انہوں نے جنرل صاحب کو فوجی وردی میں ملبوس نہایت ہشاش بشاش خواب میں دیکھا۔ جنرل صاحب نے ان صاحب سے کہا کہ آپ کیوں رنجیدہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے دنیا میں بھی سرداری عطا فرمائی تھی اور یہاں بھی مجھے سرداری دی ہے (صفحہ 322)

صدر ضیاء الحق کو جب کوئی الجھن پیش آتی تو بیٹری چارج کرانے فوراً خانہ کعبہ تشریف لے جاتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ پوری دنیا کے مسلمان متحد ہو کر ایک پھونک ماریں تو اسرائیل صفحہ ہستی سے مٹ جائے۔ انہوں نے 60 لاکھ درختوں کے پودے اور زرخیز مٹی کا ایک بحری جہاز سعودی عرب بھیجوا یا تھا جو چند سال کے اندر تپتے ہوئے صحرا میں حاجیوں کے لیے باعث سکون و آرام اور صدر ضیاء کے لیے صدقہ جاریہ کا وسیلہ بن جائیں گے۔ انہیں مساجد بنانے کا بھی بہت شوق تھا۔ سلطان صلاح الدین ایوبی اور ٹیپو سلطان کے بعد اس ضمن میں ان کو تیسرا نمبر دیا جا سکتا ہے۔

شہادت کے بعد دنیا کی ایک عظیم الشان مسجد یعنی فیصل مسجد، اسلام آباد کے وامن میں آرام فرما ہیں۔

3- جناب قدرت اللہ شہاب اپنے مشہور زمانہ ”شہاب نامہ“ کے صفحہ ۱۱۶۲ تا ۱۱۶۴ پر اپنے خواب کا ذکر فرماتے ہیں جس میں انہیں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا تھا۔

میری رہائش چمکور صاحب (کشمیر) کے قصبہ میں تھی۔ میرے ورنائیولر فائنل اور میٹریکولیشن کے امتحانات کے سینٹر گیارہ میل دور روپڑ شہر میں تھے۔ حسن اتفاق سے ہر روز ۲۲ میل پیدل سفر کاٹنے کا جو نسخہ میرے ہاتھ آیا اس نے میری زندگی کی کایا پلٹ کر رکھ دی۔ وہ نسخہ یہ تھا کہ میں سارے راستے کبھی زور زور سے پکار کر اور کبھی آہستہ آہستہ درود شریف کا ورد کرتا رہتا تھا۔ دراصل یہ ورد میں نے ایک ہندو برہمن کو ستانے کے لیے مذاق ہی مذاق میں شروع کیا تھا۔ لیکن رفتہ رفتہ درود شریف کی برکت نے میرے ہوش و حواس اور میرے تن بدن کو ایک روئے نوری سے ڈھانپ لیا۔ اس کے بعد عمر بھر کے لیے ہر روز ایک مقررہ وقت تک درود شریف پابندی سے پڑھنا میری عادت ثانیہ بن گئی۔ آٹھویں جماعت والے ورنائیولر فائنل کے امتحان کے دوران جب میں نے منہ اندھیرے نہر سرہند کے کنارے مذاق ہی مذاق میں یہ ورد شروع کیا تو چند روز بعد ایک عجیب خواب نظر آیا۔ تاحد نگاہ ایک وسیع و عریض صحرا پھیلا ہوا تھا۔ میں اس میں کسی جانب تیز رفتاری سے بھاگتا ہوا چلا جا رہا تھا۔ صحرا کی ریت اتنی گرمی تھی کہ میری ٹانگیں گھٹنوں گھٹنوں تک اس میں دھنس دھنس جاتی تھیں۔ سانس پھول کر جب مزید بھاگنا محال ہو گیا تو میں گھٹنوں کے بل گھسٹتا آگے بڑھتا گیا۔ کچھ عرصہ بعد جب گھٹنے بھی جواب دے گئے تو میں منہ کے بل ریت پر لیٹ گیا اور اپنی ٹھوڑی اور پنچے ریت میں گاڑھ کر پیٹ کے بل آگے

کی جانب ریگنے لگا۔ اس شدید مشقت سے میرا سانس بری طرح پھول گیا تھا۔ میرے گھٹنے پیٹ اور ہاتھ مثل ہو گئے تھے اور میرے سینے میں درد کی شدید ٹیس اٹھ رہی تھیں۔ اسی طرح ریگتے ریگتے اچانک ایک جانما چٹائی کا ایک کونہ میرے ہاتھ آگیا۔ وہ چٹائی ایک کھجور کے درخت کے نیچے پھچی ہوئی تھی اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر دوزانو تشریف فرما تھے۔ آپ نے ایک ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ میری جانب دیکھا اور عین اس وقت میری آنکھ کھل گئی۔

فروری کا مہینہ تھا۔ سخت سردی کے باوجود میرا جسم پینہ میں شرابور تھا اور سانس پھول کر دھونکنی کی طرح چل رہی تھی۔ گلا کانٹے کی طرح خشک تھا اور سینے میں دونوں جانب درد کی شدید ٹیس اٹھ رہی تھیں۔ یہ خواب دیکھ کر میں کچھ دیر گم سم اپنے بستر پر بیٹھا رہا۔ پھر مجھے بے اختیار رونا آگیا۔ رونے کی آواز سن کر ماں جی (میری والدہ محترمہ) بھی جاگ اٹھیں اور میری چارپائی پر آکر بیٹھ گئیں اور پیار سے پوچھا ”کیوں بچہ کوئی خواب دیکھا ہے؟“

”ہاں ماں جی ایک عجیب خواب دیکھا ہے۔“ ماں جی نے سوگھنے کے انداز میں چند لمبے لمبے سانس لیے اور بگڑ کر بولیں ”کتنی بار کہا ہے کہ رات کو خوشبو دار تیل نہ لگایا کرو۔ اب اگر ڈرنے لگے تو اور کیا ہو؟ لیکن تم بات مانتے ہی نہیں۔“

میں نے انہیں یقین دلایا کہ میں نے کوئی خوشبو دار تیل استعمال نہیں کیا اور جلدی جلدی انہیں اپنا خواب من و عن سنا ڈالا۔ سنتے ہی انہوں نے مجھے گلے سے لگا لیا اور بے اختیار رونے لگیں۔ ہم دونوں یونہی چپ چاپ بیٹھے روتے رہے۔ معلوم نہیں یہ خوشی کے آنسو تھے یا شکرانے کے، یا طرف سے زیادہ نعمت عطا ہونے پر چھلک جانے کے آنسو تھے۔



خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانماز کا کونہ اپنے ہاتھ سے چھو لینے کے بعد مجھے یہ فکر دامن گیر ہوئی کہ اب اگر میں نے خود نماز کی پابندی اختیار نہ کی تو بیٹھے بٹھائے ملی ہوئی ایک نعمت عظیم کا کفران ہوگا۔ اس کے بعد میں نے جوں توں نماز ادا کرنے کی کوشش ضرور کی لیکن حق تو یہ ہے کہ میں ”اقیموا الصلوٰۃ“ کا اصلی حق کبھی ادا نہ کر سکا۔

4- ایک روز ایک پرائمری اسکول کا استاد رحمت الہی جناب قدرت اللہ شہاب کے پاس آیا۔ وہ چند ماہ بعد ملازمت سے ریٹائر ہونے والا تھا۔ اس کی تین جوان بیٹیاں تھیں۔ رہنے کے لیے اپنا گھر بھی نہ تھا۔ پنشن نہایت معمولی ہوگی۔ اسے یہ فکر کھائے جا رہی تھی کہ ریٹائر ہونے کے بعد وہ کہاں رہے گا؟ لڑکیوں کی شادی کیونکر ہوگی؟ گھر کے اخراجات کیسے چلیں گے؟

(جناب قدرت اللہ شہاب جھنگ میں ڈپٹی کمشنر تھے)۔ اس نے مجھے سرگوشی میں بتایا کہ پریشانی کے عالم میں وہ کئی ماہ سے نماز تہجد کے بعد رو رو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فریاد کرتا رہا ہے۔ چند روز قبل اسے خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی جس میں آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ تم جھنگ جا کر ڈپٹی کمشنر کو اپنی مشکل بتاؤ۔ اللہ تمہاری مدد فرمائے گا۔

جناب قدرت اللہ شہاب کو پہلے تو شک ہوا کہ یہ شخص ایک جھوٹا خواب بیان کر کے مجھے جذباتی طور پر بلیک میل کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ میرے چہرے پر شک اور تذبذب کے آثار دیکھ کر رحمت الہی آبدیدہ ہو گیا اور بولا ”جناب میں جھوٹ نہیں بول رہا۔ اگر جھوٹ بولتا تو اللہ کے نام پر بولتا۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر کیسے جھوٹ بول سکتا ہوں؟

یہ سن کر میرا شک پوری طرح تو رفع نہ ہوا لیکن سوچا کہ اگر یہ غلط بیانی سے بھی کام لے رہا ہے تو ایسی عظیم ہستی کے اسم مبارک کا سہارا لے رہا ہے جس کی

لاج رکھنا ہم سب کا فرض ہے۔ چنانچہ میں نے رحمت الہی کو تین ہفتہ بعد بلایا اور اس دوران خفیہ طور پر اس کے ذاتی حالات کا کھوج لگایا اور یہ تصدیق ہو گئی کہ وہ اپنے علاقے میں نہایت سچا، پاکیزہ اور پابند صوم و صلوة آدمی مشہور ہے اور اس کے گھریلو حالات وہی تھے جن کا وہ ذکر کر چکا تھا۔

میں نے سرکاری بنجر زمین کے آٹھ مرعے اس کو پیشہ پر دلا دیئے۔ قریب نو برس کے بعد ماسٹر رحمت الہی نے جناب قدرت اللہ شہاب کو خط لکھا کہ میں نے اس زمین پر محنت کر کے اپنی تینوں بیٹیوں کی شادی کر دی ہے جو اپنے اپنے گھر خوش و خرم آباد ہیں۔ میں نے اپنی بیوی کے ساتھ فریضہ حج بھی ادا کر لیا ہے۔ گزارے اور رہائش کے لیے تھوڑی سی ذاتی زمین خریدنے کے علاوہ ایک کچا کوٹھا بنا لیا ہے۔ اب مجھے ان آٹھ مرعے زمین کی ضرورت نہیں چنانچہ اس رجسٹرڈ خط کے ذریعہ الاٹمنٹ کے مکمل کاغذات واپس بھیج رہا ہوں تاکہ یہ زمین کسی اور حاجت مند کی ضرورت پوری کر سکے (ماسٹر رحمت الہی جیسے انسان ہی اس ملک کی عزت و آبرو ہیں مگر افسوس پاکستان میں اس اعلیٰ کردار کے لوگ اتنے بھی نہیں جتنا آٹے میں نمک۔ ملک کی قسمت بدلے تو کیونکر۔ ہر ایک ہل من مزید، ہل من مزید، کی رٹ لگائے ہوئے ہے۔ موت کو بھولا ہوا ہے۔ کاش اسے یاد رہے کہ آخرت میں ذرہ ذرہ، رائی رائی اور پائی پائی کا حساب ہوگا۔ تین پیسے کے عوض جب 70 مقبول نمازیں دینی ہوں گی پھر کیا ہوگا۔ لاکھوں، کروڑوں بغیر ڈکار لیے ہضم کر جانے والے سوچیں اور دنیا ہی میں ہوش میں آجائیں تو ان کے حق میں بہتر ہوگا ورنہ آخرت کے ابدی خسارہ کے لیے تیار ہو جائیں کیونکہ وہاں تو دنیا میں اچھا یا برا جو کچھ کر کے جائیں گے اس کا نتیجہ نکلے گا) (شہاب نامہ صفحہ 520 تا 522)

5- ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں ایک جماعت کے ہمراہ جہاز پر سوار تھا کہ طوفان آگیا اور جہاز غرق ہونے لگا۔ تمام ساتھی پریشانی کے عالم میں رونے

گڑ گڑانے لگے۔ مجھے نیند آگئی۔ خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوا اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) جلد مدد فرمائیے۔ آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ جلد مدد کرو۔ حضرت ابوبکر صدیق دریا میں داخل ہوئے اور جہاز کو گھسیٹ کر خشکی کے قریب لگا دیا۔ جب میں بیدار ہوا اور دیکھا تو طوفان موقوف ہو چکا تھا اور لوگ بالکل مطمئن تھے۔ (بغیت ذوی الاحلام)

6- شیخ مخدوم محمد ساوے عرف مخدوم صاحب کے بزرگ ہندوستان آ کر قصبہ میلاپور چنیاپٹن میں سکونت پذیر ہوئے۔ قصبہ بسنت نگر میں ناصر شاہ سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ پھر حرمین شریفین روانہ ہوئے اور وہاں تین برس رہے۔ پھر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے دکن کو تصوف و توحید کے مسائل سے آگاہ کیا۔ آپ کی وفات حیدر آباد دکن میں 3 رجب المرجب 1165ھ کو ہوئی۔ چھ ماہ تک خواجہ رحمت اللہ خان کے مقبرہ میں امانتاً رہے پھر آپ کو میلاپور منتقل کیا گیا۔ (محبوب التواریخ جلد سوم (اردو ترجمہ) صفحہ 987 تا 988)

7- شیخ التفسیر حضرت علامہ حافظ قاضی عبدالکریم کلاچوی (نجم المدارس کلاچی۔ صوبہ سرحد) کے ایک شاگرد نے جو نجم المدارس کا طالب علم تھا قرآن کریم حفظ کیا۔ آخری دنوں میں اس خوش بخت کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بابرکت کا شرف بھی حاصل ہو گیا تھا۔ لڑکے کا کلین شیوہ والد آیا تو قاضی عبدالکریم صاحب کے والد بزرگوار حضرت مولانا قاضی محمد نجم الدین صاحب نے اس کے والد کو بچہ کے حافظ ہونے پر مبارک باد دی۔ پھر دریافت کیا کہ اپنے بچہ کو حفظ کیوں کرایا۔ اس نے کہا کیوں جی یہ اچھا کام نہیں۔ ثواب کا کام ہے۔ ان دنوں ملازمت کے لالچ سے نہیں بلکہ قرآن کو قرآن پاک سے محبت اور ثواب کمانے کے لیے لوگ پڑھا کرتے تھے۔ اس پر

قاضی نجم الدین صاحب نے اس کی منڈھی ڈاڑھی کی طرف اشارہ کر کے نہایت ساوگی سے فرمایا۔ بھائی، یہ اچھا کام نہیں۔ ثواب کا کام نہیں۔ پس ”از دل خیزد بر دل ریزد“ والا معاملہ ہوا۔ اس نے کہا قاضی صاحب آج کے بعد انشاء اللہ اسے نہ استرہ لگے گا نہ ہی قینچی اور واقعی ڈاڑھی بڑھالی (میری علمی اور مطالعاتی زندگی از مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب۔ صفحہ 233 تا 234)

8- ایک شخص مدینہ منورہ میں ریاضت و مجاہدہ اور نوافل و عبادات بہت کرتا تھا۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حکم ہوا کہ حضرت شیخ محمد عابد ڈھابلیؒ کی خدمت میں حاضر ہو۔ آپ نے اسے مجاہدات کرنے سے منع فرمایا اور توسط اختیار کرنے کو کہا لیکن چونکہ وہ مجاہدات کا عادی ہو چکا تھا اس نے اس نصیحت پر عمل نہیں کیا۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر اس کو خواب میں نظر آئے اور جو ہدایت حضرت شیخ عابدؒ نے فرمائی تھی اس پر عمل کرنے کا حکم فرمایا تب جا کر اس نے مجاہدے چھوڑے اور آپ کی صحبت میں رہ کر مقامات عالیہ پر فائز ہوا (مشائخ نقشبندیہ مجددیہ صفحہ 221)

9- حضرت مولانا سرہندیؒ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کے خلفائے اجل میں سے تھے۔ مولانا نے لکھا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے ایک مرتبہ مدت تک قالین پشمین پر نماز پڑھی اور چونکہ مذہب امام مالکؒ میں پشمینہ پر سجدہ کرنا مکروہ ہے اور حضرت مجدد کا طریقہ حتی الامکان جمع مذاہب کا تھا اس لئے آپ نے سجدہ کی جگہ تھوڑا سا سوتی کپڑا سی لیا تھا۔ جب وہ کپڑا میلا ہو گیا تو خادم نے علیحدہ کر دیا اور اس کی جگہ دوسرا کپڑا لگا دیا۔ میں نے وہ کپڑا اٹھا لیا اور اپنی پگڑی میں رکھ لیا کہ گھر جا کر کسی اچھی جگہ رکھ دوں گا۔ اتفاق سے نماز عشاء پڑھ کر سو گیا اور اس کپڑے کا رکھنا بھول گیا اور وہ کپڑا میری پگڑی میں رہ گیا۔ اس کپڑے کی برکت سے اس رات بارہ مرتبہ بلکہ اس سے بھی زیادہ مرتبہ مجھ کو حضرت رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت با برکت نصیب ہوئی (کتاب حضرت القدس جلد دوم از مولانا بدر الدین سرہندی)

10- شیخ طاہر بدخشی شاہ ایران کے مقرب تھے۔ ایک دن انہوں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ اے طاہر تو دنیا طلبی کے لئے بادشاہ کی کافی خدمت کر چکا۔ اب دین طلبی کے لئے حضرت مجدد الف ثانیؑ کی خدمت میں حاضر ہو۔ اسی دن صبح کو شیخ نے بادشاہ کی رفاقت کو خیر باد کہہ کر ہندوستان کا رخ کیا۔ راستہ میں شیخ کی مولانا صالح گولامی سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے بھی اس بارے میں خواب دیکھا تھا چنانچہ وہ بھی ہمراہ ہوئے۔ جب دونوں شہر طانغان میں پہنچے تو وہاں کے جید عالم مولانا یار محمد صاحب سے ملے۔ انہوں نے حضرت مجدد الف ثانیؑ کی بہت تعریف سن رکھی تھی۔ پس وہ بھی ہمراہ ہوئے۔ مولانا عبدالحق شادمانی بھی حضرت مجدد الف ثانیؑ کے بارے میں خواب دیکھ چکے تھے۔ وہ بھی ان تینوں بزرگوں کے ہمراہ ہو گئے۔ یہ چاروں شہر برک میں جو کابل اور قندھار کے درمیان واقع ہے پہنچے تو شیخ احمد برکیؒ جنہوں نے حضرت مجدد الف ثانیؑ کے چند مکاتیب کا مطالعہ کیا تھا اور آپ کے بہت اوصاف سن چکے تھے ان کے ہمراہ ہو گئے۔ ساتھ ہی وہاں کے بڑے شیخ مولانا یوسفؒ بھی ہمراہ ہوئے۔ یہ سب بزرگ راستہ کی دشوار گزار منزلیں طے کرتے ہوئے سرہند شریف پہنچے اور حضرت مجدد الف ثانیؑ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانیؑ نے ان سب کو نظر عنایت سے دیکھا اور کامل بنا کر بعد عطاء خلافت وطن رخصت کیا۔ خراسان، بدخشان اور توران وغیرہ ممالک میں حضرت مجدد الف ثانیؑ کا طریقہ اس قدر مقبول ہوا کہ وہاں کوئی شہر اور گاؤں ایسا باقی نہ رہا جہاں اس سلسلہ عالیہ کے خلفاء نہ ہوں (سیرت امام ربانی مجدد الف ثانیؑ صفحہ 98 تا 100)

۱۱- شیخ طاہر بدخشیؒ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ سپاہی تھے۔ ایک مرتبہ فوج ایک قلعہ کی طرف متوجہ ہوئی۔ اثناء راہ میں شب کو آپ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ خلفاء راشدین اور صحابہ اکرامؓ بھی خدمت اقدس میں موجود ہیں۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت طاہر بدخشیؒ سے ارشاد فرمایا کہ اس سفر کے بعد تم فوج سے الگ ہو جاؤ اور فقر و تجرید اختیار کرو۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آپ کو خرقہ پہنایا۔ آپ فوراً لشکر سے علیحدہ ہو گئے اور گدڑی پہن لی۔ سنا ہے کہ مدت تک خلوت و جلوت میں آپ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارک کا مشاہدہ فرماتے رہے (ازارو ترجمہ زبده المقامات)

۱۲- حضرت خواجہ محمد اشرفؒ جو فاضل زمانہ اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مخلص تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے ابتداً شرف قدم بوسی حضرت مجدد الف ثانیؒ کے لئے استخارہ کیا تو دیکھا کہ ایک جنگل نہایت وسیع ہے اور ایک جماعت کسی بزرگ کی زیارت کے لئے دوڑتی ہوئی جا رہی ہے۔ میں بھی شوق کے ساتھ اس جماعت کی طرف متوجہ ہوا اور ان سے دریافت کیا کہ کس بزرگ کی زیارت کے لئے جا رہے ہو۔ ایک شخص نے کہا اے بے خبر! یہاں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ اس خبر مسرت اثر و فرحت ثمر کو سن کر شوق کے ساتھ اس مجمع میں پہنچا۔ دیکھا کہ لوگ حلقہ کئے ہوئے کھڑے ہیں۔ جب ایک دور پورا ہو گیا اور دوسرا دور حلقہ کا شروع ہوا تو میں کوشش کر کے حلقہ اول و دوم کے وسط میں پہنچ گیا۔ اس اثناء میں خلق کا ہجوم بڑھ گیا تھا۔ چنانچہ تیسرا حلقہ بھی پورا ہو گیا۔ اس وقت خیال آیا کہ ان لوگوں سے اچھی طرح تحقیق کر لینا چاہئے تاکہ اطمینان ہو۔ پھر میں نے ان لوگوں سے پوچھا کہ کس بزرگ کی زیارت کے لئے یہ سعی بلیغ ہو رہی ہے۔ سب نے لفظاً و معناً





تندرست ہو گیا کہ فجر کی نماز کھڑے ہو کر ادا کی (انوار العارفين صفحہ 672)

14- مولانا محمد مرشد ولد مولانا محمد ارشد ولد مولوی فرخ شاہ ابن خواجہ محمد سعید ابن حضرت مجدد الف ثانی ۱۱ صفر المظفر ۱۱۱۷ھ کو سرہند شریف میں پیدا ہوئے اور ۱۹ رجب المرجب ۱۲۰۱ھ کو رامپور میں وصال فرمایا۔ نہایت عظیم بزرگ تھے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے علوم ظاہری کی تکمیل کر کے ملا محمد ارم بہت سے بزرگوں کی خدمت میں سلوک باطنی کے واسطے حاضر ہوئے مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔ ایک روز خواب میں دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مولانا محمد مرشد کے پاس جا۔ ملا محمد ارم صبح کو مولانا محمد مرشد کے پاس حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا تم سفارش لے کر آئے ہو۔ پھر بیعت کر لیا۔ ملا محمد ارم کا بیان ہے کہ ہاتھ پکڑتے ہی زمین و آسمان آئینے کی طرح روشن ہو گئے (تذکرہ کالملاں رام پور صفحہ 390)

15- حضرت مولانا حافظ دوست محمد قدس سرہ نے ایک روز دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بصورت طفلی میری گود میں تشریف رکھتے ہیں (مشائخ نقشبندیہ مجددیہ صفحہ 386)

16- حضرت شیخ محمد عابد ڈھابلی حرمین شریفین کو پا پیادہ روانہ ہوئے اور وہاں زیارت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سرفراز ہوئے۔ فرمایا کہ میرے سینے میں سوزو طلب کسی طرح کم نہ ہوتی تھی۔ بعنایت مصطفوی (صلی اللہ علیہ وسلم) تسکین پائی اور مقصود دلی حاصل ہوا (مشائخ نقشبندیہ مجددیہ صفحہ 221)

17- حضرت شیخ عبدالاحد نے فرمایا کہ ایک روز ختم خواجگان پڑھا جاتا تھا۔ میں نے بارگاہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) توجہ فرمائیے کہ میرا یہ کام ہو جائے۔ مکشوف ہوا کہ آپ نے اپنے دونوں دست مبارک دعا کے واسطے اٹھائے (مشائخ نقشبندیہ)

(مجددیہ)

-18

نقل ہے کہ ایک شخص نے حضرت شیخ عبدالاحدؒ سے عرض کیا کہ آپ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہو کر معلوم کریں کہ اس فقیر کے بارے میں کچھ عنایت خاص ہے یا نہیں اور یہ سوال اس کا قبل نماز عشا تھا۔ بعد نماز آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ سوال کرتے ہیں اور پھر اس کا جواب دریافت نہیں کرتے۔ اس وقت اس شخص نے بات سن کر اپنے سوال کا جواب دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ جب میں متوجہ ہوا تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جمال درگاہ لایزالی میں ایسا مستغرق پایا کہ اصلاً اس طرف متوجہ نہ ہوئے۔ بہت دیر بعد بارگاہ عالی مفتوح ہوئی اور میں تجھ کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گیا۔ آپ نے اپنا دست مبارک تیرے سر پر پھیرا اور کچھ دیر تک رکھے رہے۔ اس شخص نے بھی تصدیق کی کہ بے شک فلاں وقت مجھ پر عجیب و غریب کیفیت طاری تھی۔ (مشائخ نقشبندیہ مجددیہ صفحہ

(217)

-19

حضرت شاہ محمد مظہرؒ فرزند اصغر حضرت شاہ احمد سعیدؒ کے تھے۔ ابھی آپ بچے ہی تھے کہ آپ نے حق تعالیٰ سبحانہ کو خواب میں دیکھا اور ایک مرتبہ ان ہی ایام میں حضرت جبریل امینؑ اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی (مشائخ نقشبندیہ مجددیہ صفحہ 346)

-20

حضرت شاہ محمد عمرؒ فرزند ثانی حضرت شاہ احمد سعیدؒ کے تھے۔ نقل ہے کہ جب حضرت شاہ احمد سعیدؒ مدینہ منورہ میں مواجہ شریف میں حاضر ہوئے تو آپ کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے خلعت عطا ہوئی۔ اس وقت حضرت شاہ محمد عمرؒ اور آپ کے بڑے بھائی حضرت شاہ عبدالرشیدؒ بھی وہاں موجود تھے۔ پس ان دونوں بھائیوں کو بھی ایک تاج شاہانہ عطا ہوا۔ (مشائخ

نقشبندیہ مجددیہ صفحہ 345)

21- مخدوم زاہد شیخ محمد اشرفؒ حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ کے چوتھے صاحبزادے تھے۔ 1048ھ میں پیدا ہوئے۔ سنت نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) اور طریقہ مجددیہ پر کامل طریقے سے کار بند تھے۔ 2 صفر المظفر 1117ھ کو رحلت فرمائی اور اپنے والد ماجد کے مرقد سے بہ سمت مغرب سرہند شریف میں مدفون ہوئے۔ نزع کے وقت ”حسنا اللہ و نعم الوکیل“ بار بار پڑھتے تھے۔ آپ نے خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور یہ دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا ہاتھ پکڑ کر آپ کو اپنی جانب کھینچ رہے ہیں اور آپ اپنی زبان سے کہہ رہے ہیں ”یا رسول اللہ **خزیدی** یا شفیع **المذنبین خزیدی**“ (صلی اللہ علیہ وسلم)

(یہ خواب نہایت مبارک ہے اور سراپا بشارت۔ امید ہے یہ دستگیری وسیلہ نجات اخروی اور درپچہ درجات بن جائے گی۔ حضرت خواجہ محمد معصومؒ) (مکتوبات خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ تلخیص و ترجمہ از مولانا نسیم احمد امرہوی۔ کتب خانہ الفرقان۔ پجھری روڈ۔ لکھنؤ صفحہ 79 تا 80)

22- مولوی مجاہد الدینؒ صاحبزادے خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ کے تھے۔ مولد بالا پور (برار۔ دکن) ہے۔ مولانا قمر الدینؒ کی خدمت میں بیعت و خلافت کی درخواست کی۔ مولانا نے فرمایا کہ آپ کے والد افضل زمانہ ہیں۔ ان سے بیعت ہوں۔ پس استخارہ کیا تو عالم رویاء میں دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر (علیٰ صاحبہا صلوة و سلاما) کے اطراف میں چار قبریں ہیں۔ ارادہ کیا کہ چوتھی قبر کے پاس جانا چاہئے۔ آپ اسی خیال میں گئے۔ وہاں کسی سے دریافت کیا کہ یہ کس بزرگ کی قبر ہے۔ جواب ملا حضرت محمد معصوم بن شیخ احمد سرہندیؒ کی۔ آپ خواب سے بیدار ہو کر مولانا قمر الدینؒ کے پاس آئے اور

تعبیر دریافت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ کو حضرت خواجہ محمد معصوم مسی عروۃ الوثقیٰ کی بیعت کا اشارہ ہوا ہے۔ پس آپ اورنگ آباد سے بالا پور والد بزرگوار کے پاس آکر ان کے مرید و خلیفہ ہوئے (محبوب التواریخ حصہ سوم صفحہ 1903 از مولوی ابو تراب محمد عبدالجبار خاں صاحب)

23- حضرت شاہ احمد سعیدؒ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ ایسا معلوم ہوا کہ ہمارے ماویٰ و بجا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کے ہاتھ مجھ کو کھانا بھیجا ہے اور حضرت مجدد الف ثانیؒ نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کھانا خاص تمہارے واسطے بھیجا ہے (مشائخ نقشبندیہ مجددیہ صفحہ 339)

24- حضرت شاہ احمد سعیدؒ فرزند اکبر حضرت شاہ ابو سعیدؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک طرف میں کھانا کھا رہا ہوں۔ (مشائخ نقشبندیہ مجددیہ صفحہ 339)

25- حضرت مجدد الف ثانیؒ کے دوسرے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد سعیدؒ کی بزرگی کے سلسلے میں یہ خواب جو ایک بزرگ نے دیکھا کافی ہے کہ صحابہ کرامؓ معہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمع ہیں اور خواجہ محمد سعیدؒ بھی حضرت مجدد الف ثانیؒ کے چند یاروں کے ساتھ اس مجلس میں موجود ہیں۔ اسی اثناء میں صحابہ کرامؓ ایک کانڈ طلب کرتے ہیں تاکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرضداشت لکھیں۔ چنانچہ کانڈ حاضر کیا گیا اور انہوں نے اس مضمون کی عرضداشت تحریر کی کہ یہ (محمد سعیدؒ وغیرہ) اور ہم عنایت الہی جل سلطانہ میں برابر ہیں حالانکہ ہم نے وہ تکالیف اور ریاضات شاقہ اٹھائی ہیں جو انہوں نے نہیں اٹھائیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں یہ آیت قرآن تحریر فرمائی: **ذَلِك فِضْلُ اللَّهِ يُوْتِيهِ**

من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم ○ (سورہ حدید۔ آیت نمبر 21)

حضرت مجدد الف ثانیؒ از نظام الدین مجددی توکلی

26- حضرت شیخ محمد معصومؒ فرزند و خلیفہ حضرت شیخ مجدد الف ثانیؒ کے تھے۔

وصیت تھی کہ خانقاہ کو سلطنت اور بوریہ کو مسند شاہی سے بہتر سمجھنا۔ حضرت

اورنگ زیب عالمگیرؒ آپ کے مرید تھے اور بھی بہت سے امرائے عالمگیری آپ

کے مرید ہو گئے تھے۔ حرمین شریفین گئے تو وہاں بھی بہت مرید ہوئے۔ دارا شکوہ

کو بھائی کے پیر ہونے کی وجہ سے نہ صرف حضرت معصومؒ سے بلکہ آپ کے

مریدوں سے بھی سخت عناد پیدا ہو گیا تھا اور سرہند والوں کے درپے آزار تھا۔

جب دست درازیاں بہت بڑھ گئیں تو آپ نے روضہ نبوی (علیٰ صاحبہ صلوٰۃ و

سلاما) پر شکایت کی کہ ولی عہد شاہجہاں سرہند والوں کی تخریب کے درپے ہے۔

دربار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے حکم ہوا کہ نہ گھبراؤ۔ اس کی گوشمالی کے

لئے خنجر ایزدی کافی ہے۔ اور سمجھ لے کہ تیرا دشمن میرا دشمن ہے۔ حضرت

خواجہ معصومؒ مراقبہ سے فارغ ہوئے اور خدام کو اطلاع دی کہ دارا شکوہ مارا

گیا۔ ہندوستان پہنچے تو دارا شکوہ قتل ہو چکا تھا اور سلطنت عالمگیری کا آفتاب

طلوع ہو رہا تھا۔ غرض اس شکایت کا یہ تلخ ثمر تھا کہ دارا شکوہ کو نا مرادی کی

موت نصیب ہوئی۔ آپ کا وصال اورنگ زیب کے دسویں سال جلوس 1669ء/

1079ھ میں ہوا تھا بمقام سرہند شریف۔ (تذکرہ ادھمیہ) شاہ جہاں کی بیٹی

روشن آرا نے آپ کا مقبرہ تعمیر کرایا۔ نو لاکھ افراد نے آپ کے دست حق

پرست پر توبہ کی اور مرید ہوئے۔ آپ کے دسترخوان پر چار ہزار آدمی کھانا کھاتے

تھے۔ ایک بار آپ دکن تشریف لے گئے۔ یہ اورنگ زیب کی شہزادگی کا زمانہ

تھا۔ بارہ ہزار روپیہ کی تھیلی لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے

قبول فرمائی اور سلطنت کی بشارت دی۔ جب اورنگ زیب عالمگیر تخت نشین

ہوئے تو ان کی بہن روشن آرا کہا کرتی تھی کہ میرے بھائی نے تو بارہ ہزار میں سلطنت خریدی ہے۔

27- حضرت شیخ محمد صدیقؒ حضرت خواجہ محمد معصومؒ بن حضرت مجدد الف ثانیؒ

کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے۔ گیارہ برس کی عمر میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور بشارت ولایت احمدی سے مشرف ہوئے۔ چنانچہ آپ نے یہ خواب اپنے والد ماجد سے بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ انشاء اللہ تم کو ولایت نصیب ہوگی۔ اٹھارہ سال کی عمر میں حضرت نے آپ کو بشارت ولایت احمدی عطا فرمائی (مشائخ نقشبندیہ صفحہ 266)

28- شیخ احمد نخلیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی جانب توجہ کی اور اسی سال روضہ اقدس (علی صاحبہا صلوة و سلاما) کی زیارت سے مشرف ہوا۔ جمعہ کے روز نماز جمعہ سے پہلے میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا گویا آپؐ خلفاء اربعہ کی مختصر سی جماعت کو ساتھ لئے ہوئے زیارت عثمانیہ میں تشریف لائے ہوئے ہیں۔ میں یہ دیکھ کر اس طرف دوڑا اور آپؐ کے نیز خلفائے کرامؓ کے دست مبارک کو بوسہ دیا اور با ترتیب ہر خلیفہؒ کی ملاقات سے مشرف ہوا۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور ایک جدید سجادہ کی طرف جو آپؐ کی قبر شریف (علی صاحبہا صلوة و سلاما) کے سرہانے اور صف اول کے محاذات میں بچھا ہوا تھا لائے اور فرمایا **ہذہ سجاد الشیخ تاج اجلس علیہا** (یعنی یہ شیخ تاج کا سجادہ ہے تو اس پر بیٹھ)۔ جب میں خواب سے بیدار ہوا تو معلوم ہوا کہ اس سے اشارہ طریقہ نقشبندیہ کی طرف ہے گویا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس طریقہ کی اجازت مرحمت فرمادی۔ حضرت شیخ احمد تخلیؒ سے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے سند حدیث حاصل کی تھی۔ (حیات ولی یعنی

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ اور ان کے آباؤ اجداد و اولاد و اساتذہ حرمین کا مبسوط تذکرہ از مولانا حافظ محمد رحیم بخش دہلویؒ صفحہ 472 تا 473)

29- مولانا ظہیر الدین بن محب اللہ بالا پوری عنایت الہیؒ 1131ھ میں حج بیت اللہ سے سرفراز ہوئے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت کے مطابق مدینہ طیبہ کے شیخ زین الدینؒ یعنیؒ کی ملاقات کے لئے یمن پہنچے۔ آپ شیخ کی خانقاہ میں فروکش ہوئے۔ شیخ نے آپ کو دیکھتے ہی فرمایا ”السلام علیکم یا ظہیر الدین“۔ آپ نے جواب دے کر فرمایا کہ آپ کو میرا نام کیسے معلوم ہوا۔ فرمایا عالم رویاء میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بشارت دی کہ ولدی سید ظہیر الدین آپ کی خدمت میں آ رہا ہے۔ اس کو خرقہ خلافت عنایت کیجئے۔ میں آپ کا منتظر تھا۔ پھر شیخ نے آپ کو نقشبندیہ خلافت کا خرقہ عطا کیا اور مرتبہ کمال کو پہنچے۔ (تذکرہ اولیاء دکن جلد اول صفحہ 484)

30- قطب یزدانی حضرت شیخ محمد صادقؒ برادرزادہ اور خلیفہ اول تھے شاہ ابو سعید گنگوہیؒ کے۔ آپ کی صورت دیکھ کر کافر مسلمان ہو جاتے تھے۔ آپ نے سخت ترین مجاہدے کئے۔ اسی میں محویت و بے خودی پیدا ہو گئی اور اس بے خودی میں اسقدر اسرار آپ پر منکشف ہوئے کہ انکا احاطہ بیان سے باہر ہے۔ روحانیت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو نور کی چادر عطا فرمائی اور فرمایا میری جانب سے نیابت مطلقہ تمہیں عطا ہوئی اس کا حق ادا کرنا۔ اس واقعہ کے بعد حضرت شیخ محمد صادقؒ ایک ماہ تک مغلوب الحال رہے۔ دنیا و مافیہا سے بالکل بے خبر اور جب ہوش میں آئے تو تمام جسم اور حجرہ معطر تھا۔ اس کے بعد بہت جلد آپ کی قطیست ولایت کا شہرہ دنیا میں پھیل گیا (انوار العاشقین صفحہ 98)

31- حضرت شیخ محمد صادقؒ کے ایک خلیفہ شیخ عبدالسبحان سہارنپوریؒ تھے۔ ایک



روز مشرف بہ زیارت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے۔ دیکھا کہ آپ مع صحابہ اکرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین رونق افروز ہیں اور حضرت شیخ محمد صادقؑ بھی موجود ہیں۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شیخ عبد السبحانؒ سے فرمایا کہ یہ تیرے پیر ہیں۔ گنگوہ جا کر مرید ہو جاؤ اور مقصود اصلی حاصل کرو۔ چنانچہ شیخ عبد السبحانؒ گنگوہ پہنچے اور دولت بیعت سے مشرف ہو کر ریاضت و مجاہدات اختیار کئے اور مقصود کو پہنچے اور دولت خلافت سے مشرف ہوئے (انوار العاشقین صفحہ 101)

32- یگانہ وقت حضرت شیخ محمد داؤد گنگوہیؒ حضرت شیخ محمد صادقؑ جیسے کامل بزرگ کے فرزند، سجادہ نشین اور خلیفہ اول تھے۔ ایک مرتبہ مراقبہ میں تھے کہ کیفیت بے خودی طاری ہو گئی۔ دیکھا کہ سینہ شق ہو گیا جس میں سے ایک تخت نکلا جس پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت شیخ محمد صادقؑ رونق افروز ہیں۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت شیخ محمد داؤد کا ہاتھ پکڑا اور اس تخت پر بٹھا دیا۔ وہاں عجائبات دیکھے اور دیکھا کہ حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور حضرت خواجہ اجیریؒ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یہ نوجوان خلافت کبریٰ کے لائق ہے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نور کی دو انگشتیاں ان دونوں بزرگوں کو عطا فرمائیں اور ان دونوں پیشواؤں نے یہ حضرت شیخ محمد داؤد کو پہنا دیں اور کمالات ولایت مطلقہ مل جانے کی بشارت دی۔ حضرت شیخ محمد صادقؑ یہ حال سن کر بہت خوش ہوئے اور فرقہ خلافت پہنا کر امانت پیران عظام چشت مع اسم اعظم سپرد کر دی (انوار العاشقین صفحہ 102 تا 103)

حضرت شیخ محمد داؤد گنگوہیؒ نے وصال سے تین روز قبل ہی اپنے مرنے کے انتظامات شروع کر دیئے تھے۔ فرمایا تین روز سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کو خواب میں دیکھ رہا ہوں۔ فرماتے ہیں کہ داؤد اٹھ اور جلد میرے پاس آ کہ میں تیرا منتظر ہوں۔ اچھے خاصے تھے کوئی مرض نہ تھا کہ 6 رمضان المبارک 1105ھ کو نماز میں مصروف ہوئے اور وصال فرما گئے (ہفتاد اولیاء صفحہ 386)

حضرت شیخ محمد داؤد گنگوہیؒ (گنگوہ یوپی بھارت کا ایک شہر ہے) کے ایک خلیفہ تھے شاہ ابو المعالیؒ جن کا 1114ھ میں وصال ہوا۔ انیسٹھ (ضلع سارنپور۔ یوپی۔ بھارت) میں مزار ہے۔ آپ کا ایک ہمسایہ مر گیا۔ کئی روز روئے اور بہت رنج کیا۔ مریدوں نے کہا وہ آپ کا دشمن تھا۔ بہت برائی کیا کرتا تھا مگر آپ ہمیشہ اس کو آرام پہنچاتے تھے اور اب رو رہے ہیں۔ فرمایا کہ اکثر اولیاء کا دامن عالم ناسوت میں غبار دنیا سے ملوث ہوتا ہے اور اس کی صفائی کی یہی صورت ہوتی ہے کہ کچھ لوگ ملامت کرنے والے پیدا ہو جائیں۔ یہ بدگوئی، غیبت، برائی اور ملامت کرنے والے لوگ ہی ہیں جو دھبے صاف کرتے ہیں۔ اس بناء پر وہ میرا دوست اور محسن تھا۔ یہ ہیں اللہ والوں کی باتیں جنہیں مسلمان غور سے پڑھیں اور غور کریں (کبھی گھر میں بھی سانپ بچھو پیدا ہو جاتے ہیں۔ اصل میں یہ سب محسن ہیں۔ اپنا نامہ اعمال سیاہ کر کے آپ کا نامہ اعمال سفید کرتے ہیں)۔ فرمایا دوپہر کے کھانے کے بعد ایک گھنٹہ سونے کو قیلولہ کہتے ہیں۔ حدیث پاک ہے کہ دوپہر کو سویا کرو کہ شیطان اس وقت نہیں سوتے۔ ایلولہ فجر کی نماز کے بعد سونے کو کہتے ہیں۔ اس سے طبیعت بوجھل اور بھاری ہو جاتی ہے اور آدمی کام کا نہیں رہتا۔ نیلولہ صبح کے 9 بجے کے قریب سونا اس سے مفلسی اور نحوست پیدا ہوتی ہے۔ کیلولہ مغرب کی نماز سے پہلے سونا مرض جنون پیدا کرتا ہے سخت مضر صحت ہے۔ فیلولہ غروب آفتاب کے فوراً بعد سو جانا یہ بھی بری عادت سمجھی جاتی ہے۔ اسپین میں مسلمانوں نے سات آٹھ سو سال حکمرانی کی۔ مسلمانوں کی نقل کے طور پر وہاں آج تک قیلولہ کیا جاتا ہے اور دوپہر میں تھوڑی دیر کے لئے پورا ملک سو جاتا ہے۔

33- سلطان الاولیاء حضرت میاں میر لاہوری قدس سرہ کے بہت سے خلفاء تھے جن میں ایک شیخ شاہ محمد ملا شاہ (پیر ملا شاہ بدخشاہی قادری) تھے۔ رات بھر مشغول عبادت رہتے تھے۔ ”لسان اللہ“ کے معزز لقب سے مشہور تھے۔ کبھی گھر میں کچھ نہ پکا۔ کبھی غسل کی حاجت نہ ہوئی۔ عشاء کے وضو سے فجر ادا کرنا معمول تھا۔ غسل احتلام حالت نوم میں ہوتا ہے اور غسل جنابت قربت زن سے ہوتا ہے۔ آپ نہ سوتے تھے نہ عورت رکھتے تھے۔ حضرت میاں میر صاحبؒ کے خلیفہ اعظم تھے۔ مزار میاں میر صاحبؒ میں زیارت گاہ عالم ہے۔ حالت یہ تھی کہ جسے چاہتے تھے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور اصحاب کبار رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی زیارت چشم ظاہر سے کرا دیتے تھے۔ اصلی نام شاہ محمد تھا۔ علاقہ بدخشاہ میں پیدا ہوئے۔ ابتداء شباب میں کشمیر آگئے تھے۔ لاہور کی گرمی آپ کے لئے ناقابل برداشت تھی پس مرشد کی اجازت سے موسم گرما میں کشمیر تشریف لے جاتے تھے جہاں دامن کوہ میں آپ کے لئے ایک شاندار خانقاہ تعمیر کرا دی گئی تھی۔ غیر معمولی ریاضت کی وجہ سے آپ کی شخصیت میں غیر معمولی کشش اور بات میں بڑی تاثیر پیدا ہو گئی تھی۔ 1660ء میں حضرت ملا شاہ قادری مستقل طور پر لاہور آئے۔ گوشہ نشینی اختیار کر لی اور 11 اکتوبر 1076ھ/1669ء میں وصال فرمایا اور مرشد کے برابر دفن ہوئے۔

حضرت شیخ میاں میرؒ کا نام میر محمد تھا۔ سندھ کے قدیمی شہر سہون میں پیدا ہوئے۔ قاضیوں کے خاندان سے تھے۔ سات سال کی عمر میں والد کی وفات ہو گئی۔ آپ شیخ خضر سیوستانؒ کے مرید ہوئے جو سہون کے باہر ایک پہاڑ پر قیام پذیر تھے۔ جب عمر 25 برس ہوئی تو لاہور آگئے اور تلقین و ہدایت شروع کی۔ تمام عمر مجرور رہے۔ وصال 1635ء/1045ھ میں ہوا۔ لاہور شہر سے پانچ میل دور

گاؤں میں جو آپ کے روضہ کی وجہ سے میاں میر کہلاتا ہے دفن ہیں۔ سلسلہ قادریہ کے عظیم المرتبت بزرگ تھے۔ (ہفتاد اولیاء)

34- دارا شکوہ "سفینتہ الاولیاء" میں رقم طراز ہے کہ ایک روز مجھے رویت حق کے سلسلہ میں تردد ہوا اور یہ بات حضرت ملا شاہ بدخشانی قدس سرہ کی خدمت میں عرض کرنی چاہی مگر آپ کے رعب و خوف کی وجہ سے عرض نہ کر سکا۔ مجلس سے اٹھ کر بھی دل میں شبہ موجود تھا اس لئے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پر فتوح کی طرف توجہ کی۔ اسی وقت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور چاروں خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی ارواح پاک جلوہ گر ہوئیں اور ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے۔ جس طرح چاہے اور اس کی قدرت متقاضی ہو تو وہ اپنے بندوں کو اپنا دیدار کرائے گا۔ اس جواب سے میری مشکل حل ہو گئی۔ دوسری مرتبہ جب میں حضرت ملا شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے تبسم فرماتے ہوئے فرمایا کہ تجھے مسئلہ کا جواب مل گیا اور جنہوں نے تجھے جواب دیا انہی نے مجھے بھی مطلع فرما دیا (بزرگان لاہور مولفہ پیر غلام دستگیر نامی صفحہ 41)

35- جہاں آرا بیگم کا شمار ان تیموری بیگمات میں سے ہے جنہیں صاحب تصنیف کہا جا سکتا ہے۔ بچپن ہی سے طبعی رجحان صوفیائے عظام کے مقدس گروہ کی طرف تھا جس نے اس کے بھائی دارا شکوہ کے اثر سے ایک غیر فانی شوق کی صورت اختیار کر لی تھی۔ اس فطری ذوق کی وجہ سے اس نے بزرگان دین کے سوانح و حالات کو اپنی تصنیفات کے لئے منتخب کیا تھا۔ اس کی مشہور تصنیف "مونس الارواح" ہے جس میں اس نے حضرت خواجہ اجمیریؒ کے سوانح حیات لکھے ہیں (اصل نسخہ دستخطی بیگم صاحب لکھنؤ کے کتب خانہ میں موجود ہے) حضرت خواجہ اجمیریؒ سے حد درجہ عقیدت ہی کی وجہ سے وہ کسی چشتی بزرگ کی

مرید ہونا چاہتی تھی لیکن مشیت ایزدی کو یہ منظور نہ تھا اور بیگم صاحب کو بصورت  
 مجبوری قادری مشرب میں شریک ہونا پڑا جس میں اس کا بھائی داراشکوہ پہلے سے داخل  
 تھا۔ ملا شاہ کی مرید ہونے سے پہلے جہاں آرا کا یہ حال تھا کہ جہاں کہیں اسے کسی  
 بزرگ کی موجودگی کا علم ہوتا تو فوراً وہاں پہنچتی اور نذر و نیاز پیش کرتی۔ جہاں آرا  
 کی ایک گننام تالیف کا نام ”صاحبیہ“ ہے جو ۱۹ اوراق پر مشتمل ہے اور جس میں  
 اپنے پیر و مرشد حضرت ملا شاہ بدخشانی قادری کے حالات قلم بند کئے ہیں۔ اس رسالہ  
 کا ایک قلمی نسخہ احمد آباد کے ایک کتب خانہ میں موجود ہے جس کا نام ”آپاراؤ بھولا  
 ناتھ لائبریری“ ہے اور جس کی بنیاد ۱۸۷۰ء میں رکھی گئی تھی۔ ”صاحبیہ“ کی وجہ تسمیہ  
 یہ ہو سکتی ہے کہ یہ شہزادی ”بیگم صاحب“ کے لقب سے مشہور تھی۔ بیگم صاحب میں  
 ”صاحبہ“ ثقات کے طرز تکلم کے خلاف ہے۔ مولویوں نے اظہار عربیت کے لئے لکھنا  
 شروع کر دیا ورنہ ”بیگم صاحب“ لکھنا چاہئے۔ یہی کانوں کو ٹھیک معلوم ہوتا ہے۔  
 دہلی کے ثقات کبھی ”بیگم صاحبہ“ نہیں لکھتے۔ ”بیگم صاحبہ“ پنجاب اور پورب کی بولی  
 ہے۔ دہلی کی بولی ”بیگم صاحب“ ہے (ابوالکلام آزاد)

۱۰۴۹ء میں شاہ جہاں بادشاہ کشمیر تشریف لے گئے تھے جہاں پر ملا شاہ موجود  
 تھے۔ ملا شاہ سلسلہ قادریہ میں حضرت میاں میر لاہوری کے خاص مرید تھے۔ داراشکوہ  
 نے ملا شاہ کی جہاں آرا بیگم سے بہت تعریف کی اور وہ دل و جان سے ان کی معتقد ہو  
 گئی اور اپنے بھائی کی وساطت سے ۱۰۵۰ء میں دست انابت ان کے ہاتھ میں دے کر  
 ان کو اپنا مرشد حقیقی بنا لیا۔ آپ نے جہاں آرا کو سلسلہ قادریہ کے ذکر و شغل کی  
 تلقین فرمائی۔ فرماتی ہیں میرے دل میں یہ بات کھٹکتی تھی کہ میں سلسلہ چشتیہ میں مرید  
 ہوں اور اب میں قادری مشرب میں شریک ہو گئی ہوں۔ مجھے کشائش حاصل ہو گی یا  
 نہیں اور حضرت ملا شاہ کی تلقین و ہدایت سے مجھے کچھ فائدہ ہو گا یا نہیں؟ اسی اثناء  
 میں مجھ پر ایک ایسی حالت طاری ہوئی جو نہ بیداری تھی نہ خواب۔ میں نے حضرت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مقدس دیکھی۔ جس میں صحابہ اکرامؓ اور اولیائے عظامؓ بھی شریک تھے۔ میں نے دیکھا کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور چار یارؓ اور اکابر صحابہؓ کی ایک جماعت آپؐ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہے۔ پیر ملا شاہؒ بھی اس مجلس میں موجود ہیں اور انہوں نے اپنا سر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے مبارک پر رکھا ہے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ اے ملا شاہؒ تو نے تیموری چراغ روشن کر دیا۔ جب میں اس حالت سے لوٹی تو میرا دل اس خوشی سے باغ باغ ہو گیا۔ میں نے بارگاہ خداوندی میں سجدہ شکر ادا کیا اور یہ رباعی میری زبان پر تھی۔

شاہا توئی آنکہ می رساند ز صفا فیض نظر تو طالبان را بخدا  
برہر کہ نظر کنی . مقصود رسد نور نظر گو شد مگر نور خدا  
اپنے مرشد کی برکت سے میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور یاران بزرگوار کی مجلس دیکھی اور آپؐ کی زبان مبارک سے کلام سنا ”اے ملا شاہ! چراغ تیموریہ را تو روشن کر دی۔“ میں سمجھ گئی کہ میرے شبہ کو دور کرنے کے لئے ایسا کیا گیا ہے۔ امیر تیمور کی نسل سے صرف ہم دو بھائی بہن اس سعادت سے مشرف ہوئے ہیں۔ ہمارے اسلاف میں سے کوئی بھی خدا طلبی اور حق جوئی کی راہ پر گامزن نہیں ہوا۔ اس دولت عظمیٰ کے ملنے پر میں نے ہزار شکر ادا کیا۔ میری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ ملا شاہؒ سے میری عقیدت بہت بڑھ گئی اور میں نے ان کو دنیا و عقبیٰ میں اپنا مقتدا اور پیشوا بنا لیا۔ اس مرتبہ میں کشمیر میں دو روز کم چھ ماہ ٹھہری۔ اس دوران ملا شاہؒ کو خط لکھتی اور اکثر آپؐ جو اب سے سرفراز فرماتے۔ مختلف قسم کی خوشبوئیں اور قسم قسم کے کھانے اپنے ہاتھ سے پکا کر بھیجتی۔ خدا کا شکر ہے کہ مرشد کامل کے فیض اور توجہ سے مجھے ایمان حقیقی حاصل ہوا جو عبارت ہے عرفان و فنا سے۔ جو شخص اس حقیقت سے آگاہ نہیں وہ انسان کھلانے کا مستحق نہیں بلکہ اس کا شمار ”اولئک کالا نعام بل ہم اضل“ کے زمرے میں ہے۔ جو کوئی اس سعادت

عظمی سے مشرف ہوا وہ انسان کامل اور افضل موجودات ہے۔ جس کسی کو ذات مطلق سے عشق و محبت ہے وہ انسان کامل ہے اگرچہ عورت ہو۔ شیخ عطارؒ حضرت رابعہؒ کے حق میں فرماتے ہیں۔

آن نہ یک زن بود بل صد مرد بود پائے تاسر جملہ غرق درد بود  
دہلی میں روضہ محبوب الہی حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے باہر جنوب مغربی گوشہ  
میں سنگ مرمر کا ایک مجر ہے جس میں جہاں آرا بیگم کی قبر ہے۔ سرہانے ایک لوح  
ہے جس پر خود جہاں آرا کا یہ شعر کندہ ہے۔

بغیر سبزہ بنو شد کے مزار مرا کہ قبر پوش غریباں ہمیں گیاہ سب است  
(میری قبر پر سوائے سبزہ کے اور کچھ غلاف وغیرہ نہ ہو کیونکہ غریبوں کی قبر پوش  
یہ ہری گھاس ہی ہوا کرتی ہے)

یہ ہے بلند خیالی ایشیا کے بادشاہوں کی بیٹیوں کی جو یورپ کے ملک الشعراء  
شیکسپیر کو بھی نصیب نہیں۔ شاہ جہاں کی اس بیٹی کو خواجگان چشت سے بے حد  
عقیدت تھی۔ تین کروڑ روپیہ کا اپنا تمام مال و اسباب یہاں کے خادموں کو دے کر یہ  
زمین اپنے لئے لی تھی مگر اورنگ زیب نے یہ کہہ کر دو کروڑ روپیہ واپس لے لیا کہ  
تمہاری سے زیادہ میں وصیت جائز نہیں۔ یہ مجر خالص سنگ مرمر کا ہے اور سر سے  
پاؤں تک نور کا ایک ٹکڑا معلوم ہوتا ہے جسے جہاں آرا بیگم نے اپنے سامنے بنوایا  
تھا۔ شاہی مسجد اکبر آباد (آگرہ) بھی جہاں آراء بیگم نے بنوائی تھی۔ 1093ھ میں جہاں  
آرا بیگم نے وفات پائی تھی۔ ("مضامین ڈار" یعنی مرحوم پروفیسر محمد ابراہیم ڈار کے  
مضامین۔ پبلشر: لیٹ پروفیسر ڈار پبلی کیشن کمیٹی۔ بمبئی۔ کرنٹ بک ہاؤس۔ ماروتی  
لین۔ ہارنی روڈ۔ بمبئی صفحہ 1 تا 14) جس مضمون سے یہ خواب اور مختصر الفاظ میں  
مضمون لیا گیا ہے اس کا عنوان ہے "جہاں آرا بیگم کی ایک غیر معروف تصنیف  
"صاحبہ" ("مقالات منتخبہ" بہ پیش گفتار از جناب پروفیسر حمید احمد خاں، رئیس دانش  
گاہ پنجاب صفحہ 338 تا 346)



36- اورنگ زیب عالمگیر کو حضرت شاہ علم اللہ (حضرت سید احمد شہید آپ کی چوتھی پشت سے تھے) سے بے حد عقیدت تھی۔ ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رحلت فرمائی اور ملائکہ کرام آپ کے جنازہ مبارک کو آسمان پر لے گئے۔ اس پر عالمگیر سخت پریشان ہوئے۔ اپنے استاد ملا جیون سے ذکر کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا غالباً "علم اللہ" کا انتقال ہو گیا۔ چنانچہ خواب کی تاریخ لکھ لی گئی۔ پھر واقع نویس کی رپورٹ سے تصدیق ہو گئی کہ واقعی سید علم اللہ کی وفات اسی روز ہوئی تھی۔ بادشاہ نے ملا جیون سے دریافت کیا کہ آپ نے یہ تعبیر کس دلیل کی بناء پر دی تھی۔ فرمایا صرف اس بناء پر کہ کمال اتباع سنت کا جیسا نمونہ شاہ علم اللہ تھے اس کی مثال نہیں ملتی۔ شاہ صاحب کی وفات کا مطلب یہ تھا کہ سنت کا ایک نہایت پاکیزہ نمونہ دنیا سے اٹھ گیا ہے (سوانح حیات سید احمد شہید از مولانا غلام رسول مہر صفحہ 45)

(دارالمعارف یعنی حضرت شاہ غلام علی نقشبندی کے ملفوظات)

شاہ علم اللہ مشہور عالم ربانی اور صاحب سلسلہ شیخ تھے۔ حضرت آدم بنوری کے اعظم خلفاء میں سے تھے۔ سرنا پا اتباع سنت کا نمونہ تھے۔ رائے بریلی (یوپی) بھارت) میں سید احمد شہید کی ولادت اسی دائرے میں جو اب بھی تکیہ علم اللہ کہلاتا ہے صفر 1201ھ کو سید محمد عرفان کے گھر ہوئی تھی۔ اورنگ زیب عالمگیر کی وفات بعمر 90 سال 1707ء بروز جمعہ 28 ذیقعد 1118ھ کو ہوئی تھی۔ ملا جیون کا نام شیخ احمد تھا۔ لکھنؤ کے قریب قصبہ ایٹھی (ضلع سلطان پور۔ یوپی۔ بھارت) کے رہنے والے تھے جہاں ملک محمد جانی شاعر کا مزار ہے۔ 1717-18ء میں وصال فرمایا۔ آپ کا نسب حضرت ابوبکر صدیق سے جا ملتا ہے۔ "تفسیر احمدی" اور "نور الانوار" آپ کی مشہور کتابیں ہیں۔ زبردست حافظ کے مالک تھے۔ بڑے بڑے قصیدے ایک مرتبہ سن لیتے تو یاد ہو جاتے تھے۔ تمام درسی کتب از بر تھیں۔

37- شیخ جان محمد لاہوری صغریٰ میں شیخ عبدالحمید خلیفہ شیخ حافظ محمد اسمعیل

المعروف بہ میاں کلاں (میاں وڈا) لاہوری سے تحصیل علم میں مشغول ہوئے۔ ایک دن میاں صاحب نے آپ کی جانب دیکھ کر کہا کہ اے لڑکے اگر تو عالم فاضل اور صاحب تحصیل ہو گیا تو ہمارے ساتھ احادیث کی تکرار کیا کرے گا۔ تھوڑے عرصہ میں آپ نے استعداد کلی بہم پہنچا کر دستار فضیلت حاصل کر لی۔ ایک دن میاں صاحب اپنے مدرسے میں مستغرق مراقبہ تھے کہ آپ کا خیال دل میں گذرا اور فوراً "آپ کو اپنی جانب جذب کیا۔ آپ اس کشش کی بناء پر فوراً حاضر ہوئے۔ میاں صاحب نے آپ کو بغل گیر فرما کر مرتبہ ولایت پر پہنچا دیا اور فرمایا کہ آئندہ حسب وعدہ خود دو شنبہ اور جمعہ کو ہمارے پاس آکر احادیث کی تکرار کیا کرو۔ چنانچہ آپ حسب الحکم تاحیات میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر تکرار حدیث فرماتے رہے اور جس حدیث میں شبہ ہوتا میاں صاحب مراقبہ میں روح پر فتوح حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تصحیح فرما لیا کرتے تھے۔ گنج مغلوپورہ، رام گڑھ۔ لاہور میں درس میاں وڈا کے نام سے حضرت شیخ حافظ محمد اسماعیل علیہ الرحمۃ کا روضہ آج بھی ایک نہایت پر فیض مقام ہے۔

(حدائق الحنفیہ صفحہ 433)

38- بہت سمجھایا مگر اورنگ زیب عالمگیر کی نصیحت کا سرد شہید پر کوئی اثر نہ ہوا۔ آخر گرفتار ہوئے۔ مقدمہ چلا۔ ننگ دھڑنگ رہتے تھے۔ قاضی عبد القوی نے پوچھا یہ کیا حلیہ بنایا ہوا ہے۔ بولے شیطان قوی ہے۔ یہ سن کر قاضی بھنا گیا۔ پھر پوچھا کہ **لا الہ الا اللہ** کے بعد کیا ہوتا ہے۔ فرمایا کچھ نہیں۔ اللہ ہی اللہ ہے۔ محمد رسول اللہ ہرگز نہ کہا۔ جس پر علماء نے کلمہ رسالت کی عدم تسلیم کا فتویٰ دے دیا اور قتل کا حکم صادر کر دیا۔ بالکل آخر میں سرد کا ایک جگری دوست اس کے پاس آیا اور کہا کہ کپڑے پہن لو اور کلمہ پڑھ لو تو مولوی تمہاری جان بخشی کر دیں گے۔ فتویٰ واپس لے لیں گے۔ اس پر سرد نے یہ شعر پڑھا۔

عمریست کہ آوازہ منصور کہن شد  
من از سرنو جلوہ وہم وار در سن را

(یعنی منصور علاج کا نعرہ انا لائق پرانا ہو کر فراموش ہو چکا ہے۔ میں دار و رسن کو نیا جلوہ اور نئی زندگی دینا چاہتا ہوں)۔ آخر کار سرد کا سر قلم کر دیا گیا۔ لکھا ہے جوں ہی سرکٹ کر گرا دوڑ کر اٹھا لیا اور ہتھیلی پر رکھے جامع مسجد دہلی کی سیڑھیوں پر چڑھتے چلے گئے۔ خلقت کا بے پناہ ہجوم تھا۔ اندر سے سرد کے مرشد حضرت ہرے بھرے تشریف لا رہے تھے۔ پوچھا سرد یہ کیا کر رہے ہو۔ عرض کیا دربار رسالت (علی صاحبہ صلوٰۃ و سلاما) میں اورنگ زیب کی شکایت کرنے جا رہا ہوں۔ حضرت ہرے بھرے نے فرمایا کہ میں وہیں سے آ رہا ہوں۔ اورنگ زیب کو وہاں بیٹھے چھوڑ آیا ہوں۔ اب تم وہاں جا کر کیا کرو گے۔ اس نے میرے سامنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے شریعت کے احترام میں مجبور ہو کر یہ سب کچھ کیا ورنہ مجھے سرد کے مرتبہ اور عظمت کا احترام ہے۔ یہ سن کر سرد نے سر پھینک دیا اور گر پڑے (واللہ اعلم)۔ یہ واقعہ 1072ھ کا ہے (ہفتاد اولیاء از حضرت شاہ مراد سروردی صفحہ 460) جامع مسجد دہلی کی سیڑھیوں کے ساتھ سرد کی قبر آج بھی ہے جس پر سرخ رنگ کیا جاتا ہے۔ قریب ہی حضرت ہرے بھرے کی قبر ہے جس کا ہرا رنگ ہے۔

سرد یہودیوں کے اس معزز طبقہ سے تھا جسے ربی کہتے ہیں۔ بعد میں مسلمان ہوا اور بغرض تجارت ایران سے ہندوستان آیا۔ جب ٹھٹھہ پہنچا تو وہاں ابھے چند نامی ایک ہندو لڑکے کو دیکھ کر مال و متاع کے ساتھ حکمت و فلسفہ بلکہ عقل و تمیز سب گنوا بیٹھا اور ترک لباس کر کے معشوق کے درپردھونی رہائی۔ ابھے چند نے سرد سے انجیل اور تورات وغیرہ پڑھیں اور سرد کی طرح خود بھی فارسی میں شاعری کرنے لگا۔ سرد جیسے مجذوب رات دن برہنہ پھرتے رہے ہیں۔ اس کے قتل کی اصل وجہ بقول صاحب ”ماثر الامراء“ داراشکوہ سے اس کی مصاحبت تھی۔ اس خیال کی تائید مولانا ابوالکلام آزاد نے بھی کی ہے۔ ایشیا میں ہمیشہ سے سیاست مذہب کی آڑ میں رہی ہے اور ہزارہا قتل جو سیاسی اسباب کی وجہ سے کئے گئے ہیں ان کو مذہبی چادر اڑھا کر چھپا دیا گیا

ہے۔ سرد قتل کے وقت ہشاش بشاش تھا اور کہتا تھا کہ یہودی مذہب میں برہنگی عیب نہیں ہے۔ ”دبستان المذہب“ عمد عالمگیری کی معرکہ الارا تصنیف ہے جس میں ایشیا کے تمام مذاہب کے عقائد جمع کر دیئے گئے ہیں۔

39- سید شاہ اولیاء لقب بہ سلطان الاولیاء حج سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ گئے۔ آپ نے روضہ پاک کی جالی کے اندر جانا چاہا تو خدام مانع ہوئے۔ آپ نے کہا میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرزند ہوں مجھے منع نہ کیجئے۔ میں جالی کے اندر جا کر اپنے جدا مجد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زیارت کروں گا۔ خادموں نے کہا ہم روضہ اطہر (علی صاحبہ صلوٰۃ و سلاما) کو قفل لگاتے ہیں۔ اگر آپ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند ہیں تو قفل خود بخود کھل جائے گا۔ آپ نے فرمایا بسم اللہ۔ خادموں نے روضہ اطہر (علی صاحبہ صلوٰۃ و سلاما) کے دروازے کو تالے سے بند کر دیا۔ آپ نے دروازے کے مقابل کھڑے ہو کر تین مرتبہ پکارا یا جدی۔ روضہ پاک سے آواز آئی۔ یا ولدی اور دروازہ خود بخود کھل گیا۔ آپ پھر روضہ پاک (علی صاحبہ صلوٰۃ و سلاما) کے اندر تشریف لے گئے۔ نہایت اطمینان سے زیارت کی۔ روضہ منورہ (علی صاحبہ صلوٰۃ و سلاما) کے سب خدام معتقد ہو گئے۔ آپ نے سات مرتبہ حرمین شریفین کی زیارت کی۔ ساتویں مرتبہ جب زیارت کو گئے تو 13 ربیع الاول 1058ھ میں وہیں وصال فرمایا۔ مدینہ شریف میں آپ کو ہندالوی کہتے ہیں۔ آپ شاہ معین الدین قادری کے صاحبزادے تھے۔ مدینہ طیبہ میں جس تخت پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل میت دیا گیا تھا اسی تخت پر آپ کو بھی غسل دیا گیا۔ (تذکرہ اولیاء دکن جلد اول صفحہ 122 تا 123)

40- حاجی بندال خادم شیخ آدم بنوری فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں بیمار ہوا۔ میں نے شیخ کو مع حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بالیں پر دیکھا اور آپ

نے فرمایا۔ حاجی بندال خاطر جمع رکھو تم نے صحت پائی اور اسی دن مجھ کو صحت ہو گئی۔ (ریاض الفقر معروف بہ دفتر حقیقت دوسرا گلزار صفحہ 183)

41- حضرت شیخ آدم بنوریؒ نے فرمایا کہ میرے والد بزرگوار نے ایک شب خواب دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہیں اور آپؐ نے اپنے سینہ مبارک پر ہاتھ پھیر کر کوئی چیز میرے والد کو دی اور کہا کہ اس کو کھالے۔ چنانچہ انہوں نے کھالی۔ بعد ازاں میری والدہ حاملہ ہوئیں اور میں پیدا ہوا اور مجھ کو معلوم ہوا کہ میرا وجود حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عطیہ سے ہے۔ (مشائخ نقشبندیہ مجددیہ از مولانا محمد حسن نقشبندی مجددی۔ صفحہ 228)

42- طاہر بن بلال ہمدانی وراقؒ جو اہل علم میں سے تھے فرماتے تھے کہ میں جدہ کی جامع مسجد میں جو سمندر کے کنارے واقع ہے معتکف تھا۔ ایک دن میں نے دیکھا کہ ایک طرف کچھ لوگ گا رہے ہیں اور کچھ لوگ گانا سن رہے ہیں۔ مجھے برا معلوم ہوا اور میں نے دل میں کہا کہ یہ خانہ خدا ہے اور یہ اس میں اشعار گا رہے ہیں۔ اسی رات میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپؐ اسی مسجد میں تشریف فرما ہیں اور حضرت صدیق اکبرؓ آپؐ کے پہلو میں بیٹھے ہیں اور لحن سے اشعار پڑھ رہے ہیں اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں دست مبارک اپنے سینہ مبارک پر رکھے ہوئے حال اور وجد والوں کی طرح سن رہے ہیں۔ میں نے خیال کیا کہ مجھے ان لوگوں کے فعل کو برا نہیں سمجھنا چاہئے کیوں کہ خود حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سن رہے ہیں اور حضرت صدیق اکبرؓ سنا رہے ہیں۔ پھر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا ”یہ حق ہے“ (احقاق السماع صفحہ 18) (مذاق العارفین جلد دوم صفحہ 336) (العوارف)

مسجد میں شعر پڑھنا جائز ہے بشرطیکہ وہ اشعار مدح اسلام اور ہجو کفار پر مشتمل ہوں۔ ان میں اسلام کے لئے جہاد و قتال کی ترغیب ہو یا اس سے مسلمانوں کی حوصلہ افزائی مقصود ہو۔ اگر دنیا سے بے رغبتی کی تعلیم دینے والے رقت آفرین، عشق انگیز اور گریہ خیز اشعار ہوں تو ان کا پڑھنا جائز ہے۔ ویسے مسجدوں کو شعر خوانی سے بچانا افضل و اولیٰ ہے۔ افضل تو قرآن مجید کی تلاوت اور تسبیح پڑھنا ہے کیونکہ مساجد کا قیام ہی اللہ تعالیٰ کی یاد اور نماز کے لئے ہے (پیران پیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا ارشاد عالیہ) ویسے بھی یہاں جن اشعار کی ترغیب دی گئی ہے وہ وہی ہیں جو منکرات سے خالی ہوں۔ جو اشعار ہمراہ منکرات ہوں گے تو ایسا خواب موافق اصول فقہاء و محدثین باطل ہے اور اس کی تاویل یہ ہوگی کہ دیکھنے والے کو سو اور غلطی ہوئی۔

43- شاہ صبغت اللہ بہروچی شطاری نام۔ مجدد الدین لقب۔ نائب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) خطاب۔ آپ شاہ روح اللہ حسینیؒ کے فرزند تھے۔ آپ کے تانا حضرت گیسو درازؒ کے داماد تھے۔ حرمین شریف گئے اور پھر مدینہ طیبہ میں متوطن ہو گئے۔ صبح و شام حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے روضہ منورہ پر حاضری دیتے تھے۔ قدم مبارک کی جانب کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام بھیجتے تھے۔ کبھی آپ کے سر مبارک کی جانب نہ جاتے تھے۔ ”مناقب حبیب اللہی“ میں مرقوم ہے کہ ایک روز آپ کو روضہ منورہ (علیٰ صاحبہ صلوٰۃ و سلاما) سے ارشاد ہوا کہ تو دکن جا پھر میں تجھے بلاؤں گا۔ آپ اسی وقت روانہ ہو گئے۔ 1000ھ میں بیجاپور پہنچے۔ اس وقت ابراہیم عادل شاہ وہاں کا سلطان تھا۔ پانچ سال وہاں رہنے کے بعد پھر مدینہ منورہ روانہ ہوئے۔ روضہ منورہ کی جالی کے اندر کسی کو داخل ہونے کی اجازت نہ تھی۔ فاتحہ کے لئے آپ اندر داخل ہو گئے تو خواجہ سراؤں نے شور و غل کیا کہ روضہ مشک میں کسی کو داخل ہونے کی اجازت نہیں۔ یہاں سے نکلو۔ آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ آپ مستغرق تھے

آپ کے سب ہمراہی باہر آگئے اور فرش بچھا کر وہاں بیٹھ گئے۔ رات کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں تشریف لائے اور سب کو زجر و تنبیہ کی کہ تم نے میرے فرزند کو جو مجھ سے ملنے کو آیا اندر نہ آنے دیا۔ علی الصبح خواجہ سراؤں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عاجزی کی اور معافی چاہی اور اجازت دی کہ آپ روضہ مشک میں جائیے۔ پھر آپ تین بار چلائے۔

**”یا جدی یا جدی یا جدی“** فی الفور اندر سے آواز آئی **”یا ولدی“**

**یا ولدی یا ولدی“**۔ اہل مدینہ آپ کے معتقد ہوئے اور حسن اعتقاد سے

مرید ہونے لگے۔ مدینہ شریف میں آپ کی خلوت گاہ اور کتب خانہ محفوظ ہے۔

آپ مدینہ طیبہ سے کہیں باہر نہ جاتے تھے اس خیال سے کہ کہیں باہر انتقال نہ

ہو جائے۔ آپ شیخ وجیہ الدین احمد آبادی کے شاگرد و مرید تھے۔ سلسلہ شطاریہ

کو آپ نے حجاز میں عام کیا۔ بروج (بھڑوچ) کے رہنے والے تھے جو سورت اور

بڑوہ (بھارت) کے درمیان ایک ضلع کا صدر مقام ہے۔ 1607ء میں مدینہ طیبہ

میں وصال فرمایا۔ ایک عرصہ تک مزار زیارت گاہ خاص و عام بنا رہا (محبوب ذی

المنن جلد اول صفحہ 469) (تذکرہ اولیائے دکن جلد اول صفحہ 465)

44- حضرت شیخ محمد برہان پوریؒ حضرت شاہ فضل اللہ برہان پوریؒ کے بیٹے تھے۔

آپ کے نائب رسول لقب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ حضرت شیخ محمدؒ مدینہ منورہ

میں مقیم تھے اور اکثر اوقات روضہ منورہ (علیٰ صاحبہا صلوة و سلاما) میں حاضر

ہوتے تھے۔ زائرین آپ کا اعزاز و اکرام زیادہ کرتے تھے۔ آپ کے اطراف میں

جمع ہوتے تھے۔ معتقدین کا ہجوم دیکھ کر شریف مکہ کے دل میں رشک پیدا ہوا۔

ایک روز آپ سے کہا کہ آپ یہاں نشست نہ فرمائیے اور دوسرا مقام اختیار

کیجئے۔ جب شام ہوئی مجاورین قنادیل روشن کرنے گئے مگر وہ روشن نہ ہوئیں۔

شریف مکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نہایت تضرع و



زاری سے عرض کرنے لگا کہ اسی حالت میں اس پر غنودگی طاری ہو گئی۔ عالم روایہ میں وہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہوا۔ عرض کیا۔ کیا وجہ ہے امشب روشنی نہیں ہوئی۔ ہم خادموں سے کیا خطا سرزد ہوئی۔ ارشاد ہوا کہ شیخ ہندی جو ہمارا نائب ہے اس کو آپ نے رنجیدہ کیا۔ وہ ہماری روشنی ہے۔ اس کی دلجوئی کیجئے اور خطا کی معافی چاہئے۔ روشنی اسی کے ہاتھ سے ہوگی۔ شریف بیدار ہوا۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ خطا کی عذر خواہی کی اور خواب کا واقعہ بیان کیا اور کہا کہ آپ نائب رسول ہیں۔ قدم رنجہ فرمائیں۔ روشنی آپ کے ہاتھ سے ہوگی۔ آپ روضہ مبارک پر تشریف لائے اور نہایت ادب و انکساری کے ساتھ تین مرتبہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و صلوة بھیجی۔ فوراً "قنادیل حسب معمول روشن ہو گئیں۔ اسی روز سے آپ "نائب رسول" لقب ہوئے۔ (تذکرہ اولیائے دکن جلد دوم صفحہ

(809)

آپ ۱۵۴۵ء میں احمد آباد میں پیدا ہوئے اور ۱۶۲۰ء میں وصال فرمایا۔ حجاز میں شیخ علی متقی کی صحبت پائی اور احمد آباد میں شیخ وجیہ الدین احمد آبادی سے تکمیل تعلیم کی۔ کئی حج کئے۔ سچے عاشق رسول تھے۔ کئی کتابیں لکھیں جن میں "التحفۃ المرسلہ الی النبی" نے بڑی شہرت پائی۔ انڈونیشیا میں اس کا بہت چرچا ہے۔ ملائی زبان میں اس کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ انڈونیشیا خصوصاً جاوا میں شطاری سلسلہ خوب پھیلا۔ ربیع الاول کے پہلے بارہ روز آپ مجلس میلاد منعقد کراتے تھے۔ ہر رات زاکرین احادیث نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) اور نعتیں سوز ناک آواز سے پڑھتے اور آپ اپنا سارا سامان اور اندوختہ مجلس میں تبرکات، حلویے، عطریات وغیرہ تقسیم کرتے اور زاکرین کی خدمت میں خرچ کر دیتے تھے اور اگر زیادہ ہوتا تو حرمین شریفین کے فقراء کو بھیج دیتے تھے۔ آپ کے والد جن کی وفات ۱۵۹۶ء میں ہوئی اپنے زمانے کے مشہور صوفی اور عالم

تھے۔ شاہ جہاں بادشاہ کہا کرتا تھا کہ میں کئی بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہوا لیکن دو کو کابل پایا۔ میاں میر لاہوری اور شیخ المشائخ فضل اللہ۔ آپ کا وطن جوہپور تھا لیکن برہانپور میں مقیم ہو گئے تھے اور وہیں پر درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا (رود کوثر صفحہ 341 تا 343)

45- شیخ عبدالرحمن مولف ”مرآة الاسرار“ تحریر فرماتے ہیں کہ مجھ کو حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت کا بہت اشتیاق تھا۔ حضرت خواجہ اجمیری نے عالم واقعہ میں اشارہ فرمایا کہ میر سید اشرف جہانگیر سمنانی کے مرقد پر جاؤ وہاں مراد حاصل ہوگی۔ ہر مقام کو ایک خاص برکت اور خاصیت اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے اور کثود کار کے لئے وقت متعین فرما دیا ہے۔ ارشاد کے مطابق محرم الحرام 1034ھ میں حضرت سید اشرف کے روضہ پر گیا اور آخری عشرہ وہاں اعتکاف کیا۔ اس وقت سید حسن شریف سجادہ نشین تھے۔ ایک شب حضرت خضر علیہ السلام کو دیکھا کہ حوض میں غسل فرما رہے ہیں لیکن گفتگو کا موقع نہیں ملا۔ اعتکاف کی آخری شب حضرت خضر علیہ السلام اور جمیع رجال اللہ کی زیارت ہوئی اور ان سے فیض اندوز ہوا۔ اسی شب روحانیت پاک حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و بعض صحابہ اکرام و روحانیت اکثر پیران چشت مثلاً حضرت خواجہ غریب نواز، حضرت خواجہ بختیار کاکلی، حضرت بابا فرید گنج شکر، حضرت نظام الدین اولیاء اور حضرت شیخ نصیر الدین محمود وغیرہ کی زیارت سے سرفراز ہوا۔ میں نے دیکھا کہ حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایک نوجوان خوش رو کو لائے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر ڈال کر التماس کی کہ جہانگیر بادشاہ والئی ملک ہندوستان بیمار ہے اور چند روز میں انتقال کرے گا۔ اس کے بیٹوں میں یہ جوان سلطنت کے قابل معلوم ہوتا ہے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست حق پرست اس نوجوان سعید کے سر پر رکھا اور

فرمایا کہ ”قائم مقام پدر باش“ (اپنے باپ کا جانشین ہو)۔ اس وقت معلوم ہوا کہ وہ نوجوان شاہ جہاں بن جہانگیر بادشاہ ہے۔ اس کی حفاظت خواجگان چشت کے سپرد ہوئی اور سید اشرف جہانگیر سمنائی کے حوالے کیا گیا۔ اس واقعہ کے چار ماہ بعد جہانگیر بادشاہ وفات پا گیا اور 8 جمادی الثانی 1037ھ/1626ھ بروز دو شنبہ شہاب الدین محمد شاہ جہاں نے تخت سلطنت پر جلوس کیا۔ (لطائف الاشرافی حصہ اول جس میں سید اشرف جہانگیر سمنائی کے سوانح، فضائل اور ملفوظات ہیں۔ مؤلفہ حضرت نظام یمنی۔ صفحہ 106 تا 107)

شاہ جہاں بادشاہ کہا کرتے تھے کہ شاہی خزانے صرف اس لئے ہوتے ہیں کہ باشندگان ملک کی ضرورتیں پوری کی جائیں۔ بادشاہ صرف ان کے امانت دار ہوتے ہیں۔ ہمیشہ با وضو رہتے تھے۔ اگر زر و جواہر جیسی چیزوں کو ہاتھ لگاتے تو بعد کو ہاتھ دھوتے اور وضو کرتے۔ خاص خاص مواقع پر میلاد شریف کراتے۔ میلاد شریف میں صرف قرآن مجید کی تلاوت ہوا کرتی تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کی اصطلاح میں قرآن شریف پڑھوا کر روح پر فتوح حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایصال کا نام میلاد تھا۔ شاہ جہاں نے اپنے رہنے کے لئے لال قلعہ دہلی، نماز پڑھنے کے لئے جامعہ مسجد دہلی اور دفن ہونے کے لئے ”تاج محل“ آگرہ تعمیر کرایا۔ لاہور میں پیدا ہوئے۔ دادا جلال الدین اکبر نے خرم نام رکھا۔ اکبر بادشاہ کو ہر جگہ کامیابیاں حاصل ہوئیں مگر خاندان اودے پور کو نہ جھکا سکا۔ عہد جہانگیری میں شاہجہاں نے یہ کام سرانجام دیا اور 1024ھ میں رانا کرن سنگھ کو شکست دے کر اودے پور کا آٹھ سو سالہ علم سرنگوں کر دیا۔ راجہ کرن سنگھ جب دربار جہانگیری میں حاضر ہوا اور نذر گذاری تو جہانگیر نے اعلیٰ طرفی کا ثبوت دیتے ہوئے خلعت گراں بہا اور منصب عطا کر کے راجہ کرن سنگھ کو اس کی ریاست جو دھپور واپس کر دی اور کہا ”در عقولند نیست کہ در انتقام نیست“۔ اور اس نمایاں خدمت اور کامیابی کے صلہ میں شہزادہ خرم کو

”شاہجہاں“ کا خطاب مرحمت فرمایا۔ شاہ جہاں کے دور میں ہندوستان میں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا سونے چاندی کا سیلاب آگیا ہے۔ ملک کا ہر باشندہ سکھ چین کی زندگی بسر کر رہا تھا اور ہندوستان صحیح معنوں میں جنت نشان بنا ہوا تھا۔ ہر سال شاہ جہاں دو مرتبہ سونے، ریشم، خوشبو، ہیرے جواہرات غرض بارہ چیزوں سے بارہ بارہ مرتبہ تمام شہزادے جو تین سال سے بڑے ہوں ایک ایک اور اسی طرح تمام شہزادیاں اور بیگمات ان چیزوں سے تولے جاتے تھے اور پھر یہ سینکڑوں من سونا، ہیرے جواہرت اور دوسری قیمتی چیزیں فقراء و مساکین کو بلا امتیاز مذہب و ملت ایک مستقل محکمہ کے ذریعہ تقسیم کر دی جاتی تھیں۔ دور شاہ جہاں مغلیہ دور کا سب سے زیادہ درخشاں باب ہے۔ ایک مرتبہ جنوبی ہند میں عہد شاہجہانی میں قحط پڑا تو حیرت سے دریافت کیا کہ کیا وہاں کے باشندوں کو ایک پلیٹ پلاؤ اور ایک پیالہ قورمہ بھی نصیب نہیں۔ حالات سے مطلع ہوتے ہی فوری انتظامات کئے۔ یہ بادشاہ ضرور تھے مگر رعایا پر ماں باپ کی طرح شفقت فرماتے تھے اور ہندوستان کو اپنا وطن سمجھتے تھے۔ انہوں نے انگریز کی طرح اس سونے کی چڑیا کی بے پایاں دولت کو برطانیہ نہیں پہنچایا اور نہ رعایا پر انگریز کی طرح مظالم توڑے۔ شاہ جہاں اور ممتاز محل 19 برس نکاح میں رہے۔ 14 بچے پیدا ہوئے۔ 8 لڑکے اور 6 لڑکیاں۔ جن میں 7 کا بچپن میں انتقال ہو گیا۔ چار لڑکے داراشکوہ، شجاع، عالم گیر، مراد اور تین لڑکیاں، جہاں آرا، روشن آرا اور گوہر آرا زندہ رہیں۔ اپنے بڑے بیٹے داراشکوہ اور بڑی بیٹی جہاں آرا (جس کا خطاب بادشاہ بیگم اور بیگم صاحب تھا) سے شاہجہاں کو بہت محبت تھی۔ روشن آرا عالمگیر سے 14 ماہ بڑی تھی اور گوہر آرا عالم گیر سے تین سال چھوٹی تھی۔ اسی کی پیدائش میں ممتاز محل کا انتقال ہوا تھا۔ شاہ جہاں کو ممتاز محل سے غایت درجہ محبت تھی۔ داڑھی کے صرف تین بال سفید تھے لیکن ممتاز محل کی وفات کے بعد تھوڑے ہی دن میں بعمر 38 برس پوری داڑھی سفید ہو گئی تھی۔ 1052ھ میں 12 سال کے عرصہ میں 50 لاکھ روپے سے ”تاج محل“

تیار ہوا جس میں ممتاز محل بنت آصف خاں اور شاہ جہاں پہلو بہ پہلو ابدی نیند سو رہے ہیں۔ شاہجہاں نے اپنے 20 سالہ دور میں ساڑھے نو کروڑ روپیہ خیرات کیا یا انعامات میں صرف کیا۔ اورنگ زیب عالم گیر نے 43 سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا۔ صرف چند بادشاہ گزرے ہیں جو حافظ قرآن بھی تھے۔ اس خیال سے کہ ہمیشہ کے لئے خدشہ مٹ جائے اور قصہ پاک ہو جائے اورنگ زیب عالمگیر نے داراشکوہ کے قتل کا حکم دیا تھا۔ بیس آدمی اس کام کے لئے مقرر کئے تھے جنہیں ناکیدی حکم تھا کہ شاہ جہاں ہزار واویلا کرے ہرگز اس کا کہنا نہ ماننا اور دارا کا سر لے کر ہی آنا مگر دھو کر لانا تاکہ خون کی بوندوں سے فرش خراب نہ ہو۔ چنانچہ لال قلعہ آگرہ میں جہاں باپ بیٹے محصور تھے جب قاتل پہنچے تو داراشکوہ پیاز کاٹ رہا تھا اور شاہ جہاں چولہا سلگا رہا تھا۔ بیٹے کے قاتلوں کو دیکھ کر بیٹے سے چمٹ گیا۔ قاتلوں کی خوشامد کی۔ مگر انہوں نے شاہ جہاں کو علیحدہ کر دیا اور دارا کا سر کاٹ کر اسے دھویا۔ صاف کیا اور دربار عالمگیری میں لا کر پیش کیا۔ اللہ اللہ کیا مقام عبرت ہے۔ یہ وہی شاہجہاں تھا جس کے قبضہ میں کروڑوں مخلوق کی جان تھی آج وہ اپنے لخت جگر کی جان بھی نہ بچا سکا۔ جس شخص کے سپرد خاص طور پر داراشکوہ کا قتل کیا گیا تھا وہ ایک ایسا شخص تھا جس کو دارا شکوہ نے شاہ جہاں کے ہاتھوں قتل ہونے سے بچایا تھا۔ مگر اب اس نے محض منصب اور مراتب کی ہوس میں اتنے بڑے احسان کا بھی پاس نہ کیا۔ اسی کا نام دنیا ہے۔

**فاعتبروا یا اولی الابصار۔** سلطنت روما کا تاجدار آگسٹس کہا کرتا تھا کہ روم جب اس کو ملا اینٹوں کا شہر تھا جسے اس نے سنگ مرمر کا بنا دیا۔ مگر شاہ جہاں اس سے کہیں آگے نکل گیا جس نے اپنی یادگاریں دہلی، آگرہ، لاہور، اجمیر، ٹھٹھ اور کابل تک میں چھوڑیں جن میں تاج محل تو لاثانی ہے مگر اب بھارتی حکومت اور عوام ہاتھ دھو کر اس کے پیچھے پڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عقل سلیم اور فہم حمید عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ (مغل بادشاہوں میں شاہجہاں مجھے سب سے زیادہ عزیز ہے۔

(مصنف)

46- حضرت شیخ نظام الدین بلخی بن شیخ عبدالشکور عمری تھانیرسی جامع علوم ظاہری و باطنی، حامی کمالات صوری و معنوی، واقف رموز شریعت و طریقت و حقیقت، توکل و تسلیم میں ثابت قدم و راسخ دم، علوم غرائب ایسیا و کیمیا و لیمیا و سیمیا وغیرہ میں بھی آپ کو مہارت حاصل تھی۔ حضرت شیخ جلال الدین تھانیرسی کے بھتیجے، داماد اور خلیفہ تھے۔ جہانگیر بادشاہ آپ کا بے حد معتقد تھا۔ اور سچ تو یہ ہے کہ آپ ہی کی دعاؤں سے اسے سلطنت اور تخت و تاج نصیب ہوا تھا ورنہ اکبر بادشاہ تو اس کا اس قدر مخالف ہو گیا تھا کہ جہانگیر کے بادشاہ بننے کی توقع ہی نہ رہی تھی۔ مگر آپ نے اسے سلطنت کی بشارت دی اور یہ بھی ہدایت کی کہ باپ کی اطاعت بہر حال لازم ہے۔ جہانگیر سے لوگوں نے جا لگائی۔ چونکہ اسے بھی آپ ہی کی دعا سے سلطنت ملی تھی اس لئے حکم دیا کہ شیخ ہندوستان سے ہمیشہ کے لئے تشریف لے جائیں کیونکہ حکومت کو ان سے خطرہ ہے۔ اصل میں ایام شہزادگی میں شاہجہاں بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور نورجہاں کی شکایت کی تھی۔ اسے نورجہاں کی مخالفت کی وجہ سے بادشاہ بننے کی توقع نہ تھی مگر آپ نے اسے بھی سلطنت کی بشارت اور دعا دی۔ جہانگیر کے حکم کی وجہ سے آپ کو ہندوستان سے دوسری مرتبہ جلا وطن ہونا پڑا۔ آپ کا ارادہ پہلے ہی تھا۔ پس آپ مکہ معظمہ روانہ ہو گئے۔ یہاں سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت پر آپ بلخ تشریف لے گئے۔ مگر مدعیان نانہجار اس جگہ بھی جمع ہو گئے اور والی بلخ کو بھی آپ کے خلاف برانگیختہ کیا۔ جب آپ تنگ ہوئے تو آپ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پناہ چاہی۔ اس پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں والی بلخ پر ظاہر ہو کر فرمایا کہ نظام الدین دوستان اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ہے اور والی ہند نے اپنی جہالت

سے اسے اپنے ملک سے جلا وطن کیا ہے۔ تجھے چاہئے کہ اس کا اتنا غنیمت سمجھے اور اس کے حلقہ ارادت میں اپنے آپ کو داخل کرے ورنہ اگر تو اس کی ایذا کے درپے رہا تو تیری سلطنت برباد ہو جائے گی۔ پس والی بلخ آپ کا مرید ہوا جس سے آپ کا سلسلہ اس ملک میں خوب پھولا پھلا۔ آپ متعدد کتابوں کے مصنف ہیں جن میں وحدت الوجود کا رنگ غالب ہے۔ آپ کے ملک بدر ہونے کی وجہ سے وسط ایشیاء میں چشتیہ سلسلہ خوب پھیلا اور بالواسطہ افغان علاقہ میں اسلامی تعلیمات کی اشاعت کا سامان ہو گیا۔ 25 مارچ 1627ء میں وصال فرمایا۔ مزار بلخ میں ہے (حدائق الحنفیہ از مولوی فقیر محمد صاحب جملی ثم لاہوری۔ صفحہ

(402)

47- حضرت شیخ نظام الدین بلخی بن شیخ عبدالشکور ہردو شرح ”لمعات“ (مکی و مدنی) کی تحریر کے وقت دروازہ خلوت خانہ پر آدمی تعینات فرما دیتے تھے کہ اس وقت کوئی نہ آنے پائے اور روح حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت آپ کو ”لمعات“ کی تعلیم فرماتی اور اسرار و معانی اس کے ظاہر فرماتے۔ ایک شرح مکہ شریف میں اور دوسری مدینہ منورہ میں تحریر فرمائی۔ کہتے ہیں کسی سطر ”لمعات“ میں وقت قرأت تردد ہوتا تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اشارہ فرماتے اور وہ سطر آپ باب زر احاطہ کر دیتے۔ وہ نسخہ ”لمعات“ اس خاندان کے افراد کے پاس اب تک موجود ہے (نحفتہ الابرار صفحہ 176)

48- حافظ عبدالصمد کی بری نظر ایک حسین و جمیل رقاہ پر پڑ گئی جو برص کے مرض سے صحت پا کر بدایوں سلام کرنے مزار مبارک حضرت خواجہ بدر الدین موئے تاب (حضور شاہ ولایت صاحب) پر آئی تھی۔ اس نے نذر پوری ہونے کی خوشی میں موجودہ چہار دیواری تعمیر کروائی تھی۔ حافظ صاحب ”نہایت درجہ صالح بزرگ تھے۔ بہت شرمندہ ہوئے اور نمک ڈال کر آنکھیں پھوڑ لیں۔ چند روز



بعد خیال آیا کہ کاش میری آنکھوں میں پھر روشنی پیدا ہو جاتی تو ایک رات خواب میں دیکھا کہ مخلوق کا بڑا ہجوم ہے۔ درمیان میں ایک شاندار خیمہ نصب ہے اور دروازہ پر مخدوم عبداللہؒ جن کی تربیت خود حضور شاہ ولایتؒ نے کی تھی کھڑے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز ہیں۔ عرض کیا کہ آپ میری روشنی چشم کے لئے بھی دربار رسالت پناہی (صلی اللہ علیہ وسلم) میں عرض کر دیجئے۔ فرمایا مجھے اس وقت اندر قدم رکھنے کی اجازت نہیں ہے کہ حضور بدرالدین شاہ ولایتؒ کی خدمت گاری میں مامور کھڑا ہوں اور ایک قدم بھی یہاں سے ہلا نہیں سکتا۔ اسی اثناء میں حضرت شاہ ولایتؒ ایک کاغذ دست مبارک میں لئے ہوئے خیمہ سے نکلے اور اسے مخدومؒ کے حوالے کر کے فرمایا کہ یہ حافظ عبدالصمد کی بینائی چشم کا فرمان ہے۔ کل تم اپنی مہر لگا کر اسے پہنچا دینا۔ حافظ عبدالصمد بیدار ہوئے تو بہت خوش تھے۔ صبح ہی اپنے لڑکے کو بھیجا۔ مخدوم صاحبؒ اس وقت جہاں بیٹھے تھے وہاں اتفاقاً شطرنج کے مہرے پڑھے تھے۔ لڑکے کے قریب آتے ہی مخدوم صاحبؒ نے بساط پر ایک مہرہ رکھ دیا اور فرمایا کہ میں یہ مہر بنام حافظ عبدالصمد کرتا ہوں۔ اسی وقت حافظ عبدالصمدؒ کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔ (تذکرۃ الاولیاء ص 229)

49- حاجی محمد ممتاز علی خاںؒ ابن غلام سرور خان ابن غلام صفدر خان ابن علی احمد خاں ابن نواب صواب اندیش خاں بڑے نامی گرامی مشہور و معروف شخص تھے۔ میرٹھ وطن اور اٹاواہ (یو۔ پی۔ بھارت) مسکن تھا اور بالاخر وہی مدفن بنا۔ ایک مرتبہ آپ کے کاروبار میں ابتری آگئی اور 20 ہزار سے زیادہ کا قرضہ ہو گیا۔ ایک رات بعد نماز تہجد حسب معمول وظیفہ پڑھنے میں مشغول تھے کہ یہ آواز سنی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خضر علیہ السلام کو تمہارے کاموں کی درستگی کے لئے مامور فرما دیا ہے۔ اس صوت ہادی کو سنتے ہی

تسکین حاصل ہو گئی اور تھوڑے ہی عرصہ میں سب کام ٹھیک ہو گیا۔ غرض ہر رنج و غم میں ارواح بزرگان دین حاجی صاحبؒ کی دستگیری کرتی رہیں۔ جب عمر 70 برس کی ہو چکی ایسے سخت بیمار ہوئے کہ طبیبوں نے جواب دے دیا۔ اسی حالت میں حسب بشارت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحت کلی پائی اور پھر برسوں جئے ("امرا" از فیض احمد بن حکیم ولد ار احمد ساکن مارہرہ 1898ء / 1315ھ میں کتاب شائع ہوئی۔ صفحہ 179 تا 180)

50- قطب الکاملین حضرت سید شاہ حمزہ قادری برکاتی قدس سرہ کو ایک مرتبہ خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ صاحبزادے تم نے بیروں کے اچھے اچھے درخت لگائے ہیں جن سے ہر ایک کی تواضع کرتے ہو مگر ہمیں کبھی ایک پیر بھی نہیں کھلاتے۔ شاہ صاحب نے صبح ہی محفل میلاد شریف منعقد کی اور حاضرین کو عمدہ عمدہ پیر تقسیم کئے (برکات مارہرہ مولفہ طفیل احمد صدیقی صاحب صفحہ 149)

سلطان العاشقین شاہ برکت اللہ مارہرویؒ (ولادت 29 جمادی الثانی 1070ھ بمقام بنگرام۔ وصال 10 محرم الحرام 1142ھ بمقام مارہرہ) کے بعد آپ کے فرزند اکبر استاد المحققین حضرت سید آل محمدؒ سجادہ نشین مقرر ہوئے۔ 1164ھ میں آپ کے وصال کے بعد حضرت اسرار العارفین شاہ حمزہ صاحبؒ سجادہ نشین ہوئے جو علم و فضل میں یکتا، مایہ ناز مصنف، عدیم النظیر عارف اور اکابر اولیاء اللہ میں سے تھے۔ "کاشف الاستار" جیسی معرکہ الارا کتاب آپ ہی کی تصنیف ہے۔ بڑے بڑے امراء حکومت اور نوابان ہند تمام حذم و حشم اور فوج فراٹے سمیت قدم بوسی کے لئے مارہرہ آتے اور مہینوں مہمان رہتے مگر سب کو آستانہ عالیہ سے روزانہ انواع و اقسام کے طعام و تحائف مرحمت ہوتے۔ ہزار ہا مہمانوں کو بلا مبالغہ عرس میں سو سو قسم کا کھانا تقسیم ہوتا تھا جس میں عوام و خواص کی کوئی تخصیص نہ ہوتی۔ ایک سال عرس میں

باغات آستانہ کے بیر اور آم تقسیم ہوئے۔ سب کو ایک ایک آم اور ایک ایک بیر ملا جو شمار میں 24 ہزار ہوئے۔ غرض مارہرہ کا یہ عرس پورے ہندوستان میں مشہور تھا۔ خیموں کا ایک نیا شہر آباد ہو جاتا تھا۔ بے شمار مخلوق کے علاوہ علماء اور مشائخ کا بھی بڑا ہجوم ہوتا تھا۔ لاکھوں کا ہجوم اور سو سو قسم کے طعام یہ حضرت شاہ حمزہؒ کی کرامت تھی۔ بوریہ اٹھا اٹھا کر خدام کو خرچ کے لئے جو مانگتے دیتے چلے جاتے تھے۔ یہ تمام مستند حالات ہیں جو خاندان برکاتیہ کی قلمی اور مطبوعہ کتب میں موجود ہیں۔ کانگنجا اب مشہور ریلوے جنکشن اور تجارتی مرکز ہے آپ کے حکم سے سردار یاقوت خاں نے آباد کیا تھا۔ ضلع ایبٹہ کے اندر پٹیالی، ساور، گنج ڈنڈوارہ اور جلسروغیرہ میں آپ اور آپ کے خلفاء کی مساعی سے اسلام پھیلا۔ یہ سب یو۔ پی (بھارت) کے مختلف مقامات کے نام ہیں۔ غرض اشاعت اسلام اور اصلاح المسلمین کے لئے آپ کی مساعی وقف تھیں۔ دس برس کی عمر سے جو نماز تہجد شروع کی تو روز وصال تک نائے نہ ہوئی۔ طبیب بھی کامل تھے۔ بدعات سے سخت مجتنب تھے۔ آپ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلویؒ کے دادا پیر تھے۔ 1198ھ میں وصال فرمایا اور آپ کے صاحبزادے حضرت شمس الدین سید شاہ آل احمد اچھے میاں صاحب سجادہ نشین مقرر ہوئے (ہفتاد اولیاء صفحہ 448 تا 450)

51- حضرت شاہ ابوالحسنین احمد نوری میاں نے اپنے وصال سے چند گھنٹے پہلے اپنے چچا زاد بھائی صاحبزادہ سید شاہ محمد مہدی حسن کو جو بعد کو آپ کے سجادہ نشین ہوئے اپنے سینے سے لگا کر دیا۔ ان کو ہوش نہ رہا اور اسی عالم بے ہوشی میں انہوں نے دیکھا کہ کل پیران سلاسل عظام حضرت قدوة الساکین سید شاہ آل رسول صاحبؒ سے لے کر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک ”میاں صاحب“ کے پاس تشریف رکھتے ہیں۔ حضرت میاں صاحبؒ نے مجھ کو ان بزرگوں کے حوالے کیا اور ان سب حضرات نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا۔ اس

وقت میرے دل کی جو کیفیت تھی وہ میرا دل ہی جانتا ہے۔ (برکات مارہرہ صفحہ

(111)

52- ”زبدۃ الاثار“ (قلمی نسخہ) منتخب ”بہجتہ الاسرار“ میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ تحریر فرماتے ہیں کہ مجھے خواب میں پیران پیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارے پر مرید کیا تھا۔ اور بیعت ہونے کے بعد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہ فرمان فارسی بشارت دی تھی کہ ”بزرگ خواہی شد“۔ آپ کو حضرت محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے والہانہ عشق تھا۔ آپ کا اسم گرامی سنتے ہی شیخ پر ایک کیفیت طاری ہو جاتی تھی (حیات عبدالحق محدث دہلویؒ صفحہ 42)۔ حضرت عبدالحق محدث دہلویؒ جب ”مدینتہ النبی“ کی تاریخ کے خاتمے پر پہنچتے ہیں تو جذبات عقیدت میں ایک تلاطم سا پیدا ہونے لگتا ہے اور درود کی کثرت کا یہ عالم ہو جاتا ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کے ہر ہر حصہ پر درود بھیجتے ہیں۔ آپ نے ”مدارج النبوة“ تحریر فرمائی۔ اس کی اہمیت یہ ہے کہ اس سے پہلے کسی ہندی مسلمان نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتنی جامع، مفصل اور مکمل سوانح حیات مرتب نہ کی تھی۔ بارہ سو صفحات پر مشتمل ہے اور پانچ حصوں میں ہے۔ اس کے قلمی نسخے ”انڈیا آفس“ بانکی پور، جرمنی، برٹش میوزیم وغیرہ کے کتب خانوں میں موجود ہیں۔ خواجہ عبدالمجید صاحبؒ نے ”منہاج النبوة“ کے نام سے اس کا ترجمہ کیا تھا جو شائع ہو چکا ہے۔ حضرت شیخ کا وصال دہلی میں 94 سال دو ماہ 21 ربیع الاول 1052ھ مطابق 28/29 جون 1642ء میں ہوا تھا اور جسد خاکی حوض شمسی کے کنارے سپرد خاک کیا گیا تھا۔ آپ کے اجداد بخارا کے رہنے والے تھے۔ علاء الدین خلجی کے عہد میں ہندوستان آئے۔ آپ کو علم کا اتنا شوق تھا کہ والد کے بار بار کہنے پر کہ سو جاؤ

رات بہت گذر چکی ہے جب بھی موقع ملتا پھر اٹھ بیٹھتے اور پڑھنا شروع کر دیتے۔ ایک رات اس انسہاک سے پڑھ رہے تھے کہ پگڑی میں آگ لگ جانے کا اس وقت علم ہوا جب دماغ کو گرمی پہنچی۔ پانچ سال دہلی سے باہر رہ کر 1590ء میں مکہ مکرمہ سے واپس ہوئے۔ اس وقت ہندوستان میں مہدویت، مجددیت اور عقلمندی کے دعویٰ داروں نے عقائد و خیالات میں بہت الجھن پیدا کر دی تھی۔ پس آپ نے علم حدیث کی اشاعت کا بیڑا اٹھایا اور چالیس پچاس بہترین کتابیں تصنیف کر ڈالیں۔ جید عالم تھے۔ 1599ء میں حضرت خواجہ باقی باللہؒ سے سلسلہ نقشبندیہ باقویہ میں ارشاد و ہدایت کی اجازت ملی اور آخری عمر میں لاہور کے حضرت شاہ ابوالمعالی قادریؒ آپ کے روحانی پیشوا تھے۔ حضرت شاہ صاحبؒ کا اسم مبارک شاہ خیر الدین تھا۔ بھیرہ ضلع سرگودھا کے رہنے والے تھے۔ شیخ داؤد کرمانی شیر گڑھی جو (ضلع منٹگمری) ساہیوال کے مقام شیر گڑھ میں آرام فرماہیں کے جانشین تھے۔ 1615ء میں وصال فرمایا۔ گوالمنڈی لاہور میں آپ کا روضہ مرجع خلائق ہے۔ حضرت شیخ نے اکبر اور جہانگیر کا پورا دور حکومت دیکھا اور شاہ جہاں کے سولہویں سال جلوس میں وصال فرمایا۔ آخر عمر تک تندرستی بہت اچھی تھی۔ شیفتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ حضرت شیخ کے فرزند اکبر مولانا نور الحق عہد شاہ جہاں میں اکبر آباد کے عہدہ قضا پر معمر تھے۔ مشرقی تخلص تھا۔ کئی کتابیں لکھیں اور نوے برس کی عمر پر 1663ء میں بمقام دلی وصال فرمایا۔ آپ کی نسل کے لوگ اپنے کو حقی کہتے ہیں۔

53- ”زادالمتقین“ میں شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے چار مرتبہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بابرکت سے مشرف ہونے کا حال لکھا ہے۔ 21 ذی الحجہ 998ھ کو مکہ مکرمہ میں خواب دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک تخت پر جلوہ افروز ہیں۔ حدیث شریف کا درس دے رہے ہیں اور جمال و جلال کے وہ انوار آپ کے چہرہ انور سے ہویدا ہیں کہ ان سے زیادہ تصور ہی نہیں کئے جاسکتے (حیات عبدالحق دہلویؒ از خلیق نظامی صفحہ 118)

54- حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے عشق تھا۔ دیار حبیب (علیٰ صاحبہا صلوة وسلاما) میں جب داخل ہوتے تو برہنہ پا ہو جاتے۔ ایک مرتبہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک قصیدہ پیش کیا جو ہندوستان میں لکھا تھا اور اس میں متعدد مقامات پر حالات گردو پیش پر افسوس اور رنج کا اظہار کیا گیا تھا۔ سیاہ کاروں کے مظالم ہندوستان کی فضا خراب کرنے کے ذمہ دار تھے ”زاد المتقین“ میں لکھا ہے کہ جب آپ اس شعر پر پہنچے۔

خراہم در غم ہجر جمالت یا رسول اللہ جمال خود نما رھے بجاں زار شیدا کن  
تو دل بے قابو ہو گیا اور بقول خود ”گریہ زار زار در گرفت“۔ خلوص و عقیدت کا یہ والہانہ تقاضہ قبول ہوا اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت پاک سے مشرف ہوئے (حیات عبدالحق محدث دہلویؒ صفحہ 118)

55- حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ کو عرش سے قریب تر دیکھا اور آپ کے پیروں سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کا سر مبارک ملا دیکھا۔ اس کے کافی نیچے حضرت فاروق اعظمؓ کو پایا۔ ان کے بعد حضرت عثمان غنیؓ اور ان کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دیکھا۔ معلوم ہوا کہ مقام نبوت کے فوراً بعد مقام صدیقیت ہے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اکبرؓ کے لئے کسی کا کیا خوب شعر ہے۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر بعد از رسل بزرگ توئی قصہ مختصر  
 (”صدیق امت“ یعنی حضرت الحاج مولانا حکیم شاہ علاء الدین صدیقی دامت برکاتہم و فیوضہم کی مختصر سوانح حیات از قلم حکیم مولوی انیس احمد صدیقی۔ صفحہ 45۔  
 ناشر = مجلس اشاعت اسلام۔ صدیقی نگر، ٹاؤن شپ روڈ۔ لاہور)۔

56- مسئلہ خلافت کے سلسلہ میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کو ایک

روایت کے مطابق حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا تھا۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے علم ازل میں یہ بات موجود اور محفوظ تھی کہ خلافت راشدہ میں ابوبکر، عمر، عثمان اور علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) کا حصہ ہے۔ اگر علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) خلیفہ اول قرار دیئے جاتے تو باقی تین کا نمبر ہی نہ آتا جو ناممکن تھا۔ پس جو ترتیب رہی وہ عین مشیت ایزدی کے مطابق تھی اور اسی صورت میں ان خلفاء راشدین کا ہونا ممکن تھا۔

57- حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ چند سال قبل میرا یہ طریقہ تھا کہ اگر طعام پکاتا تھا تو اہل عباد کی ارواح پاک کو بخش دیتا تھا اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاتم خلافت، فاتح سلاسل ولایت حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ و حضرت سید النساء خاتون بنت فاطمہ الزہراءؑ اور حضرات حسینؑ کو ملا لیتا تھا۔ ایک رات خواب میں دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں۔ میں نے سلام عرض کیا۔ آپ میری جانب متوجہ نہ ہوئے اور منہ پھیر لیا اور ارشاد فرمایا کہ میں عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے گھر میں کھانا کھاتا ہوں۔ جس کسی کو مجھے طعام بھیجنا مقصود ہو وہ حضرت عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے گھر بھیج دیا کرے۔ اس وقت میں سمجھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ شریف نہ فرمانے کی وجہ کیا تھی کہ فقیر طعام میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو شریک نہ کرتا تھا۔ بعد ازاں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلکہ تمام امہات المومنین ازواج مطہرات کو جو سب اہل بیت میں ہیں شریک کر لیا کرتا تھا اور تمام اہل بیت کو اپنا وسیلہ بناتا تھا (مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانیؒ جلد دوم صفحہ 98- اردو ترجمہ از مولوی قاضی عالم الدین صاحب۔ اللہ والے کی قومی دوکان۔ تاجر کتب، کشمیری بازار۔ لاہور)

حضرت مجدد الف ثانیؒ کی ولادت سرہند شریف (مشرقی پنجاب) میں 971ھ



مطابق 26 جون 1564ء کو ہوئی۔ اور وہیں وصال 1034ھ مطابق 10 دسمبر 1624 کو ہوا۔ سرہند شریف میں آپ کا روضہ مرجع الخلاق ہے۔ آپ کا نام احمد۔ لقب بدرالدین۔ کنیت ابوالبرکات اور عرف امام ربانی ہے۔ 1599ء میں قطب وقت حضرت خواجہ باقی باللہ دہلوی سے بیعت ہوئے۔ آپ نے تصوف کے جس سلسلہ کی ہندوستان میں اشاعت کی وہ شریعت سے قریب ترین ہے۔ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے موسس و امام ہیں۔ نسل "کابلی ہیں۔ حضرت فاروق اعظم کی اولاد سے ہیں۔ علم و فضل اور شریعت و طریقت کے جامع کمالات بزرگ ہیں۔ علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی نے رسالہ "دلائل التجدید" میں ثابت کیا ہے کہ آپ مجدد الف ثانی ہیں۔ دو برس تک آپ جیل خانہ میں محبوس رہے۔ آخر جہانگیر بادشاہ پر صداقت روشن ہوئی اور اس نے نہ صرف آپ کو رہا کر دیا بلکہ خود بھی آپ کا حد درجہ معتقد ہو گیا تھا۔ آپ کے مرشد حضرت خواجہ باقی باللہ جو ہندوستان میں سلسلہ نقشبندیہ باقویہ کے بانی ہیں فرماتے تھے کہ شیخ احمد (امام ربانی) ایک آفتاب ہیں کہ ہم جیسے ہزاروں ستارے اس کی روشنی میں گم ہو جائیں۔ آسمان کے نیچے ان کی نظیر نہیں۔ ان جیسے اس امت میں چند ہی بزرگ گذرے ہیں۔ جو آپ کی زیارت کرتا بے اختیار کہتا "فتبارک اللہ احسن الخالقین"۔ حضرت سید رضی الدین معروف بہ خواجہ محمد باقی باللہ کی ذات مبارک پر شفقت و مہربانی اس قدر غالب تھی کہ اگر بلی آپ کے دامن پر سو جاتی تو ہرگز اس کو بیدار نہ کرتے اور جب تک وہ سوئی رہتی حرکت نہ فرماتے۔ اکثر اوقات سردی کی تکلیف برداشت کی لیکن بلی کے نیچے سے لٹاف نہ کھینچا۔ ایک بزرگ نے دامن کاٹ دیا مگر بلی کو نہ چھیڑا۔ وہ سوئی رہی۔ نماز سے فارغ ہوئے تو بلی جا چکی تھی۔ آپ نے اس کو پھر سی لیا۔ غرض یہ کہ جانوروں پرندوں اور معصوم بچوں پر شفقت اور مہربانی کرنے سے بڑی تیزی سے منازل طے ہوتے ہیں۔ انسان انسان سے مہربانی سے پیش آئے اللہ تعالیٰ کو انسان کی یہ ادا بہت محبوب ہے۔

58- حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضرت رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ تو مجتہد علم کلام ہے۔ فرمایا کہ اس وقت سے میری رائے علیحدہ ہے لیکن اکثر موافق امام اعظمؒ کے ہے (مکتوبات امام ربانیؒ مجدد الف ثانیؒ)

59- حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں بعد نماز ظہر مراقب تھا اور قرآن مجید پڑھتا تھا کہ ناگاہ میں نے اپنے اوپر ایک خلعت نورانی پائی۔ ایسا معلوم ہوا کہ یہ خلعت قیومیت بوراقت و تبعیت سیدنا خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو عطا ہوئی ہے کہ اتنے میں خود حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اپنے دست مبارک سے میرے سر پر دستار مبارک باندھی اور قیومیت کی مبارک باد دی۔ (مکتوبات امام ربانیؒ مجدد الف ثانیؒ دفتر سوم)

60- ایک روز حضرت مجدد الف ثانیؒ صبح کے وقت جب حلقہ میں بیٹھے تھے تو حالت کشفی میں کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے ہیں اور خود اپنے دست مبارک سے ایک نہایت فاخرہ خلعت حضرت مجدد الف ثانیؒ کو پہنائی اور فرمایا کہ یہ تجدید الف ثانی کی خلعت ہے۔ اس خلعت کا نزول آپ پر بروز جمعہ 10 ربیع الاول 1010ھ کو ہوا۔

تجدید کے پہلے سال آپ کو مجتہد کا خطاب عطا ہوا چنانچہ حضرت مجدد الف ثانیؒ اپنی کتاب ”مبداء و معاد“ میں فرماتے ہیں کہ اس فقیر کو توسط احوال میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں فرمایا کہ تم میری امت کے مجتہدوں میں سے ہو۔ اس وقت سے علم کلام میں میری ایک خاص رائے ہے اور مجھے اس میں ایک مخصوص علم حاصل ہے (سیرت امام ربانیؒ مجدد الف ثانیؒ از حکیم فیروز الدین احمد طفرائی۔ مدیر روز نامہ ”ذکیل“ امرتسر۔ صفحہ 78 تا 79)

61- نقل ہے کہ ایک روز امام ربانیؒ حضرت مجدد الف ثانیؒ حلقہ میں مع یاران طریقت مراقب بیٹھے تھے کہ حضرت شاہ سکندر نبیرہ شاہ کمال کینٹھلی قدس سرہ

تشریف لائے اور ایک خرقہ آپ کے دوش پر ڈال دیا۔ دیکھا کہ حضرت شاہ سکندر موجود ہیں۔ جلدی سے اٹھے اور بہ تواضع معانقہ کیا۔ حضرت شاہ سکندر نے فرمایا کہ میرے جد امجد نے اپنے وصال کے نزدیک یہ جبہ جو کہ حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی سے پشت در پشت ہمارے یہاں چلا آتا ہے میرے سپرد کیا تھا اور فرمایا تھا کہ امانتاً اس کو اپنے پاس رکھو اور جس کو میں کہوں اس کے حوالے کر دینا۔ اب چند مرتبہ حضرت جد امجد نے یہ تمہارے حوالے کرنے کے لئے کہا ہے لیکن مجھے اس تبرک کو جدا کرنے کا سخت صدمہ ہے مگر چونکہ تاکید ایسی ہی ہے اس لئے چار و ناچار لے آیا ہوں۔ چنانچہ وہ خرقہ پہن کر خلوت میں چلے گئے۔ وہاں آپ کو دل میں خطرہ گذرا کہ مشائخ کے بھی عجب معمول ہیں کہ جس کو چاہا جامہ پہنا دیا اور وہی خلیفہ بن گیا ورنہ ہوتا یہ چاہئے کہ پہلے خلعت معنوی پہنائیں اور بعد ازاں اپنا خلیفہ بنائیں۔ اس خطرہ کے آتے ہی سیدنا محی الدین حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی مع تمام خلفاء تا حضرت شاہ کمال کینہلی تشریف لائے اور اپنی نسبت خاصہ کے انوار سے مالا مال کر دیا۔ اس وقت آپ کے دل میں یہ خیال گذرا کہ میں نقشبندیوں کا پرورش یافتہ ہوں۔ اسی وقت حضرت عبدالخالق بغدادی سے لے کر حضرت خواجہ باقی باللہ تک سب بزرگ تشریف لائے۔ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند کو حضرت پیران پیر کے برابر بیٹھے دیکھا۔ اکابر نقشبند نے فرمایا کہ شیخ احمد ہماری تربیت سے کمال تکمیل کو پہنچے۔ آپ کو ان سے کیا علاقہ ہے۔ اکابر قادریہ نے فرمایا کہ انہوں نے اول چاشنی ہمارے خوان سے کھائی (اور یہ اشارہ تھا اس بات کی طرف کہ حضرت شاہ کمال کینہلی حضرت شیخ احمد کی شیر خواری میں آپ کے پاس تشریف لائے جبکہ آپ اس قدر علیل تھے کہ بظاہر بچنے کے امکانات نہ رہے تھے اور شاہ صاحب نے اپنی زبان مبارک حضرت مجدد الف ثانی کو چسائی تھی جس کے بعد آپ تندرست ہو گئے تھے) اور اب خرقہ بھی ہمارا پہنا۔ اس بحث میں حضرات چشتیہ

و کبریہ و سرورویہ بھی تشریف لائے اور کہا کہ ہم بھی دعویدار ہیں۔ (کیونکہ حضرت خواجہ باقی باللہؒ کی بیعت سے پہلے حضرت مجدد الف ثانیؒ کے والد کو ان خاندانوں کی ملازمت ملی تھی)۔ غرض اس قدر ارواح اولیاء کرام جمع ہوئیں کہ تمام مکان، گلی کوچے اور دشت و صحرا بھر گئے اور مناظرہ کی وجہ سے فجر سے ظہر کا وقت آ گیا۔ اسی اثناء میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور بکمال کرم اور نوازش سب کو تسلی و لاسا دے کر فرمایا کہ چونکہ شیخ احمد (رحمۃ اللہ علیہ) کی تکمیل طریقہ نقشبندیہ میں ہوئی ہے اس واسطے اس کی ترویج کریں اور باقی دیگر سلاسل کی نسبت بھی القاء کریں کہ ان کا حق بھی ثابت ہے اور اسی پر فاتحہ پڑھا گیا اور سب رخصت ہو گئے (جواہر مجددیہ صفحہ 25) (حضرات القدس از مولانا بدر الدین سرہندی)

62- حضرت مجدد الف ثانیؒ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں عجیب معاملہ پیش آیا۔ آنکھیں مراقبہ میں بند تھیں کہ ایک صاحب کو میں نے اپنے پہلو میں بیٹھے دیکھا۔ غور کیا تو معلوم ہوا کہ وہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور فرماتے ہیں کہ میں اس لئے آیا ہوں کہ اس عالم دنیا کے متعلق ایک خیر و برکت سے بھرا ہوا اجازت نامہ عطا کروں۔ چنانچہ ایسا اجازت نامہ عطا کیا گیا کہ جس سے آنکھوں کو نور اور دل کو سرور حاصل ہو گیا۔ تردا ت سے تشفی حاصل ہوئی۔ **الحمد لله على ذلك** (مکتوب 106- مکتوب مجدد الف ثانیؒ جلد سوم صفحہ 280) (انوار العارفين از حضرت مولانا محمد عابد میاں عثمانی ڈھابلی صفحہ 675)

63- سید علیؒ کے واقعات و حالات شرح و بسط سے ”مشکوٰۃ النبوت“ میں موجود ہیں۔ اس کے مولف لکھتے ہیں کہ میں ایک روز جناب رمز الہی کا رسالہ نقل کر رہا تھا۔ حضرت کے نام کے ساتھ جو القاب تھا اس کو ”مخفیفا“ ترک کر دیتا تھا۔ ایک روز آپ آئے اور فرمایا کہ اے علی پیراں میں نے مکتوبات مجددیہ

میں دیکھا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے حضرت باقی باللہؒ کے لقب میں اختصار فرمایا تو اس رات حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں باریاب نہ ہوئے۔ دوسرے دن مشرف ہوئے تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے احمد تو نے ہمارے شیخ کا نام سہواً ترک کیا اس لئے ہماری مجلس سے محروم رہا۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اپنے سو کی معافی چاہی۔ سید علی پیراں فرماتے ہیں کہ میں یہ نقل سنتے ہی نادم ہوا اور اپنے قصور کا معترف ہوا اور یہ امر حضرت رمز الہی کی کرامات سے تھا (تذکرہ اولیائے دکن جلد اول از مولوی ابو تراب محمد عبد الجبار خاں صفحہ 546)

64- حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ شیخ احمد سرہندی قدس سرہ جب اپنے مرشد گرامی قطب وقت حضرت خواجہ باقی باللہ دہلوی قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز کے وصال کے بعد بغرض تعزیت دہلی تشریف لائے تو اصحاب مریدین حضرت خواجہ قدس سرہؒ نے آپ سے بیعت کی تجدید کی۔ اس زمانہ میں حضرت خواجہ حسام الدین احمدؒ نے عالم مراقبہ میں دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہیں اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کی مدح و ستائش میں خطبہ پڑھ رہے ہیں اور فقرات فصیح و کلمات یلحہ میں آپ کی تعریف فرما رہے ہیں اور فخر و مباہات سے فرماتے ہیں کہ میں اس پر ناز کرتا ہوں کہ میری امت میں شیخ احمد (رحمۃ اللہ علیہ) جیسا بزرگ موجود ہے اور میرے دین متین کا مجدد ہوا ہے۔ اور اس طرح آپ کی مجددیت و قومیت کی تصدیق بھی ہو گئی (جواہر مجددیہ صفحہ 30) (انوار العارفین صفحہ 629)

65- 1032ء میں حضرت مجدد الف ثانیؒ درگاہ خواجہ غریب نواز چشتی اجمیری قدس سرہ العزیز میں حاضر تھے۔ فرمایا اب ہمارے انتقال کا زمانہ قریب ہے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بشارتیں اور کرامتیں عطا ہوئی ہیں۔ چنانچہ آپ نے اپنے صاحبزادوں کو ایک خط تحریر فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم کو دنیا کے اجازت نامے کی بجائے آخرت کا اجازت نامہ دیا گیا اور مقام شفاعت سے حصہ عطا کیا گیا ہے۔ یہ بھی تحریر فرمایا کہ سب سے بڑی ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں بعض خدمات کے اہتمام کے لئے مجھ کو حکم فرما رہی ہیں اور ارشاد فرماتی ہیں کہ ہم تمہارے منتظر تھے۔ اس طرح سے کام کرنا چاہئے۔ اس کے بعد آپ بالکل سرانجام آخرت میں مشغول ہو گئے۔ اس خط کے پہنچنے ہی صاحبزادے آپ کی خدمت میں روانہ ہوئے اور اجیر پہنچے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ ان کو خلوت میں لے گئے اور فرمایا کہ اب مجھ کو اس جہاں سے کوئی وابستگی نہیں۔ اس عالم میں جانا ہے۔ پس وصیتیں فرمائیں اور وطن مالوف تشریف لائے اور ایک خلوت خانہ الگ مقرر فرمایا اور اس میں خلوت گزین ہو گئے اور عرصہ قلیل میں رحلت آخرت فرمائی (انوار العارفین صفحہ 682)

66- قطب العالم شیخ عبدالجلیل چوہڑ شاہ بندگی لاہوریؒ نے خواب دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں۔ **”اعط جب تک فی عقد ولدی احمد تسلیما“**۔ حضرت اس پر بلا توقف سید خدا بخشؒ کے گھر گئے اور سید احمدؒ کو بلا کر ان کا نکاح اپنی صاحبزادی سے کر دیا۔ سید احمد الملقب بہ مخدوم جہاں شاہ قدس سرہ والد ماجد کے انتقال کے بعد مانک پور اچ شریف تشریف لے آئے اور حضرت سید راجن قتال (سید صدر الدین) کے مرید ہو گئے۔ کچھ عرصہ اچ رہنے کے بعد مرشد سے حج بیت اللہ کے واسطے اجازت طلب کی اور وہاں سے احمد آباد آئے جو اس وقت ”پٹن“ کے نام سے مشہور تھا۔ یہاں اپنے چچا سید خدا بخشؒ کے یہاں قیام کیا اور حضرت قطب عالمؒ سے بھی یہیں ملاقات کی۔ پانچ ماہ بعد سید احمدؒ ارض مقدس کو روانہ ہوئے اور بارہ سال وہاں رہ کر حج کئے۔ پھر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بشارت ہوئی کہ اے میرے فرزند سید احمد تم واپس جاؤ اور نہروالا میں سکونت

اختیار کرو کیونکہ وہاں کے گنہگار افراد تمہاری زیارت کے طفیل عذاب دوزخ سے نجات پائیں گے اور جو لوگ تمہاری قبر پر فاتحہ پڑھیں گے ان کی شفاعت مجھ پر واجب ہوگی۔ (مشائخ سروردیہ جلد سوم الموسوم بہ تذکرہ قطب الاقطاب

شاہ رکن الدین سروردی ملتانئی از مولانا نور احمد خاں فریدی صفحہ 613 تا 614)

67- شیخ فرید الدین بن ابوالفتح ہر جمعہ کی رات حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ثواب کے لئے کھانا پکا کر غربا و مساکین اور درویشوں کو کھلاتے تھے۔ ایک دن خادم نے نادانستگی میں کھاروں کے گھر سے برتن لا کر کھانا پکانے کے لئے استعمال کئے۔ جب رات گذر گئی تو شیخ فرید الدین بادل حزیں و چشم گریاں حجرہ سے باہر تشریف لائے۔ ایک خادم نے وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ آج رات میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خلاف معمول حجرے سے باہر کھڑے دیکھا۔ میں نے بڑھ کر با ادب تمام سلام عرض کیا اور سوچنے لگا کہ میری بد قسمتی ہے کہ آج حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے حجرہ تاریک کو منور نہ فرمایا۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے فرزند فرید! تیرے گھر میں مشتبہ برتن پڑا ہے جو میرے اندر آنے کو مانع ہے۔ شیخ فرید نے فوراً "وہ برتن باہر نکلوا دیا اور دوسری شب جمعہ پہلے سے وگنا کھانا پکا کر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پر فتوح پر ایثار کیا (تاریخ جلیلہ از غلام دستگیر نامی صفحہ 182)

68- سید عبدالجلیل قطب زبردست ولی گزرے ہیں سخت مجاہدے کئے۔ جذبہ عشق میں پھرتے پھرتے آپ مارہرہ سے تین کوس دور ایک مقام اترنجی کھیڑہ پہنچے۔ یہ ایک زبردست راجہ بین کا پایہ تخت تھا۔ پرتھوی راج کے بعد سلطان شہاب الدین غوری نے اس کے اطاعت نہ قبول کرنے پر اس پر حملہ کر کے قلعہ کو بارود سے اڑا دیا۔ یہیں ایک بزرگ حسین شہید کا مزار ہے جو اس جنگ میں شہید ہوئے تھے۔ چنانچہ سید عبدالجلیل قطب اسی مزار پر بیٹھ گئے۔ یہیں حضرت



خضر علیہ السلام نے تشریف لا کر آپ کو شیر برنج کھلایا اور فرمایا کہ آپ مارہرہ کے قطب مقرر کئے گئے ہیں۔ وہاں جائیے۔ ادھر اسی شب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چودھری وزیر خاں زبیری کبوتہ کو خواب میں بشارت دی کہ اترنجی کھیڑہ جا کر ہمارے دوست اور اپنے قطب کو لے آؤ۔ چنانچہ 1017ھ میں شاہ صاحب "مارہرہ تشریف لائے (ہفتاد اولیاء از حضرت شاہ مراد سہروردی)۔ صفحہ (443)۔ 20 رجب 972ھ میں پیدا ہوئے اور 8 صفر 1057ھ کو وصال فرمایا اور اپنی خانقاہ معلی مارہرہ میں دفن ہوئے۔ 41 برس مارہرہ میں مصروف ہدایت خلق رہے۔ آپ کے پوتے سلطان العاشقین شاہ برکت اللہ مارہروی اپنے عہد کے قطب تھے۔ آپ کا نسب بالواسطہ حضرت زید شہید "حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔ سلطان التتمش نے آپ کے بزرگوں کو راجہ بنگرام کے مقابلہ پر فوج دے کر بھیجا تھا۔ جب بنگرام (یوپی۔ بھارت) فتح ہو گیا تو بطور جاگیر ان کو دے دیا گیا۔ حضرت سید عبدالجلیل اس خاندان کے پہلے بزرگ ہیں جو بنگرام سے مارہرہ (یوپی بھارت) تشریف لائے اور اس کے بعد یہ مارہرہ کا سب سے عظیم خاندان بن گیا۔

69- حضرت امیر سید ماہرو المعروف بہ شاہ محمد ماہ قلندر الہ آبادی کی ولادت 1015ھ میں ہوئی۔ آپ کو قرب و حضوری حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایسی حاصل تھی کہ جو شخص آپ سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی آرزو کرتا تو آپ اس کو زیارت کرا دیتے تھے۔ مزار مبارک بڑگاؤں ضلع الہ آباد (یوپی۔ بھارت) میں ہے (نفحات الغبریہ من انفس القلندریہ از مولوی محمد تقی حیدر، صفحہ 220)

70- شیخ افضل محمد آپ شیخ یوسف تمیمی انصاری کے بیٹے، مرید اور خلیفہ تھے۔ کئی مرتبہ عالم خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے اور بارگاہ نبوی سے "حزب البحر" پڑھنے کی اجازت ملی۔ بہت سے کفار آپ کی

ہدایت و ارشاد کی بدولت شرف اسلام سے مشرف ہوئے اور بہت سے مسلمانوں نے آپ کی ہدایت پر خدا شناسی سے آنکھیں روشن کیں۔ 21 صفر 1003ھ کو آگرہ میں رحلت فرمائی۔ مزار لا پتہ ہے (بوستان اخیار (1331ھ) یا تذکرہ مشاہیر اکبر آباد جس میں آگرہ کے 283 مشاہیر بزرگوں کے حالات درج ہیں مولفہ مولوی سعید احمد مارہرویؒ ابن مولوی سلطان احمد مارہرویؒ۔ سابق مینیجر شعیب محمدیہ ہائی سکول بعدہ شعیب محمدیہ اینگلو اورینٹل کالج۔ آگرہ۔ صفحہ 46۔ ابوالعلائی اسٹیم پریس آگرہ میں 1331ھ میں شائع ہوئی۔

71- شیخ عبداللہ صوفی شطاری بن کمال الدین بہلولؒ 22 ربیع الثانی 904ھ کو دو شنبہ کے دن پیدا ہوئے۔ زادبوم قصبہ سندیلہ ضلع ہردوئی (یو۔ پی) بھارت) ہے۔ 16 برس کی عمر میں کتابی علوم کی تحصیل کے واسطے گھر سے نکلے اور قصبہ گوپامو میں شیخ الہداد ابن سعد اللہ عثمانؒ کی خدمت میں پہنچ کر صرف و نحو شروع کیا۔ وہیں شیخ بدر الدین بدایونیؒ کو خواب میں دیکھا اور حسب الحکم بدایوں پہنچ کر چھ ماہ کامل ان کے روضہ پر مجاور رہے۔ پھر حضرت بختیار کاکیؒ کو خواب میں دیکھ کر دہلی پہنچے اور شیخ معزالدین بخاریؒ کی خانقاہ میں قیام کر کے نحو، کافہ اور ارشاد وغیرہ کی کتابیں پڑھیں۔ روزانہ عشاء سے فارغ ہو کر روضہ متبرکہ پر جایا کرتے اور رات کو دن کر دیا کرتے۔ پورے سال یہی سلسلہ جاری رہا۔ بعد ازاں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم مثال میں تشریف لائے اور حکم دیا کہ مولانا برہان الدین ملتانیؒ حصار میں تمہارے منتظر ہیں ان کے درس میں حاضر ہو کر کمالات کی تحصیل کرو۔ آپ کے حکم کی تعمیل میں علی الصبح حصار روانہ ہو گئے اور مولانا کی خدمت میں رہ کر اکثر علوم عربیہ کی کتابیں اور تفسیر پڑھی۔ 23 جمادی الاول 1010ھ کو آگرہ میں میا محل (متصل تھانہ رکاب گنج) اپنے عبادت خانہ کے اندر وصال فرمایا (بوستان اخیار صفحہ 96 تا 97)

72- شیخ محمد صوفی سے منقول ہے کہ ایک روز میں جنگل میں جا رہا تھا کہ یکایک دو عرب سامنے نظر آئے اور بعد سلام مجھ سے دریافت کیا کہ سید بدرالدین ابن سید جلال متوکل (943ھ) آگرہ میں پیدا ہوئے۔ باطن کی پرورش اپنے پدر بزرگوار سے پائی اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے بھی خرقہ خلافت حاصل کیا) کو جانتے ہو۔ میں نے جواب دیا کہ میں ان ہی کے خانوادوں عالی کا ادنیٰ غلام ہوں۔ انہوں نے کہا ہمیں ان سے ملنا ہے۔ میں ان کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دونوں نے قدم بوسی کے بعد عرض کیا کہ کسی فرزند رسول سے بیعت ہونے کی مدت سے آرزو تھی۔ عالم خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور حکم ہوا کہ آگرہ جاؤ اور سید بدرالدین کے مرید ہو جاؤ۔ اگرچہ ہمارے فرزند اس ملک میں بھی ہیں مگر تمہارا حصہ مشیت ایزدی نے انہی کی تحویل میں رکھا ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ اس شر میں تمہارے مطلوب نام کا کوئی اور شخص ہوگا۔ تلاش کرو اور بعد تحقیق و تشخیص بیعت کرو۔ انہوں نے کہا جو علامتیں ہم کو بتائی گئی ہیں۔ وہ سب آپ میں موجود ہیں۔ غرض وہ دونوں عرب مرید ہو گئے اور اسی شب واپسی کی اجازت حاصل کی۔ رخصت کے وقت باہر تک میں ان کے ساتھ گیا۔ انہوں نے کہا جس سال سید صاحب کی ڈاڑھی میں سفید بال نمودار ہوگا وہی سال آپ کے وصال کا ہوگا۔ چنانچہ 55 برس کی عمر میں پیری کے آثار نمودار ہوئے یعنی سفید بال اور اسی سال 6 صفر کو آپ کو مرض استسقاء ہوا۔ کابل دو ماہ بیمار رہے لیکن وظائف میں کسی قسم کا فرق نہ آیا۔ آخر کار آگرہ میں 29 ربیع الاول 998ھ کو وصال فرمایا (بوستان اخبار صفحہ 54 تا 55)

73- حافظ عثمان مہروی جامع انواع علوم اور صاحب ولایت تھے۔ حضرت خضر علیہ السلام کی صحبت سے مفتخر اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

زیارت بابرکت سے مشرف تھے۔ اور آپ سے کسی اور وہی علوم کی مشکلات آپ نے حل کی تھیں (بوستان اخبار صفحہ ۱۱۶)

74- حضرت شیخ عبدالوہاب خلیفہ حضرت شیخ علی متقی فرماتے ہیں کہ مکہ معظمہ سے ۱۸ میل دور منیٰ جانیوالی سڑک پر جعرانہ مشہور مقام ہے۔ اگر وہاں جائیں تو اس پہاڑ پر ضرور تشریف لے جائیں جہاں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تھے کیونکہ وہاں آپ کا دیدار مبارک میسر آتا ہے۔ فرمایا ایک مرتبہ میں اس جگہ سو گیا تو ہر بار کہ آنکھ جھپکی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوا۔ ایک مرتبہ دوپہر میں قریب ایک سو مرتبہ دولت جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہوئی تھی۔ آپ اس عمرہ کو پا برہنہ روزہ دار جایا کرتے تھے۔ حجاج عمرہ کرنے کے لئے جعرانہ جا کر احرام باندھتے ہیں۔ یہ میقات ہے۔ مکہ مکرمہ والے یہاں سے احرام باندھنے کو ”بڑا عمرہ“ کہتے ہیں۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے حضرت سید الشیخ عبدالوہاب المنقی القادری الشاذلی کی بابت بہت کچھ اپنی مشہور کتاب ”اخبار الاخیار“ کے اندر تحریر فرمایا ہے۔ انہوں نے آپ کی صحبت بھی پائی۔ ۱۰۰۱ھ میں وصال فرمایا۔ مدینہ طیبہ میں دفن ہوئے (”نحفتہ الابرار“ مولفہ نواب مرزا آفتاب بیگ عرف محمد نواب مرزا بیگ)

حضرت مولانا عبدالمعجور شاہ صاحب قدس سرہ نے چند سال قبل اسلام آباد میں بعمر قریب ۱۶۰ سال وصال فرمایا۔ میری ان سے بارہا ملاقات ہوئی۔ ایک مرتبہ مجھے بتایا کہ مدینہ طیبہ میں ایک غار ہے جس کا نام ”غار سجدہ“ ہے۔ زائر کو یہاں بھی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بکثرت زیارت نصیب ہوتی ہے۔ ترکان احرام نے اسے محراب کی شکل دے دی ہے۔ بڑے ڈاک خانہ کے عقب میں ایک چھوٹی سی پہاڑی پر یہ محراب ہے۔ تین دن کچھ کھائے پئے بغیر حضرت رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے اس غار میں طویل سجدے کئے اور رو کر امت کی بخشش کے واسطے دعا فرمائی، یہاں تک کہ حضرت جبریل امین تشریف لائے اور فرمایا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سجدہ سے سر اٹھائیے۔ ذات باری تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ امت محمدیہ (علیٰ صاحبہا صلوة و سلاماً) میں جس شخص کی آپ سفارش فرمائیں گے اس کو جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ اس پر آپ نے سجدہ سے سر مبارک اٹھایا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا فرمایا اور گھر تشریف لے آئے۔

75- حضرت شیخ جلال الدین تھانیسریؒ بڑے ہی متبحر عالم تھے اور خواجہ عبدالقدوس گنگوہی کے مرید و خلیفہ۔ بعد حج بیت اللہ مدینہ طیبہ پہنچے۔ وقت رخصت روضہ رسول (علیٰ صاحبہا صلوة و سلاماً) پر حاضر ہوئے تو آواز آئی کہ اپنے پیر بدعتی کو ہمارا سلام کہہ دینا۔ وہاں سے واپسی پر جب اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں پہنچے تو عرض کیا کہ بوقت رخصت روضہ اطہر (علیٰ صاحبہا صلوة و سلاماً) سے یہ آواز آئی تھی کہ اپنے پیر سے میرا سلام کہہ دینا۔ یہ سن کر حضرت عبدالقدوس گنگوہیؒ نے فرمایا کہ نہیں جس طرح ارشاد ہوا ہے وہی الفاظ کہو۔ آپ نے ”بحکم الامر فوق الادب“ اسی طرح بیان کر دیا۔ یہ سنتے ہی حضرت گنگوہیؒ پر ایک حالت وجد طاری ہوئی اور بار بار حافظ کے اس شعر کو پڑھتے رہے۔ تین روز یہی عالم رہا۔

بدم گفتی و خرسندم عفاک اللہ نکو گفتی جواب تلخ میزہ بد لب لعل شکر خارا  
(تذکرہ غوثیہ از حضرت مولانا شاہ گل حسن قلندر قاردی صفحہ 180)

حضرت تھانیسریؒ کا وصال 12 ذی الحجہ 989ھ مطابق 1581ء کو بمقام تھانیسر (یو پی۔ بھارت) ہوا۔ سات برس کے تھے کہ والد بزرگوار قاضی محمود کے ساتھ بلخ ہندوستان آئے۔ اسی عمر میں قرآن مجید حفظ کر چکے تھے۔ 80 سال تک روزانہ ایک قرآن پاک ختم کرتے رہے۔ 17 برس کی عمر میں معقولات اور منقولات میں تبحر حاصل

کر کے صاحب فتویٰ بن گئے اور وعظ شروع کر دیا۔ اکبر اعظم آپ کا بہت معتقد تھا۔ عام خیال یہ ہے کہ اکبر اعظم نے جو کچھ کیا مقاصد جمانیاں و تقویت سلطنت کے لئے کیا ورنہ اس کے قلب میں درد اسلام تھا۔ اللہ تعالیٰ کی محبت تھی اور اللہ تعالیٰ کے دوستوں سے محبت کرتا اور ان کے آستانوں پر حاضری دے کر مودبانہ گفتگو کرتا تھا۔ حضرت تھانیسری نے اکبر اعظم سے فرمایا تھا کہ بادشاہوں کی درویشی یہی ہے کہ مخلوق خدا کی نفع رسانی اور خدمت میں مشغول رہیں۔ یاد خدا بھی کر اور سلطنت بھی کر۔ عبادت فقیر بن کر ہی نہیں ہوتی بادشاہی میں بھی ہو سکتی ہے۔ اگر سب فقیر بن جائیں تو دنیا کا کام کیونکر چلے گا۔ امارت، غربت، افلاس، شاہی، گدائی کے فرق صرف ظاہری ہیں۔ عبادت کرنے والے شاہی میں بھی عبادت کرتے ہیں اور نہ کرنے والے فقیری اور گدائی میں بھی نہیں کرتے۔ سلطان نور الدین زنگی، سلطان صلاح الدین ایوبی، سلطان النعمش اور نگ زیب عالمگیر وغیرہ جہاں عظیم المرتبت فرماں روا تھے۔ ان میں بعض ابدال وقت بھی تھے۔ شیخ نظام الدین بلخی حضرت تھانیسری کے بھتیجے، داماد اور خلیفہ تھے اور جہانگیر و شاہجہاں دونوں آپ ہی کی دعا کے نتیجے میں بادشاہ بنے تھے۔

76- سید جعفر بھکری کا بیان ہے کہ حضرت مرشد زمان سید عبدالکریم متعلوی (آپ سندھ کے مشہور شاعر و درویش حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی کے پردادا تھے) اپنے مریدوں کے ہمراہ حضرت بہاؤ الدین دلق پوش کا وعظ سننے کے لئے تشریف لے گئے۔ جب وعظ ختم ہو گیا تو آپ نے اپنی چادر حضرت دلق پوش کے پیروں تلے بچھا کر آپ کے جوتے اٹھائے اور ان کو صاف کر کے رکھا تاکہ آپ پہن کر تشریف لے جائیں۔ سید عبدالکریم کے جو مرید تھے ان پر یہ بات گراں گذری۔ آخر ان میں سے ایک مرید سید عبدالقدوس نے عرض کیا کہ اے ہمارے سید! آج آپ نے حضرت دلق پوش کے جوتے اٹھا کر رکھے لیکن تعجب ہے کہ انہوں نے کسی قسم کی معذرت نہیں کی اور آپ کو اس سے نہیں روکا

بلکہ اس سے بے نیاز رہے۔ آپ نے فرمایا کہ معذرت کا تعلق بیگانگی سے ہے اور ہم دونوں تو ایک وجود ہیں۔ میں تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں کبھی کبھی شرف یاب ہوتا ہوں لیکن حضرت دلوق پوش کا یہ عالم ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بالکل قریب بیٹھے ہوتے ہیں جبکہ میں دور تیسری صف میں کھڑا ہوتا ہوں۔ اس کے بعد تم انصاف کر سکتے ہو کہ میرا یہ طرز عمل کہاں تک صحیح ہے۔ (دلیل الذاکرین قلمی نسخہ مملوکہ سندھی ادبی بورڈ)

حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ ۱۱۰۲ھ میں پیدا ہوئے اور بھٹ شاہ (حیدر آباد۔ سندھ) میں ۱۱۶۵ھ میں وصال فرمایا۔ ہر سال شاندار عرس ہوتا ہے۔

77- سید محمود حضوری لاہوریؒ طالب کو پہلے ہی دن حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرا دیتے تھے۔ اس وجہ سے سید محمود حضوریؒ کے نام سے مشہور ہوئے۔ ۹۴۲ھ میں وصال فرمایا۔ قبر مبارک لاہور میں سید جان محمدؒ کے مقبرہ (قبرستان میانی صاحب) میں ہے۔ (تواریخ الاولیاء جلد دوم از امام الدین صاحب صفحہ ۵۱۹)

78- شیخ محمد العدلؒ برسوں عزلت نشین رہے یہاں تک کہ جمعہ اور نماز جماعت میں بھی شریک نہ ہوتے تھے۔ محمد بن عنانؒ نے آپ کو لکھ کر بھیجا کہ اب زاویہ سے باہر نکلو کہ تمہاری ذات سے لوگوں کو فیض ہوگا اور خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی کہ محمد العدلؒ سے کہہ دو کہ میری سنتوں پر قائم رہے۔ تب آپ زاویہ سے باہر نکلے اور ”العدل“ کے نام سے مشہور ہوئے۔ استغراق کمال رہتا تھا اور خاص و عام میں قبول تام تھا۔ (تواریخ الاولیاء جلد دوم صفحہ ۶۶۲)

79- ملک شرف الدین قطب حضرت شاہ شہباز نے ایک رات تہجد کے بعد



خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہے۔ تمام خلایق میدان حشر میں جمع ہیں اور وہاں ایک بلند پہاڑ پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز ہیں اور شاہ علی (مرشد حضرت شاہ شہباز) کے ہاتھ میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کمر بند ہے۔ شاہ علی نے آپ سے فرمایا کہ آپ میرا کمر بند نہ چھوڑیں۔ پھر آپ نے حسب الحکم مرشد اپنی پشت کی طرف دیکھا کہ بے شمار اولاد آدم موجود ہے۔ اس وقت شاہ علی نے آپ سے فرمایا کہ آپ خلق کو ہدایت فرماتے رہیں کہ یہ تمام آپ کے ذریعہ بہشت میں داخل ہوں گے۔ آپ خواب سے بیدار ہوئے اور اسی وقت سے طالبین کو مرید کرنے لگے۔ لاکھوں آدمیوں کو آپ کی ذات سے فیض پہنچا۔ اکثر اوقات حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خواب میں زیارت کی اور علم و معرفت و حقیقت میں فائدہ اٹھایا۔ 10 ربیع الاول 934ھ وصال فرمایا۔ قبر شریف شہر برہان پور میں زیارت گاہ عالم ہے۔ آپ کے والد کا نام ملک عبدالقدوس النبی تھا (تواریخ الاولیاء صفحہ 505 جلد دوم) (تذکرہ اولیاء و کن جلد اول صفحہ 452)

80- حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی حدیث شریف کا درس فرما رہے تھے کہ اتنے میں ایک شخص آیا۔ آپ نے انگلی سے اشارہ کیا اپنی پشت کی جانب یعنی ادھر آؤ۔ جب درس ختم ہوا تو اس شخص نے عرض کیا کہ رات کو خواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو تشریف فرما دیکھا۔ میں خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اسی طرح انگشت مبارک سے اشارہ پس پشت بیٹھنے کو فرمایا تھا۔ اب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے بھی ایسا ہی کیا۔ یہ سن کر شاہ صاحب نے فرمایا کہ تم حقہ پیتے ہو، تمہارے منہ سے بو آتی ہے اور حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو یہ ناپسند ہے اس لئے حقیر نے بھی ایسا ہی کیا (تذکرہ عزیز صفحہ 25 تا 26) حضرت رسول اللہ اور

تہا کو کی مذمت از محمد عبدالمجید صدیقی ایڈووکیٹ صفحہ 8 تا 9)

81- نقل ہے کہ حضرت سید یسین حضرت مولانا شہباز محمد بھاگلپوری کے مرشد سے کوئی ایسا قصور سرزد ہوا کہ جس کے سبب سے زہد و تقویٰ کا نور چہرہ مبارک پر آثار تیرگی محسوس کرنے لگا اس لئے وہ اپنے جرم کی مکافات کے لئے حج بیت اللہ ادا فرما کر مدینہ منورہ کی زیارت کو تشریف لے گئے اور روضہ مبارک کے چاروں طرف بارہ برس تک جاروب کشی فرماتے رہے اور پھر روضہ مبارک (علی صاحبہ صلوٰۃ و سلاما) کے اندر داخل ہونے کے لئے عربی محافظین سے اجازت طلب کی۔ انہوں نے اجازت نہیں دی۔ تب آپ نے ”یا جدی“ کی صدا لگائی جس کے جواب میں ”یا ولدی“ کی ندا آئی جس کو سب نے سنا۔ اس آواز کو سنتے ہی محافظین نے آپ کو روضہ اطہر (علی صاحبہ صلوٰۃ و سلاما) کے اندر داخل ہونے کی اجازت دے دی۔ جب آپ روضہ اقدس (علی صاحبہ صلوٰۃ و سلاما) کے اندر حاضر ہوئے اپنے دل کی کہانی کہہ سنائی۔ جرم تو معاف ہو ہی چکا تھا۔ دل کی روشنی نے چہرہ مبارک کو نورانی کر دیا اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حکم صادر ہوا کہ ایک شخص بنام شہباز شہر مونگیر (بھارت) میں مقیم ہے۔ تم وہاں جاؤ اور اس کے ہاتھ پر بیعت کرو یا وہی تم سے بیعت ہو۔ حسب الحکم آپ مونگیر پہنچ کر مولانا شہباز سے ملے جنہوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ (مشاہیر اسلام جلد اول از ملک نواب علی خاں اعوان برنالوی صفحہ 203)

82- حضرت سلطان نورنگ حضرت سلطان باہو کے مشہور خلیفہ تھے۔ ایک مرتبہ مراقبہ میں مشغول تھے۔ سر اٹھایا۔ کوئی مرید سامنے نہ تھا۔ سکر الہی کے جذبات آپ پر غالب تھے۔ ایک کتا جو آپ سے مانوس تھا مجبوراً اس پر توجہ کی۔ اس کی حالت بدل گئی۔ حضرت سلطان باہو کو نور باطن سے اس کا پتہ چلا تو سلطان

نورنگ" سے ناراض ہو کر نعمت سلب کر لی۔ سلطان نورنگ "بھاگ کر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن میں چلے گئے۔ جب سلطان باہو وہاں آپ کے تعاقب میں پہنچے تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے سلطان باہو اسے معاف کر دو۔ اس میں جذبات کا اس قدر جوش تھا کہ اگر ایسا نہ کرتا تو شاید اس کا سینہ پھٹ جاتا۔ آئندہ خیال رکھے گا۔ پس آپ نے معاف کر دیا۔ نئے طالبوں کو حضرت نورنگ" ہر روز حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سرکار میں حاضر کرتے تھے۔ (مناقب سلطانی صفحہ 56)

83- مولوی حاجی فقیر سلطان نور محمد پانچویں سجادہ نشین تھے حضرت سلطان باہو کے۔ حضرت مخدوم حافظ صالح محمد کے فرزند۔ حضرت صالح محمد فرماتے ہیں کہ محکم دین درویش ساکن موضع بھیرہ نے بیان کیا کہ جب آپ کے فرزند حاجی نور محمد حج کے لئے گئے اور حرم شریف میں ٹھہرے میں نے اس وقت اسراء میں دیکھا کہ حضرت صاحبزادہ حرم شریف میں یاد الہی میں مشغول ہیں اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے روبرو تشریف فرما آپ پر توجہ فرما رہے ہیں۔ میں بھی صاحبزادہ صاحب کی پیٹھ کی طرف ہوں اور توجہ کا اثر مجھ پر بھی ہو رہا ہے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت شفقت سے صاحبزادے صاحب کو فرمایا کہ تم اپنے وطن لوٹ جاؤ۔ پھر نہ آنا کیونکہ تمہیں ہم نے یہیں سے رخصت کر دیا اور اللہ کے سپرد کر دیا۔ صاحبزادے صاحب حج بیت اللہ کا شرف اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے توجہات اور شفقت کا فیضان حاصل کر کے اپنے حقیقی بھائی حاجی نور احمد صاحب کے ساتھ کعبہ شریف سے رخصت ہو کر وطن تشریف لائے اور بھیرہ میں رونق افروز ہوئے۔ میں نے عرض کیا صاحبزادے صاحب آپ مدینہ منورہ کیوں نہ گئے۔ تو آپ نے کن انکھیوں سے میری طرف دیکھا اور مسکرا کر فرمایا۔ تجھے خود تو معلوم ہے۔ پھر کیا

پوچھتا ہے۔ (مناقب سلطانی صفحہ 241)

84- سلطان حامد قادری صاحب مصنف ”مناقب سلطانی“ فرماتے ہیں کہ ایک روز حسب عادت نماز اشراق کے بعد میں اور میرے بھائی حافظ صالح محمد والد ماجد حضرت سلطان باہو کو سلام اور زیارت کرنے گئے تو دیکھا کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ وجہ پوچھی تو فرمایا بیٹو! آج رات مجھے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زیارت عطا فرمائی اور توجہ کے لئے مجھے اپنے سامنے بٹھایا اور مجھے توجہ اور نظر کے فیض سے بہرہ یاب فرمایا۔ جب مجھ پر نگاہ کی تو آپ کے فیضان سے مجھے وجد اور سکر ہو گیا اور میں نے اپنی پگڑی سر سے اتار کر آپ کے قدموں پر رکھ دی۔ آپ نے پھر توجہ دی اور میری پگڑی پر بھی نگاہ کی۔ میں آپ کی توجہ سے فیضیاب ہو کر مستغرق ہو گیا اور محض توجہ سے میری پگڑی میرے سر پر رکھ دی۔ میرا دل عشق و اشتیاق کی وجہ سے جوش مارتا تھا اور میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ سے بہرہ مند بھی ہوا لیکن جیسی میری خواہش تھی کہ آپ مجھے ایک ہی نگاہ سے دونوں جہاں سے بے پرواہ کر دیں ویسا نہ ہوا۔ جب آپ فارغ ہوئے اس وقت یہ عصا جو میرے ہاتھ میں ہے اور اس وقت بھی میرے پاس تھا آپ نے طلب فرمایا اور تھوڑی دیر اسے دست مبارک میں رکھ کر مجھے عنایت فرمایا۔ سو بیٹا یہ عصائے مبارک غلاف دے کر کسی مکان میں با اوب رکھنا اور اسے بالکل نہ چھونا کیونکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چھوا ہے۔ میری پگڑی کو بھی تیرکا نہایت اوب سے محفوظ رکھنا۔ بعد ازاں وہ عصا مجھے (سلطان حامد) کو عطا فرمایا اور فرمایا کہ جب کبھی کوئی مشکل پیش آئے تو اسے ہاتھ میں لینا۔ اللہ تعالیٰ اس عصا کی برکت سے مشکل حل کر دے گا۔ اور دستار مبارک میرے بھائی حافظ صالح محمد کو دے کر سرفراز فرمایا۔ یہ دونوں تبرکات ہمارے یہاں موجود و محفوظ ہیں۔

(مناقب سلطانی صفحہ 316)

حضرت سلطان باہو کا اعوان قوم سے تعلق تھا اور 31 نسلوں پر سلسلہ نسب حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جا ملتا ہے۔ یکم جمادی الثانی 1102ھ میں بعمر 63 سال وصال فرمایا۔ آپ کو شور کوٹ کے قریب دریائے چناب کے کنارے موضع قہرگاؤں کے قلعہ میں دفن کیا گیا۔ دریا چڑھ آنے کی وجہ سے مزار کو طغیانی کا خطرہ لاحق ہوا تو جسد مبارک وہاں سے منتقل کر کے دوسری جگہ دفن کیا گیا۔ یہ 1180ھ کا واقعہ ہے۔ 1336ھ میں پھر مزار مبارک کو دریا کی طغیانی کا خطرہ لاحق ہوا۔ پس جسد مبارک کو موجودہ جگہ منتقل کیا گیا۔ چونکہ محرم الحرام میں دوبارہ جسد مبارک منتقل کیا گیا تھا اس وجہ سے عرس ماہ محرم میں منایا جاتا ہے۔ ہر دو بار جسد مبارک بالکل تروتازہ نکلا۔ آپ کا مزار مرجع خاص و عام ہے۔ (تذکرہ صوفیائے پنجاب صفحہ 155 تا 156)

85- سلطان العارفين حضرت سلطان باہو اپنی کتاب ”عین الفقر“ میں فرماتے ہیں کہ مجھے ظاہری علم نہ تھا لیکن واردات غیبی کے سبب باطن کی فتوحات اس قدر تھیں کہ کئی دفتر درکار ہیں۔ ابھی آپ سن بلوغت کو نہ پہنچے تھے کہ ایک روز آپ پرگنہ شور کوٹ (ضلع ملتان) میں کھڑے تھے کہ اچانک ایک صاحب نور با رعب سوار نمودار ہوا جس نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے پیچھے بٹھالیا۔ آپ ڈرے اور پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ انہوں نے پہلے توجہ دی اور پھر فرمایا علی بن ابی طالب ہوں اور تمہیں حسب الارشاد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور لئے جاتا ہوں۔ اسی وقت حاضر مجلس کر دیا۔ وہاں حضرت صدیق اکبر، حضرت فاروق اعظم اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین بھی مع حضرات حسنین اور حضرت خاتون جنت موجود تھے۔ حضرت صدیق اکبر نے سب سے پہلے آپ سے ملاقات کی اور توجہ فرما کر مجلس سے تشریف لے گئے۔ اسی طرح حضرت فاروق اعظم اور حضرت عثمان غنی نے کیا۔ اب مجلس میں صرف

حضرات اہل بیت علیہم الصلوٰۃ رہ گئے۔ پھر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں دست مبارک میری جانب بڑھا کر فرمایا۔ میرے ہاتھ پکڑو۔ اور مجھے دونوں مبارک ہاتھوں سے بیعت و تلقین فرمائی۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تلقین فرمایا تو درجات و مقامات کا کوئی حجاب نہ رہا۔ جب میں تلقین سے مشرف ہوا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ جو میرا پہلا وسیلہ اور اکمل ہادی تھے پھر ان کے سپرد کر دیا گیا۔ حضرت خاتون جنت فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھے فرمایا کہ تو میرا فرزند ہے۔ پھر میں نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے قدم مبارک چومے اور اپنے کانوں میں غلامی کا حلقہ پہنا۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلقین کے بعد فرمایا کہ خلق خدا سے محبت کرنا۔ اس طرح دن بدن بلکہ ہر گھڑی تمہارے درجات بلند ہوں گے۔ بعدہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حضرت محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے سپرد کیا۔ حضرت پیران پیرؒ نے سرفرازی کے بعد مجھے خلقت کے ارشاد و تلقین کا حکم دیا۔ (مناقب سلطانی یعنی حضرت سلطان باہوؒ کی مکمل سوانح عمری صفحہ 18)

حضرت سلطان باہوؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ اس فقیر کو باطن میں ہاتھ سے پکڑ کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں لے گئے۔ آپ اس فقیر کو دیکھ کر بے حد خوش ہوئے اور فرمایا ”خذ یدہ“ (یعنی میرا ہاتھ پکڑ) چنانچہ آپ نے مجھے دست بیعت عطا فرمایا اور تعلیم و تلقین فرمائی اور حکم فرمایا کہ اے باہو! خلق خدا کی باطن میں امداد کر۔ بعد ازاں آپ نے مجھے پیران پیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے حوالہ کر کے فرمایا کہ یہ فقیر ہمارا نوری و حضوری فرزند ہے۔ اس کو آپ بھی باطنی تلقین اور ارشاد فرمائیں۔ چنانچہ حضرت پیران پیرؒ نے بھی مجھے باطنی فیض سے مالا مال فرمایا۔ غرض پنجاب کے ان مشہور بزرگ حضرت

سلطان باہو کو دست بیعت اسی طریقہ پر باطن میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوئی اور حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی نے آپ کو تعلیم و تلقین باطنی فرمائی ("حق نما" اردو ترجمہ نور الہدیٰ از حضرت سلطان باہو)

86- مولانا عبدالرحمن صفوری شافعی نزیہہ المجالس (اردو ترجمہ خیر الموائس) میں فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بائیں طور خواب میں دیکھا کہ میں آپ پر قرآن مجید کی طرح جلدی جلدی درود شریف پڑھ رہا ہوں اور آپ میری جانب دیکھتے اور مسکراتے جاتے ہیں۔ (خیر الموائس جلد دوم صفحہ 185)

87- ابوبکر بن عثیم یحییٰ بن ایوب المقدسی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ امام احمد حنبل اور احمد بن ابی داؤد رحمہما اللہ دونوں کے حلقہ کے بیچ میں ہیں اور یہ آیت پڑھتے ہیں **اولئک الذین آیتنا ہم الکتاب والحکمہ والنبوۃ فان یکفربہا ہولاء** (سورہ انعام آیت 89) اور **ہولاء** سے اشارہ ابن داؤد کے حلقہ کی طرف کرتے ہیں اور اس کے بعد **"فقد وکلنا بہا قوما" لیسوبہا بکفرین** (سورہ انعام آیت 89) پڑھتے ہیں اور اشارہ احمد حنبل کے حلقہ کی طرف کرتے ہیں (کتاب التاریخ ابن حجر بحوالہ معجم المصنفین صفحہ 619 تا 620)

88- حافظ ابوطاہر نے بسند خود حسن بن محمد بن ابراہیم ازدی سے روایت کی ہے کہ حسن بن محمد نے مجھ سے فرمایا کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے فرمایا **"من اراد ان یتمسک بالسنن فالیقراء سنن ابی داؤد** (جو شخص میری سنت پکڑنا چاہے اس کو سنن ابوداؤد پڑھنا چاہئے)۔ (بستان المحدثین صفحہ 182 تا 183) (صفحہ 29 سنن ابوداؤد شریف مترجمہ اردو جلد اول ترجمہ حضرت علامہ وحید الزماں۔ قرآن محل۔ مقابل مولوی



مسافر خانہ۔ کراچی) بعض جگہ یہ نام حسن بن محمد رازی تحریر ہے۔

89- نواب صدیق حسن خان قنویؒ مشہور عالم اور مسلک اہل حدیث تھے۔ کسی نے خواب دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے ہیں اور یہ سمجھے کہ نواب صاحب کا اس امت میں نہایت بلند مرتبہ ہے۔ مگر معبر نے یہ تعبیر دی کہ نواب صاحب کا انتقال ہو گیا ہے اور یہی ہوا۔ تھوڑی دیر بعد خبر آگئی کہ نواب صاحب کا وصال ہو گیا۔ یہ تعبیر اس لئے دی گئی کیونکہ نبی کسی امتی کی اقتداء میں نماز نہیں پڑھتا البتہ یہ بات اس کے جنازے کی صورت میں ممکن ہے۔

حضرت قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند۔ (یوپی۔ بھارت) نے مجھے یہ خواب بتایا تھا۔

90- ”روفت الافکار“ میں ذکر ہے کہ وہب بن نبیہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک گونگی لونڈی خریدی۔ کچھ عرصہ بعد ایک دن وہ بالکل صاف بولنے لگی۔ وجہ پوچھی تو بولی میں نے رات کو خواب میں دیکھا کہ تمام دنیا آگ کا ایک انگارہ بن گئی ہے جس میں سے ہو کر جنت کا راستہ معلوم ہوتا تھا۔ اتنے میں دیکھتی ہوں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس راستہ سے گذر رہے ہیں اور آپ کے پیچھے پیچھے یہودی چلے جا رہے ہیں۔ جب آپ تھوڑی دور پہنچے تو پیچھے مڑ کر یہودیوں کو دیکھا اور فرمایا کہ میں نے تمہیں حکم دیا تھا کہ تم یہودی ہو جاؤ۔ یہ سن کر وہ فوراً دائیں بائیں گر پڑے۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئے اور آپ کے پیچھے نصاریٰ کا غول تھا۔ آپ نے بھی اسی جگہ پہنچ کر پیچھے مڑ کر دیکھا اور فرمایا میں نے تمہیں حکم دیا تھا کہ تم نصرانی ہو جاؤ۔ یہ بھی اسی طرح دائیں بائیں گر پڑے۔ اس کے بعد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ کے ساتھ آپ کی امت تھی۔ آپ نے ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ میں نے

حکم دیا تھا کہ تم اللہ پر ایمان لاؤ سو تم نے میرے حکم کی تعمیل کی اور ایمان لائے۔ اب تم کچھ خوف نہ کرو اور کسی طرح کا غم نہ کھاؤ بلکہ اس جنت کی خوشی مناؤ جس کا دنیا میں تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ چنانچہ یہ سب لوگ آپ کے پیچھے پیچھے جنت میں داخل ہو گئے لیکن دو عورتوں کے ساتھ میں دوزخ کے کنارہ پر کھڑی رہ گئی۔ اتنے میں دوزخ کے داروغہ کا فرمان پہنچا کہ ان سے دریافت کرو کہ کبھی انہوں نے قرآن پڑھا ہے۔ اس فرشتہ نے آکر ان عورتوں سے کہا کہ کیا تم نے سورہ فاتحہ پڑھی ہے۔ انہوں نے جواب دیا ہاں۔ حکم ہوا تم دونوں جنت میں چلی جاؤ۔ پس یہ دیکھ کر میں جاگ اٹھی اور بالکل صاف بولتی تھی۔ میری زبان میں کسی قسم کی لکنت نہ تھی تو اے میرے آقا آپ مجھے سورہ فاتحہ کی تعلیم دیجئے (خیر الموائس حصہ دوم صفحہ 401 تا 402)

91- ایک بزرگ تین ماہ سے اس قدر سخت بیمار تھے کہ لوگ بس ان کی سانس گنتے تھے۔ اسی حالت میں ان کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم یہ دعاء پڑھو ”اللهم انى اسئلك العفو والعافيه و المعافاة الدائمة فى الدنيا والاخرة“ انہوں نے خواب کے اندر ہی اس دعا کو پڑھا اور جب بیدار ہوئے تو اپنے کو بالکل تندرست پایا (بخیت ذوی الاحلام)

92- ایک بزرگ اکثر مجلس مولود شریف موافق قواعد مقررہ منعقد کیا کرتے تھے۔ ایک رات انہوں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مجلس کی نسبت اور زیادہ تاکید و ترغیب فرما رہے ہیں (اشباع الکلام)

93- ایک بزرگ نے خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ میں کس گروہ کی صحبت اختیار کروں۔ آپ نے فرمایا کہ ان لوگوں کی صحبت اختیار کر جو مہمان ہوتے ہیں اور میزبان نہیں ہوتے۔ مراد اس سے

فقراء ہیں (النفحات)

94- حضرت ابو محمد فارسیؒ بیان فرماتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ کے بعض حسینی سیدوں سے بغض رکھتا تھا کیونکہ وہ خلاف سنت افعال کے مرتکب تھے۔ ایک روز میں روضہ اطہر (علیٰ صاحبہا صلوة و سلاما) کے سامنے سو گیا۔ مجھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپؐ نے فرمایا کیا بات ہے؟ تم میری اولاد سے بغض رکھتے ہو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں انہیں ناپسند نہیں کرتا بلکہ ان کے خلاف سنت عمل مجھے ناپسند ہیں۔ اس پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”کیا یہ فقہی مسئلہ نہیں کہ نافرمان اولاد نسب سے وابستہ رہتی ہے؟“۔ میں نے عرض کیا کہ ایسا ہی ہے یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ اس پر آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ یہ ”نافرمان اولاد ہے“۔ حضرت ابو محمد فارسیؒ فرماتے ہیں کہ جب میں بیدار ہوا تو میرا دل بدل گیا۔ پھر میں ان میں سے جس کسی سے بھی ملتا ان کی بے حد تعظیم و تکریم کرتا۔ (اشرف الموبد صفحہ 97)

95- شیخ موسیٰ بن ماہین زولیؒ کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بہت ہوا کرتی تھی اور آپ کے اکثر افعال حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت ہی سے ہوتے تھے۔ جب لوہے کو ہاتھ لگاتے تو لوبان جیسا نرم ہو جاتا تھا۔ چار مہینہ سے کم عمر کے بچے کو کہتے کہ فلاں سورۃ پڑھ تو وہ بچہ صاف اور شستہ زبان میں اس سورۃ کو پڑھتا اور اسی وقت سے باتیں کرنے لگتا تھا۔ لوگوں نے جب آپ کو لحد میں لٹایا تو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔ (نعمت عظمیٰ حصہ دوم صفحہ 138)

96- ایک عالم نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ علماء و صوفیاء حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہیں۔ علماء نے صوفیاء کی شکایت شروع کی کہ ان لوگوں نے مسئلہ وحدت الوجود شائع کیا اور اس سے شرع میں خلل پیدا ہوا۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صوفیاء کو بوجہ غلبہ محبت معذور سمجھ کر سکوت فرمایا (مشائخ نقشبندیہ مجددیہ صفحہ 289)

97- ایک صاحب کو انار کی خواہش میں تیس سال گذر گئے اور نہ کھایا۔ اس کے بعد خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا ”ان نفسک علیک حقا“ (تیرے نفس کا بھی تجھ پر حق ہے)۔ صبح اٹھے انار کھایا۔ اب نفس نے دودھ کی خواہش کی۔ فرمایا 30 برس خواہش کر پھر شاید حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں اور حکم دیں۔ اس سے بہتر تو یہ ہے کہ صبر کر۔ فوراً ”خواہش دور ہو گئی (ملفوظات حصہ اول اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی صفحہ 118)

98- سید بہاؤ الدین ”فرزند سید نصیر الدین علوی“ کے اور بھائی سید وجیہ الدین کے تھے۔ نہایت صالح اور عاقل۔ ایک رات حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ اپنے دست مبارک سے ان کے چہرہ پر عطر مل رہے ہیں۔ صبح ہوئی تو اس کا اثر ظاہر تھا۔ زمانہ رحلت تک چہرہ خوشبو سے معطر رہا۔ بعمر 27 برس رحلت فرمائی تو خوشبو بھی جاتی رہی۔ قبر احمد آباد (بھارت) میں ہے (تواریخ الاولیاء حصہ دوم صفحہ 760)

سید وجیہ الدین گجراتی مشرقی گجرات (بھارت) میں شہر جانپانیر میں پیدا ہوئے۔ تمام عمر احمد آباد میں درس و تدریس میں گذری۔ 999ھ یکم صفروصال فرمایا اور احمد آباد میں اپنے مدرسہ کے صحن میں دفن ہوئے۔ جید عالم اور ولی صفت بزرگ تھے۔ گھر اور مسجد کے باہر قدم نہ رکھتے تھے۔ فرمایا کسی شخص کی سو باتوں میں سے ایک بھی اسلام کی ہو تو اس کو مسلمان سمجھو اور کسی کلمہ گو اہل قبلہ کو کافر مت کہو۔ شیخ محمد غوث گوالیاری شطاری نے اپنے ایک رسالہ میں جب اپنی معراج کا دعویٰ کیا تو شیخ علی متقی نے اس پر اعتراض کیا اور غوث صاحب کی بعض کتابوں کی بناء پر ان کے خلاف کفر کا فتویٰ دیا۔ اکبر بادشاہ نے یہ فتویٰ سید وجیہ الدین گجراتی کے پاس بھیجا۔ آپ

نے اس پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا اور اس تکفیر کی سخت مخالفت کی بلکہ ایک رسالہ بھی لکھا جس میں ابتدائی فقہی کتابوں سے مسئلہ تکفیر پر روشنی ڈالی۔ پھر احادیث سے سداً سب کو مشروح بیان کیا۔ آخر میں صوفیاء کے احوال پر بحث کی کہ حالت سکر میں وہ جو کچھ کہتے ہیں قابل مواخذہ نہیں ہوتا۔ پھر حضرت گوالیاریؒ کی کتاب ”اوراد غوثیہ“ پر لوگوں نے جو اعتراض کئے ہیں ان کا جواب دیا اور خود سلسلہ شطاریہ میں حضرت غوث گوالیاریؒ کے مرید ہو گئے۔ آپ کی نسبت ارادت تو کسی اور جگہ تھی لیکن شیخ محمد غوث گوالیاریؒ سے کسب فیض کیا۔ غوث صاحبؒ کا وصال 15 رمضان المبارک 970ھ مطابق 1562ء بمقام آگرہ بعمر 80 سال ہوا لیکن گوالیار میں دفن کئے گئے۔ (سفینتہ الاولیاء صفحہ 230) (رود کوثر صفحہ 338 تا 339)

99- شیفۃ رسولؐ اور خدا داد خطیب حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑویؒ اپنے انداز خطابت کے خود موجد تھے۔ آپ کی تقاریر سن کر بہت سے لوگ مقرر اور خطیب بن گئے۔ آپ اہل سنت و الجماعت (بریلوی مسلک) کا بے بدل سرمایہ تھے۔ نہایت کامیاب زندگی گزار کر جب بعمر 55 سال آپ نے انتقال فرمایا تو اس وقت جناب مولانا شاہ احمد نورانی نے فرمایا تھا کہ آج لشکر اہل سنت کا جرنیل ہمارے درمیان سے رخصت ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مولانا اوکاڑویؒ کی وجہ سے جہاں اوکاڑہ کا نام روشن ہو گیا وہاں آپ صفحہ دہر پر ایسے انمٹ نقوش ثبت کر گئے جو عرصہ تک قائم رہیں گے۔ گولی مار کراچی کا نام آپ ہی نے گل بہار رکھا۔ سو لجر بازار کراچی کے علاقہ میں جامع مسجد گلزار حبیب کی بنیاد رکھی۔ وہیں جمعہ کی خطابت شروع کی۔ گلزار حبیب ٹرسٹ قائم کیا اور آخر کار اسی شاندار مسجد کے احاطے میں ابدی نیند جا سوئے۔ صرف علماء اور عوام ہی میں آپ مقبول نہ تھے خود بارگاہ رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) سے آپ کو سند مقبولیت مل چکی تھی۔ خواب میں آپ کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بابرکت کا شرف حاصل ہوا جس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

نے آپ کو اپنی معیت اور خوشنودی کا مژدہ جاں فزا سنایا تھا۔ مولانا وعدہ کے بہت پکے تھے۔ تبلیغ اسلام میں کبھی جسمانی آزار کی وجہ سے کوتاہی نہ کی۔ فرمایا کرتے تھے میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کے لئے جو تکالیف برداشت کیں اس کا عشر عشر بھی ہمیں نہیں پہنچا۔ ہمیں تو پھولوں کے ہار اور نعروں کی گونج میں تبلیغ دین کا موقع میسر آیا جبکہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے سنگ باری، دشنام طرازی، بھوک پیاس اور گوناگوں تکالیف کے درمیان جان ہتھیلی پر رکھ کر تبلیغ دین کا مقدس فریضہ ادا فرمایا۔ آپ نے کئی کتابیں بھی تحریر فرمائیں جن میں ”الذکر الجمیل فی حلیتہ الحیب الخلیل“ بہت مقبول ہے۔ ہر سال ماہ رجب کے تیسرے جمعہ کو آپ کا عرس منایا جاتا ہے۔

100- ایک تاجر بیان کرتا ہے کہ اہل بیتؑ کا ایک شخص میرے پاس آیا اور کچھ مال مجھ سے طلب کر کے کہا کہ یہ رقم ہمارے دادا (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام لکھ لو میں نے ایسا ہی کیا۔ یہ مذکور سن کر اہل بیتؑ کا ہر ایک شخص میرے پاس آکر یہی کہتا ہے کہ اس قدر مال ہمیں دے دو اور ہمارے دادا (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام لکھ لو۔ اتفاق سے میں مفلس اور فقیر ہو گیا۔ ایک دن حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپؐ مجھ سے مخاطب ہو کر ارشاد فرما رہے ہیں کہ اے شخص اگر تو نے یہ معاملہ مجھ سے دنیا کے لئے کیا ہے تو میں تجھے تیرا قرضہ کافی طور پر پورا کئے دیتا ہوں اور اگر آخرت کے لئے کیا ہے تو میں بہتر تاوان دینے والا ہوں۔ یہ شخص جب نیند سے بیدار ہوا تو خوف کے مارے تھر تھر کانپ رہا تھا۔ ایک عرصہ کے بعد اس کا انتقال ہو گیا تو کسی نے اس کو خواب میں دیکھ کر دریافت کیا کہ اللہ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ اس نے کہا جس شخص نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی قسم کا معاملہ کیا وہ دائمی نعمت کو پہنچا (خیر الموائس جلد دوم صفحہ 394)

101- ابوبکر ابن المقرئ فرماتے ہیں کہ میں امام طبرانی اور ابو الشیخ حرم نبوی (علیٰ صاحبہا صلوة و سلاما) میں مقیم تھے کہ ہمارے پاس نفقہ ختم ہو گیا اور کئی روز فاقہ میں گذر گئے۔ آخر ایک رات عشاء کے بعد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر درخواست کی اور واپس آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک شخص سادات علویہ سے آیا اور اس نے دو بھرے تھیلے ہم کو دیئے جن میں سے ہم نے سیر ہو کر کھایا اور جو باقی رہ گیا خیال تھا کہ وہ واپس لے جائے گا۔ لیکن اس نے واپس لے جانے سے انکار کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں تمہارے پاس یہ رزق پہنچا دوں (وفاء الوفا) (علامہ نور الدین سمہودی نے 911ھ میں مدینہ طیبہ کے حالات پر مفصل و محققانہ تبصرہ فرمایا ہے جن کی تصویب اور توثیق میں خاتم المحدثین حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری دیوبندی قدس سرہ نے کئی واقعات نقل فرمائے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے)

102- حضرت خواجہ حافظ سید محمد جمال اللہ ابھی بچے تھے کہ خواب میں امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے آپ کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا۔ بچپن ہی سے حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی آپ کی روحانی تربیت کرتے رہے۔ آپ حضرت خواجہ سید قطب الدین شاہ کے مرید خاص تھے۔ بارہ برس اپنے شیخ کی خدمت کی اور پھر ان کے ہمراہ حج بیت اللہ کو گئے جہاں حضرت شیخ کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ حافظ سید جمال اللہ کو خرقہ خلافت پہنا کر ہندوستان واپس بھیج دو۔ وہاں ان کے فیض سے ہزاروں کو فائدہ ہوگا۔ پس آپ رام پور آ کر مقیم ہو گئے اور بے شمار لوگوں کو آپ کی ذات سے فیض پہنچا (جمال نقشبند از صلاح الدین نقشبندی مجددی بی۔ اے صفحہ 204)

103- جمال الدین مرشدی اور شہاب الدین نورانی سے بعض اولاد تیمور لنگ نے



بیان کیا کہ جب تیمور لنگ بیمار ہوا تو ایک مرتبہ دفعتاً اس پر سختی ہوئی۔ تمام چہرہ سیاہ ہو گیا۔ بدن کا رنگ متغیر ہو گیا۔ بعد ایک گھڑی افاقہ ہوا۔ لوگوں نے حال دریافت کیا۔ تیمور نے کہا کہ اس وقت عذاب کے فرشتے میرے پاس آئے تھے۔ اتنے ہی میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرشتوں سے فرمایا کہ چلے جاؤ۔ یہ شخص میری اولاد سے محبت رکھتا ہے اور ان کے ساتھ سلوک کرتا ہے۔ یہ سنتے ہی وہ فرشتے چلے گئے اور میں اپنی اصلی حالت پر آ گیا (الصواعق)

104- بعض صالحین نے خواب میں دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہی تیمور لنگ بیٹھا ہوا ہے۔ انہوں نے تیمور لنگ کو جھڑکا اور کہا او دشمن خدا تیری یہ مجال کہ تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب بیٹھے اور ارادہ کیا کہ اس کا ہاتھ پکڑ کر نکال دیں۔ اتنے ہی میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رہنے دو یہ شخص میری اولاد سے محبت رکھتا ہے۔ (الصواعق) (النور المنفی)

105- ایک بی بی نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور بہت دیر تک ہم کلام رہیں۔ آخر کو عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں آپ کی جدائی نہیں چاہتی۔ آپ نے تھوڑی سے مٹی دیوار قبلہ سے لی اور بائیں دست مبارک پر رکھی۔ بعدہ اپنے دست مبارک سے زمین کھودی۔ اس سے ایک چشمہ ظاہر ہوا۔ آپ نے پانی سے مٹی کو سان کر اس بی بی کی تسبیح میں لگا دیا اور پھر اس کو اپنے جسم مبارک پر رکھا اس طرح کہ ایک کنارہ سینہ مبارک پر اور دوسرا کنارہ چہرہ انور پر رہا۔ بعدہ وہ تسبیح اس بی بی کو عطا فرمادی اور فرمایا کہ اگر تم میرا فراق نہیں چاہتی تو اس سبب (تسبیح) سے مفارقت نہ کرنا۔ یہ بی بی کہتی ہیں جب میں بیدار ہوئی تو میری تسبیح پر مٹی لیس ہوئی تھی (النزعت)

106- حمزہ بن عبدالمجید فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور کہا قربان جائیں میرے ماں باپ آپ پر۔ ہم کو یہ بات پہنچی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب کوئی حدیث کوئی شخص سنے اور اس میں ثواب کی بات ہو اور وہ عمل کرے یا امید ثواب تو اللہ تعالیٰ اس کو ثواب عطا فرماتا ہے اگرچہ وہ حدیث فی نفسہ باطل ہو۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا کہ اللہ کی قسم یہ میرا قول ہے اور میں نے کہا ہے (اللالی المصوعۃ)

107- دمشق کا ایک شخص کہتا ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا گویا کہ میں ”مغارة الدم“ میں ہوں۔ اچانک طور پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے ہابیل وہاں تشریف لائے۔ میں نے ہابیل سے کہا ”میں تمہیں بے نیاز اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں اور تمہارے بزرگ والد اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ یہی تمہارے خون کا موضع ہے۔“ فرمایا۔ ”ہاں اللہ واحد و بے نیاز کی قسم یہی وہ جگہ ہے جس پر میرا خون بہایا گیا۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تھی کہ اس کو ہر نبی اور صدیق اور مومن کے لئے فریاد کرنے کا محل مقرر کر دے کہ یہاں آکر استغاثہ پیش کریں اور داد رسی چاہیں۔ سو اللہ تعالیٰ نے میری یہ دعا قبول فرمائی۔“ اس پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ نے اکرام و احسان کی رو سے کیا۔ میں اور میرے دونوں مصاحب اور ہابیل ہر جمعرات کو یہاں آتے ہیں اور نماز پڑھ کر چلے جاتے ہیں (خیر الموائس جلد دوم صفحہ 139)

108- ”شرح منہاج“ میں تحریر ہے کہ ایک نفیس شخص نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ آپ کے نزدیک کونسا درود زیادہ پیارا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا ”اللہم صلی علی محمد بن النبی ملات قلبہ من جلالک و عینہ من جمالك و اذنه من لذین خطابک“ پڑھا

کرو (خیر الموائس جلد دوم صفحہ 185)

109- شیخ علی بن وہبؒ فرماتے ہیں کہ سات سال کی عمر میں میں نے قرآن مجید حفظ کیا۔ بعدہ علم میں مشغول ہوا۔ ایک مسجد میں جو جنگل کے باہر واقع تھی عبادت کیا کرتا تھا۔ ایک شب وہیں سوتا تھا کہ میں نے خلیفہ اول امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیقؓ کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا اے علی! مجھے حکم ہوا ہے کہ تم کو یہ ٹوپی پہناؤں اور پھر اپنی آستین سے ایک ٹوپی نکال کر میرے سر پر رکھ دی۔ اس کے چند دن بعد حضرت خضر علیہ السلام میرے پاس آئے اور فرمایا اے علی! تم یہاں سے نکل کر لوگوں کے پاس جاؤ تاکہ ان کو تم سے فائدہ پہنچے۔ مگر میں اپنے کام میں استقلال سے لگا رہا۔ بعدہ میں نے پھر سیدنا صدیق اکبرؓ کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے بھی مجھ سے وہی فرمایا جو حضرت خضر علیہ السلام فرما چکے تھے۔ یہ سن کر میں بیدار ہوا اور اپنے معاملہ میں ثابت قدم رہا۔ تب تیسری شب میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے مجھ سے وہی ارشاد فرمایا جو حضرت صدیق عتیقؓ فرما چکے تھے۔ اس پر میں نے بیدار ہونے کے بعد باہر نکلنے کا ارادہ کر لیا اور اسی رات کے آخری حصہ میں میں نے خواب میں حق تعالیٰ جل شانہ کو دیکھا۔ مجھ سے ارشاد ہوا کہ اے میرے بندے میں نے تجھے اپنی زمین میں اپنا برگزیدہ بنایا اور تیرے تمام احوال میں میں نے اپنی ایک روح کے ذریعہ سے مدد دی اور تجھے میں نے اپنی مخلوق کے لئے رحمت بنایا۔ پس نکل کر ان کی طرف جا اور میں نے اپنی جو حکمتیں تجھے تعلیم کی ہیں ان کے ذریعہ ان پر حکمرانی کر اور میں نے اپنی جن نشانیوں سے تجھے مدد دی ہے ان کو ان پر ظاہر کر۔ چنانچہ بیدار ہو کر جب نکلا اور لوگوں کے پاس آیا تو ہر جانب سے لوگ میری طرف دوڑے (نعمت عظمیٰ حصہ دوم صفحہ 134 تا 135)

ایک شخص نے حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ سے پوچھا کہ حدیث صحیح میں

marfat.com

Marfat.com

ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر خضر (علیہ السلام) زندہ ہوتے تو مجھ سے ملاقات کرتے۔ جواب میں حضرت مخدومؒ نے فرمایا کہ اس حدیث کو میں نے دو طریق سے سنا ہے: ایک وجہ تو یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے یہ حدیث پاک ملاقات سے پہلے فرمائی تھی۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ خضر نام کے ایک صحابیؒ تھے ان کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ولایت اقطاع میں بھیجا تھا۔ کافی عرصہ گذر گیا مگر وہ نہ آئے۔ پس حضور اقدس صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ان کی شان میں فرمایا کہ اگر خضر زندہ ہوتے تو میرے پاس آتے۔ یہ دونوں وجوہات میں نے مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ میں سنی ہیں۔ البتہ ہندوستان میں ہرگز کسی سے نہیں سنی (الدر المنظوم فی ترجمہ ملفوظ المخلوم حصہ اول صفحہ 77 تا 78)

حضرت خضر علیہ السلام کے زندہ ہونے کے بارے میں علمائے اسلام کے دو قول ہیں: ایک جماعت اس حدیث پر استدلال کرتی ہے جس کو حضرت امام بخاریؒ وغیرہ نے روایت کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار نماز عشاء پڑھ کر فرمایا کہ آج کی رات جو زمین پر زندہ ہے ایک سو برس کے آخر تک نہ رہے گا لہذا خضر بھی انتقال کر گئے۔ مگر اکثر علماء فرماتے ہیں کہ خضر علیہ السلام زندہ ہیں۔ اور یہ بات آفتاب سے زیادہ روشن ہے کہ آپ مرے نہیں۔ علامہ حافظ امام جلال الدین سیوطیؒ نے ”جمع الجوامع“ میں ملاقات حضرت فاروق اعظمؓ کی حضرت خضر علیہ السلام سے مفصل بیان کی ہے۔ حضرت شیخ علاؤ الدولہ سمنانیؒ جو بہت بڑے کالمین میں سے ہیں فرماتے ہیں کہ جو شخص حضرت خضر علیہ السلام کے زندہ رہنے کا انکار کرے اس کے لئے سخت تعجب ہے۔ آپ کی حیات اللہ تعالیٰ کی قدرت کی ایک نشانی ہے (انوار العارفین صفحہ 149 تا 150)

خضر کے لقب کی وجہ یہ ہے کہ آپ جہاں بیٹھتے یا نماز پڑھتے ہیں وہاں اگر گھاس خشک ہو تو سر سبز ہو جاتی ہے۔ آپ کا اصلی نام بلیا بن ملکان اور کنیت ابو العباس ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ بنی اسرائیل سے ہیں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ

آپ ایک شہزادے تھے جنہوں نے دنیا ترک کر کے زہد اختیار کیا۔ آپ نے چشمہ حیات میں غسل کیا اور اس کا پانی پیا۔ ہر سال حج میں شرکت فرماتے ہیں۔ حضرت خضر اور حضرت الیاس علیہما السلام زندہ ہیں اور اس دن وفات پائیں گے جس دن قرآن مجید دنیا سے اٹھا لیا جائے گا (خازن) خواجہ میر درد کو خضر کے جینے سے بہت چڑ ہے۔ فرماتے ہیں۔

آجائے ایسے جینے سے اپنا توجی بتنگ آخر جئے گا کب تلک اے خضر مر کہیں ذوالقرنین کا نام اسکندر ہے۔ یہ حضرت خضر کے خالہ زاد بھائی تھے۔ انہوں نے اسکندریہ بنایا اور اپنے نام پر اس کا نام رکھا جبکہ خضر ان کے وزیر اور صاحب لوا تھے۔ ان کی نبوت میں اختلاف ہے۔ سکندر مقدونی جو انگریزی میں (الیکزنڈر دی گریٹ) کہلاتا ہے ہرگز ذوالقرنین نہیں۔ قفقاز یا جبل قوقا یا جبل قاف (کاکیشیا) کے بہت بلند حصوں پر پہاڑوں کے آخری کناروں پر دو پہاڑوں کے درمیانی درہ دانیال پر جو سد واقع ہے یہی سد ذوالقرنین ہے۔ اسی کو بخاری ہند علامہ انور شاہ اندرابی کشمیری دیوبندی اور مولانا ابوالکلام آزاد وغیرہ نے درست مانا ہے۔ اس سد (دیوار) نے اس درہ کو بند کر دیا ہے جہاں سے ہو کر یاجوج و ماجوج اس جانب کے بسنے والوں کو تنگ کیا کرتے تھے۔ یہ لوہے کے ٹکڑوں سے جن میں تانبہ پگھلا کر شامل کیا گیا ہے بنائی گئی ہے۔ قرآن پاک کی بتائی ہوئی یہ دونوں صفات اس میں موجود ہیں۔ سد ذوالقرنین کو فارسی میں ”درہ آہنی“ اور ترکی میں ”وامرکیو“ کہتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں فتنہ دجال ختم ہوگا اور اس کے کچھ عرصہ بعد خروج یاجوج و ماجوج ہوگا۔ کاکیشیا سے تبت اور چین تک کے تمام ساحلی اور پہاڑی علاقوں میں ان ہی وحشی قبائل کا مسکن ہے۔ یہی وحشی وقت موعود پر بے شمار تعداد میں نکل کر دنیا کو تاراج کرنے کے لئے پھیل جائیں گے۔ سد ذوالقرنین گر جائے گی یا یہ گرا کر نکل آئیں گے۔ دنیا کو مغلوب کر کے آسمان پر تیر پھینکیں گے کہ اللہ تعالیٰ سے جنگ کر کے اسے بھی مغلوب کریں تو تیر خون آلود واپس آئیں گے۔ پھر ان کی گردنوں میں گلٹیاں نکل

آئیں گی اور یہ سب مرجائیں گے۔ اسنوین یعنی برفانی آدمی جو اب تک معمہ بنا ہوا ہے عین ممکن ہے یا جوج و ماجوج کا نمائندہ ہو۔ ہمالیہ پہاڑ کا سلسلہ جو صدہا میل میں پھیلا ہوا ہے ان پہاڑوں کے نیچے اور ان کے درمیان یا جوج و ماجوج آباد ہوں کیونکہ ایک روایت سے ثابت ہے کہ یہ پہاڑوں کو چاٹ کر مثل گٹھلی کے مختصر کر دیتے ہیں۔ ہمہ خور ہیں۔ سب کچھ کھا جاتے ہیں۔ (تفصیلات کے واسطے دیکھئے میری کتاب ”جنگ آرہی ہے“ صفحہ 127 تا 131)

دنیا میں چار بادشاہ ایسے ہوئے ہیں جن کی تمام دنیا پر حکمرانی تھی۔ دو مومن یعنی حضرت ذوالقرنین جنہوں نے سد ذوالقرنین تعمیر فرمائی تھی اور حضرت سلیمان علیہ السلام اور دو کافر یعنی نمرود اور بخت نصر اور عنقریب ایک پانچویں بادشاہ اس امت سے ہونے والے ہیں جن کا اسم مبارک حضرت مہدی علیہ الرضوان ہوگا اور جن کی حکومت تمام روئے زمین پر ہوگی (قصص القرآن جلد چہارم تالیف مولانا محمد حفظ الرحمن سیوہاروی۔ رفیق ندوۃ المصنفین دہلی)

110- ابو محمد عبداللہ بن احمد ابن معلوم قاضی فاس جو بلغی مزاج تھے ایک دعوت میں بلائے گئے۔ ان کے خسر ابوالعباس بن اشقر نے ان کے مزاج کے لحاظ سے ان کے سامنے ایک بڑا پیالہ رکھا جس میں ایک خاص کھانا ”زری“ کے طرز پر پکایا گیا تھا۔ یہ ڈرے کہ کہیں ان کی ریاء کے ساتھ تعریف نہ کی ہو اور ابن اشقر لوگوں کی غیبت اور عیب جوئی کے لئے مشہور تھے۔ قاضی نے انہیں مقروض کا پیالہ دیا تو لوگ ان کی ذہانت سے بہت محفوظ ہوئے اور اپنے استاد ابو محمد عبداللہ بن عبدالواحد الجصاصی کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ میں قیسمہ ابو عبداللہ واسطی کے ساتھ ان کے پاس عید کے دن گیا۔ انہوں نے کچھ ماکولات پیش کئے۔ میں نے عرض کیا کہ اگر جناب بھی ساتھ تناول فرماتے تو ہم اس حدیث کے مستحق ہوتے جو اس بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کی جاتی ہے ”من اکل مع مغفورلہ غفرلہ“ (جو ایک معصوم اور بے گناہ انسان

کے ساتھ کھائے گا اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ فرمایا کہ میں سیدی ابو عبد اللہ فاسی کے یہاں اسکندریہ میں حاضر ہوا اور انہوں نے کھانا پیش کیا۔ میں نے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا کہ میرے دل میں اس حدیث کی بابت کچھ شک ہوا تو مجھے خواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ دریافت کرنے پر آپ نے فرمایا کہ میں نے یہ نہیں کہا لیکن امید ہے کہ ایسا ہی ہو۔ پھر میں نے ان سے مصافحہ کیا اس مناسبت سے کہ انہوں نے شیخ عبد اللہ زیاں اور انہوں نے ابو سعید بن عثمان بن عطیہ سعیدی اور انہوں نے ابوالعباس احمد الملتئم اور انہوں نے معمر سے اور انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم سے مصافحہ کیا تھا۔ (الاحاطہ فی اخبار غرناطہ حصہ اول تالیف الوزير محمد لسان الدین بن الخطیب ترجمہ مولوی سید احمد اللہ ندوی صفحہ 213 تا 214)

111- ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت شیخ ابو محمد شبکی کی خدمت میں آ کر عرض کیا کہ آپ بارگاہ الہی سے میرا حال دریافت کر دیں۔ آپ نے تھوڑی دیر مراقبہ کیا اور پھر فرمایا کہ مجھ سے تمہاری بابت کہا گیا ہے ”نعم العبدانہ اواب“ (یہ ہمارا کیا ہی اچھا بندہ ہے جو ہر حال میں ہماری طرف رجوع کرتا ہے) پھر فرمایا کہ آج شب تم کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کی زیارت ہو گی۔ آپ بھی تمہیں اس بات کی بشارت دیں گے۔ چنانچہ یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوئے اور آپ نے بھی ان سے فرمایا کہ شیخ نے تم سے سچ کہا ہے۔ بے شک تمہاری نسبت یہی کہا گیا ہے (سیرت غوث اعظم از مولوی داؤد صاحب صفحہ 284)

112- ابو محمد اشبیلی فرماتے ہیں کہ غرناطہ کا ایک شخص اس قدر بیمار ہوا کہ اطباء نے علاج سے جواب دے دیا۔ زندگی سے مایوسی ہو گئی۔ وزیر ابو عبد اللہ محمد بن ابی ضال نے ایک خط حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کی خدمت



میں لکھا۔ اس میں چند اشعار بھی لکھے جو علامہ سمہودی کی مشہور کتاب ”وفا الوفاء“ میں مذکور ہیں۔ وہ خط حجاج کے قافلے میں سے ایک شخص کو دے دیا۔ اس میں بیماری سے صحت کی درخواست تھی۔ وہ قافلہ جب مدینہ پہنچا اور وہ خط روضہ اطہر (علیٰ صاحبہ صلوٰۃ و سلاما) پر پڑھا گیا اسی وقت وہ بیمار اچھا ہو گیا۔ جب وہ شخص جس کے ہاتھ خط گیا تھا حج سے واپس آیا تو اس نے دیکھا کہ وہ بیمار ایسا تھا گویا کبھی بیمار ہوا ہی نہ تھا (وفاء الوفا) (فضائل حج صفحہ 236)

113- شیخ عبدالسلام بن ابی القاسم صفلی فرماتے ہیں کہ مجھ سے ایک شخص نے بیان کیا کہ میں مدینہ منورہ میں حاضر تھا۔ میرے پاس کھانے کی کوئی چیز نہ تھی جس کی وجہ سے بہت لاغر ہو گیا تھا۔ میں حجرہ شریف (علیٰ صاحبہ صلوٰۃ و سلاما) پر حاضر ہوا اور عرض کیا اے اولین و آخرین کے سردار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم میں مصر کا رہنے والا ہوں۔ پانچ مہینہ سے خدمت اقدس میں حاضر ہوں۔ اللہ تعالیٰ اور آپ سے سوال کرتا ہوں کہ ایسے شخص کو متعین فرما دیجئے جو میرے کھانے کی خبر لیا کرے یا میرے جانے کا انتظام کر دیجئے۔ پھر میں نے دعائیں مانگیں اور منبر شریف (علیٰ صاحبہ صلوٰۃ و سلاما) کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔ دفعتاً میں نے دیکھا کہ ایک شخص حجرہ شریف کے پاس حاضر ہوئے اور کچھ بول رہے ہیں۔ اس میں اے میرے دادا میرے دادا بھی کہہ رہے ہیں۔ پھر وہ صاحب وہاں سے میرے پاس آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ اٹھو۔ میں ان کے ساتھ اٹھ کر روانہ ہو گیا۔ وہ باب جبریل سے نکلے اور بقیع میں سے گذر کر باہر ایک خیمہ میں مجھے لے گئے جہاں ایک غلام اور ایک باندی تھی۔ ان سے کہا مسمان کے لئے جلد کھانا تیار کرو۔ غرض تھوڑی سی دیر میں گھی چھڑی روٹی اور میحانی کھجوریں جو نہایت اعلیٰ قسم کی بڑی بڑی ہوتی ہیں میرے سامنے رکھ دیں اور کہا کھاؤ۔ میں نے کھایا۔ انہوں نے تقاضہ کیا اور کھاؤ میں نے اور کھایا۔ پھر انہوں نے اور تقاضہ کیا۔ میں نے کہا میرے سردار! میں نے کئی مہینہ سے گیہوں

نہیں کھایا تھا۔ اب اور نہیں کھایا جاتا (جو بچی تھیں قریب دو صاع (7 سیر) کھجوریں ایک زنبیل میں رکھ کر میرا نام دریافت کیا جو میں نے بتا دیا۔ کہنے لگے خدا کی قسم پھر دادا ابا (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کبھی شکایت نہ کرنا۔ آپ کو اس سے بہت تکلیف ہوتی ہے۔ جب تک تمہارے جانے کی صورت نہ نکلے اس وقت تک جب تمہیں ضرورت ہو کھانا وہیں تمہارے پاس پہنچ جایا کرے گا۔ یہ کہہ کر غلام سے کہا کہ زنبیل لے کر ان کے ساتھ جاؤ اور ان کو مع اس زنبیل کے حجرہ شریف (علی صاحبہ صلوٰۃ و سلاما) تک پہنچاؤ۔ میں غلام کے ساتھ چلا۔ بقیع میں پہنچ کر میں نے غلام سے کہا۔ بس میں راستہ پر پہنچ گیا۔ اب تم واپس چلے جاؤ۔ غلام نے کہا واللہ مجھے اس کی قدرت نہیں کہ آپ کو حجرہ شریف (علی صاحبہ صلوٰۃ و سلاما) تک پہنچانے سے پہلے واپس چلا جاؤں۔ کہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم میرے سردار کو اس کی خبر کر دیں۔ اس نے مجھے حجرہ شریف (علی صاحبہ صلوٰۃ و سلاما) تک پہنچایا۔ میں چار دن تک اس زنبیل سے کھاتا رہا۔ جب وہ ختم ہو گئی اور مجھے بھوک معلوم ہوئی تو وہی غلام مجھے اور کھانا دے گیا۔ اسی طرح ہوتا رہا یہاں تک کہ ایک قافلہ ینبوع جانے والا تیار ہو گیا۔ اور میں اس کے ساتھ ینبوع چلا گیا (فضائل حج صفحہ 229 تا 231)

114- صالح مزنی فرماتے ہیں کہ میں نے بحالت خواب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حضور قرآن مجید پڑھا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا ”**صالح هذه القراءة فاین البونے** (یعنی اے صالح یہ تو قرأت ہوئی رونا کہاں ہے) (انوار العارفين صفحہ 824) (طی القراخ الی المنازل البرازخ صفحہ 244) (تویر اللمان صفحہ 95)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا جب قرآن مجید پڑھو تو روؤ اور اگر رونہ سکو تو رونی صورت ہی بنا لو۔

115- حضرت شیخ ابوبکر حواری بطائیؒ لوٹ مار کے کاروبار سے توبہ کر کے ایسے شیخ طریقت کی تلاش میں نکلے جو نفس کی سرکشی کو مٹا کر اور اس کی خواہشات کو معدوم کر کے اس کی اصلاح کرے اور جو شیطان سے ہٹا کر رحمان سے ملا دے۔ عراق میں اس وقت کوئی ایسا شیخ طریقت نہ تھا۔ آپ اسی جستجو میں تھے کہ ایک شب خواب میں دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم اور حضرت صدیق عتیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما ہیں۔ آپ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ و علی آلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) آپ مجھے خرقہ پہنائیے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے ابن حواری میں تمہارا نبی اور ابوبکر صدیق تمہارے شیخ ہیں۔ تم اپنے ہی ہم نام سے خرقہ پہن لو۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آپ کو ایک چادر اور ایک ٹوپی پہنائی اور آپ کے سر پر اپنا دست مبارک پھیر کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ برکت دے۔ پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم نے فرمایا کہ عراق میں اہل طریقت کی سنت زندہ کر دو گے۔ جب آپ بیدار ہوئے تو وہی چادر جسم پر اور ٹوپی سر پر تھی۔ بس پھر کیا تھا پورے عراق میں چرچا ہو گیا کہ ابن حواری کو مولا کا قرب حاصل ہو گیا۔ چاروں طرف سے خلقت ٹوٹ پڑی اور ہزار ہا مشائخ و اہل سلوک آپ کی صحبت میں رہ کر مستفید ہوئے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو جو دو خرقہ پہنائے (یعنی چادر اور ٹوپی) حضرت ابن حواریؒ نے یہ دونوں حضرت شبنکیؒ کو عطا کئے۔ انہوں نے تاج العارفین ابوالوفاءؒ کو۔ انہوں نے شیخ علی بن حصیؒ کو اور انہوں نے شیخ علی بن ادریسؒ کو۔ اس کے بعد وہ گم ہو گئے۔ (سیرت غوث اعظمؒ از مولوی محمد داؤد صفحہ 277 تا 278)

اللہ تعالیٰ کو ہدایت دیتے دیر نہیں لگتی۔ حضرت ابوبکر حواریؒ پہلے راہزن تھے۔

قافلے لوٹا کرتے تھے۔ ایک بار ایک قافلہ اترا۔ آپ ایک خیمہ کی طرف گئے۔ اس خیمہ میں عورت اپنے شوہر سے کہہ رہی تھی کہ شام قریب ہے اور اس جنگل میں ابوبکر حواری کا دخل ہے۔ ایسا نہ ہو وہ آجائے۔ بس یہ سننا ان کا ہاوی بن گیا۔ خود سے فرمایا ابوبکر تیری یہ حالت ہو گئی کہ خیموں میں عورتیں تک تجھ سے خوف کھاتی ہیں اور تو خدا سے نہیں ڈرتا۔ اسی وقت تائب ہوئے، گھر لوٹ آئے۔ سوئے اور خواب میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت ہوئی..... سلسلہ حواریہ آپ سے شروع ہوا (ملفوظات حصہ چہارم اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی صفحہ 48)

116- ایک درویش نے واقعہ میں دیکھا کہ ایک بڑی شاندار بارگاہ ہے اور حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار اور حضرت خواجہ سید بہاؤ الدین نقشبند اس بارگاہ کے قریب ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ بارگاہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ہے۔ اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ نقشبند اس بارگاہ عرش اشباح میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی زیارت با برکت کے لئے داخل ہوئے اور تھوڑی دیر بعد نہایت بشاشت کے ساتھ واپس ہوئے اور فرمایا کہ مجھ کو یہ مرتبہ دیا گیا ہے کہ جس شخص کی قبر تمہاری قبر سے سو کوس کے فاصلہ پر بھی ہو حکم الہی سے اس کی شفاعت کرو گے۔ اور خواجہ عطار کو ان کی قبر سے 40 فرسنگ تک شفاعت کرنے کا رتبہ دیا گیا ہے اور میرے ادنیٰ دوستوں اور طریقہ کی پیروی کرنے والوں کو ان کی قبور سے ایک ایک فرسنگ تک شفاعت کرنے کا مرتبہ دیا گیا۔ (انوار العارفین صفحہ 515)

117- مولانا شیخ شمس الدین الحنفی کا سلسلہ حضرت صدیق اکبر سے جا ملتا ہے۔ آپ کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے فیض باطنی حاصل تھا۔ سید شریف النعمانی آپ کے خلفاء میں سے تھے۔ فرماتے تھے کہ ایک شب میں

نے اپنے جد امجد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو عالم مثال میں ایک خیمہ نورانی کے اندر جلوہ افروز دیکھا۔ اولیاء کرام میں ایک ایک بزرگ خیمہ میں آتا تھا اور سلام کے بعد ہر ایک اپنے مقام پر دور و نزدیک بیٹھ جاتا تھا۔ اس طرح بہت سے حضرات تشریف لائے۔ یکایک ایک گروہ عظیم خیمہ کے دروازے پر آیا۔ نقیب نے پکارا کہ شیخ محمد الحنفی اور ان کے اصحاب آئے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے دائیں جانب نشست کی اجازت دے دی اور حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اس شخص کو میں بہت دوست رکھتا ہوں مگر اس کا عمامہ ایک طرف سے بانکا ہے۔ اس پر حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ اگر آپ اجازت مرحمت فرمائیں تو یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں اس کا عمامہ درست کر دوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا اچھا تم کو اجازت ہے۔ یہ تمہارے فرزندوں میں سے ہیں۔ تب خلیفہ اول حضرت صدیق اکبرؓ نے اپنا عمامہ شیخ محمد الحنفی کے سر پر رکھا اور ان کے عمامے کو درست کر دیا۔ اور بائیں طرف کا پیچ کھول کر باندھا اور سر پر رکھ دیا۔ جب صبح کو میں نے یہ خواب شیخ کی خدمت میں بیان کیا تو شیخ روئے اور فرمانے لگے کہ مجھے معلوم نہیں کہ کس عمل کے کرنے سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے دوست رکھتے ہیں۔ اگر دوبارہ تم کو اپنے جد امجد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مجلس نصیب ہو تو دریافت کرنا تاکہ اس عمل کو زیادہ کروں۔ الغرض چند روز بعد ایک شب جمعہ پھر مجلس خاص نصیب ہوئی تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) شیخ محمد الحنفی کو کس عمل کی وجہ سے آپ دوست رکھتے ہیں۔ فرمایا وہ خلوت میں قبل غروب شمس اس درود کو اکثر پڑھتا ہے۔ ”اللہم صلی علی محمد النبی وعلی آلہ واصحابہ عبدی ما علمت وزنتہ ما علمت وملا ما علمت“۔

جب یہ بیان میں نے شیخ سے کیا آپ نے فرمایا صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسی روز سے عمامہ کا بیچ بائیں طرف سے ڈھیلا کر کے باندھا اور درود شریف کا ورد زیادہ کر دیا اور اپنے مریدوں کو بھی اس امر میں خاص تاکید فرمائی (تواریخ الاولیاء جلد دوم از امام الدین صفحہ 633 تا 634) آپ صاحب کشف و کرامات بزرگ تھے۔ ابن حجر مکیؒ آپ کے ہم درس تھے۔ شیخ نور الدین تنبویؒ نے دو جلدوں میں آپ کی عمر بھر کی کیفیت لکھی ہے۔ بیت ۷

کلم من رسول اللہ ملتس غرنا من البحر و شفا من الدیم  
(یعنی سب انبیاء اور اولیاء حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و سلم سے فیض ہیں۔ اسی آب رحمت سے کسی کو ایک پیالہ اور کسی کو ایک قطرہ ملا اور بعض کے قلوب میں آب رحمت کی ایک نہر جاری ہو گئی کہ آپ کی تمام امت کو اس سے فیض پہنچا۔ انشاء اللہ آئندہ بھی پہنچتا رہے گا)۔ شیخ الاسلام العینیؒ شارح "کنز الدقائق" اپنی مشہور تصنیف "تاریخ الکبیر" میں تحریر فرماتے ہیں کہ زمانہ صحابہؓ اور تابعینؓ کے بعد کوئی عالم یا عارف ذی قدرت و صاحب رفعت شیخ الحنفیؒ کی مانند سلطنت ظاہری و باطنی کا عمل کرنے والا کم ہوا ہے۔ آپ لباس فاخرہ ملوکانہ زیب تن فرماتے تھے اور سلاطین پر حکم نافذ فرماتے تھے۔ علماء، فضلاء، سلاطین و امراء میں جو بھی آپ کے حضور آتا تو ادب سے دو زانو بیٹھتا تھا۔ حضرت خضرؒ بھی اکثر آپ کی مجلس میں تشریف لاتے تھے۔

118- قبلہ سید اعظم علی شاہؒ ایک مرتبہ اجیر تشریف لے گئے۔ ایک سقہ سے ملاقات ہوئی۔ جذامیوں کی سی اس کی حالت تھی۔ رات دن اضطراب و انتشار میں گذرتے۔ آپ نے اس سے اس پریشانی کی وجہ دریافت فرمائی۔ بولا میں ایک مرتبہ حضرت خواجہ معین الدین بجزی (س ج زی) اجیریؒ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ آپ نے بہ کمال الطاف فرمایا کیا تمنا رکھتا ہے۔ میں نے عرض کیا

درد کا خواستگار ہوں۔ ارشاد ہوا یہ ہمارے اختیار سے باہر بات ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قبضہ کی بات ہے اور مجھے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کی طرف رجوع کرایا اور آپ نے مجھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سپرد فرمایا۔ وہاں سے بھی یہی ارشاد ہوا کہ تو درد کی لیاقت نہیں رکھتا۔ میں نے اصرار کیا۔ آخر عنایت کا دریا جوش میں آیا اور حالت درد مجھ پر وارد ہوئی۔ اب کیا بیان کروں کہ کیا میری حالت ہے۔ کسی وقت اضطراب و الہتاب سے نجات نہیں اور ظاہری جسم کی یہ حالت ہے جو آپ کے سامنے ہے۔ حضرت سید اعظم علی شاہ فرماتے ہیں کہ کوہ کے سامنے کاہ کی کچھ اصل نہیں۔ اگرچہ درد کی حالت نصیب ہوئی مگر لطف زیست نہ رہا اس لئے طالب کو اپنی مرضی کے موافق اصرار اچھا نہیں۔ جو کچھ مبداء فیض سے پہنچے وہی خوب ہے (ریاض الفقر معروف بہ "دفتر حقیقت" دوسرا گلزار صفحہ 164)

119- ایک دن ایک مجوسی نے عمدہ کھانے پکائے۔ اس کے پڑوس میں ایک سید زادہ رہتا تھا۔ سید زادہ کی بیٹی نے کھانے کی خوشبو سونگھ کر کہا کہ اس مجوسی نے ہم کو ازیت دی۔ مجوسی نے بیٹی کی بات سن کر سید زادہ کے گھر تھوڑا سا کھانا بھیج دیا جسے دیکھ کر اس بیٹی نے کہا اللہ تعالیٰ اس مجوسی کا حشر میرے نانا کے ساتھ کرے۔ اسی رات ایک صالح مرد نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ اس سے فرما رہے ہیں کہ تو اس مجوسی سے جا کر کہہ دے کہ اس بیٹی کی دعاء تیرے حق میں قبول ہوئی۔ اس شخص نے جب مجوسی کو جا کر اس واقعہ کی خبر کی تو اس نے بلا تامل کہا **اشھدان لا الہ الا اللہ واشھدان محمد رسول اللہ اور مسلمان ہو گیا۔** (خیر الموائس جلد دوم صفحہ 394)

120- محمد الکرودی الخلقوی الشافعیؒ نزیل مصر اکابر اولیاء عارفین سے تھے۔ آپ کی



ایک کرامت یہ تھی کہ جس وقت چاہتے تھے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و  
 علیٰ آلہ وسلم کی زیارت کر لیتے تھے۔ (انوار المحسنین حصہ اول صفحہ 64 در  
 مطبع اشرف المطابع، تھانہ بھون، بھارت)

121- محمد ابن المنکدر فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے میرے والد کے پاس 80  
 اشرفیاں امانت رکھیں اور یہ کہہ کر جہاد پر چلا گیا کہ اگر ضرورت پڑے تو خرچ  
 کر لینا۔ میں واپس آ کر لے لوں گا۔ اس کے جانے کے بعد مدینہ منورہ میں تنگی  
 پیش آئی اور والد نے وہ رقم خرچ کر ڈالی۔ جب وہ واپس آ گیا تو اپنی رقم طلب  
 کی۔ والد نے دوسرے دن کا وعدہ کر لیا اور رات روضہ اطہر (علیٰ صاحبہ صلوٰۃ)  
 پر حاضر ہو کر عاجزی سے دعا کی۔ کبھی روضہ اطہر اور کبھی ممبر شریف  
 سے متصل دعا کرتے۔ تمام رات اسی طرح گذر گئی۔ صبح صادق کے وقت روضہ  
 اطہر (علیٰ صاحبہ صلوٰۃ و سلاما) کے پاس دعا کر رہے تھے کہ اندھیرے میں ایک  
 شخص کی آواز سنی وہ کہہ رہے تھے ”ابو محمد یہ لے لو“۔ میرے والد صاحب نے  
 ہاتھ بڑھایا تو انہوں نے ایک تھیلی جس میں 80 اشرفیاں تھیں دے دی (وفاء  
 الوفا) (فضائل حج صفحہ 226 تا 227)

122- حکایت ہے کہ کسی فقیر پر تجلی ملکوت وارد ہوئی اور اس نے چھ برس تک نہ  
 کچھ کھایا نہ پیا۔ بعدہ وہ حج بیت اللہ کے لئے گیا۔ حج سے فارغ ہو کر مدینہ  
 منورہ پہنچا۔ اس کا مرشد بھی وہاں موجود تھا۔ اس کے مرشد کو حضور اقدس صلی  
 اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کا حکم ہوا کہ اپنے مرید سے کہہ کہ وہ ہماری سنت کی  
 پیروی کرے اور رزق کھائے ورنہ وہ رد کر دیا جائے گا۔ چنانچہ مرشد نے مرید کو  
 اس حکم کی اطلاع دی۔ اس نے فوراً حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ  
 وسلم کے حکم کی تعمیل کی اور کھانا کھالیا۔ پھر آپ نے فرمایا اگر یہ نہ کھاتا تو اس  
 پر بڑا بھاری غضب وارد ہوتا اور یہ مقام سے گر جاتا کیونکہ اس میں تکبر پیدا ہو

گیا تھا کہ اب میں بالکل پاک ہو گیا ہوں اور یہی چیز اس کی ذلت کا سبب بنتی۔  
اب جو کھا لیا تو اپنے کو دوسرے آدمیوں جیسا سمجھنے لگا اور سنت ادا ہو گئی (ذکر خیر  
از خواجہ محبوب عالم صفحہ ۱۰۷)

123- حضرت سراج الدین محمد شاہ عالمؒ کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ  
وسلم نے عالم رویا میں بشارت دی کہ آپ کو بارگاہ ایزدی سے شاہ عالم کا خطاب  
مرحمت ہوا ہے۔ شاہ عالمؒ نے عرض کیا کہ کیا میں اس خطاب کو ظاہر کر دوں؟  
حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا نہیں۔ آپ کو اپنے پیر  
مرشد والد ماجد کی خدمت میں جانا چاہئے۔ وہ آپ کو شاہ بارک اللہ چشتیؒ کی  
خدمت میں بھیجیں گے۔ وہاں سے اس خطاب کا ظہور ہوگا۔ شاہ عالمؒ حسب  
الارشاد والد ماجد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ والد نے آپ کو دیکھتے ہی مسکرا کر  
فرمایا۔ آئیں شاہ عالم آپ کو شاہ بارک اللہؒ کی خدمت میں جانا چاہئے۔ شاہ عالمؒ  
حسب الحکم شاہ بارک اللہؒ کی خدمت میں گئے۔ اس وقت شاہ بارک اللہؒ مکان  
کی دیوار تعمیر کر رہے تھے اور مریدیں اینٹ پتھر و مٹی لاتے تھے۔ آپ بھی  
شریک ہو گئے۔ مٹی کی ٹوکری سر پر اٹھا کر لائے۔ اس وقت شاہ بارک اللہؒ نے  
فرمایا ”شاہ عالم! آئیے“ آپ کے سر پر چتر شاہی خوشنما معلوم ہوتا ہے۔ ٹوکری  
آپ کے سر سے اتار کر دیوار کے پایہ میں ڈال دی۔ اور آپ کو اپنے بھائی شاہ  
عطا اللہ کے مکان پر لے گئے اور ایک دیگچی لوبیا سے بھری ہوئی لا کے عطا کی اور  
خادموں سے کہا کہ آپ کے ہمراہ جائیں اور جس مقام پر آسمان و مانیہا و زمین  
سے ”شاہ عالم“ کا لفظ سنیں وہاں سے مراجعت کریں۔ شاہ عالم لوبیا سے بھری  
ہوئی دیگچی سر پر لئے ہوئے چلے اور جب احمد آباد کے بازار میں پہنچے تو وہاں ایک  
گوزگا، لنگڑا، اندھا فقیر ڈھول بجاتا نظر آیا۔ یہ بھیک مانگ کر گزارا کرتا تھا۔ جب  
شاہ عالم اس کے قریب پہنچے تو وہ سالم و مینا ہو گیا اور بول اٹھا ”شاہ عالم شاہ

عالم۔ اس پر تمام بازار کے لوگ بھی آپ کو اس لقب سے پکارنے لگے۔ شاہ عالم نے خادموں کو مراجعت کا حکم دیا۔ خدام لوٹ گئے۔ شاہ عالم پھر اپنے والد ماجد قطب عالم کی خدمت میں پہنچے اور تمام ماجرا بیان کیا اور لوبیا کی دیگچی بھی پیش کی۔ اس وقت سے یہ فقرہ عوام میں ضرب المثل ہو گیا کہ ”چشنیوں نے پکائی اور بخاریوں نے کھائی“ (تذکرہ اولیاء دکن جلد اول صفحہ 175 تا 176)

آپ کی کنیت ابوالبرکات اور نام محمد بن قطب عالم تھا۔ بڑے صاحب مقام تھے۔ کہتے ہیں کہ آپ کا حلیہ شریف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے ملتا جلتا تھا۔ آپ کی عمر والدین کے اسمائے گرامی حتیٰ کے دایہ کے نام تک میں حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے مماثلت تھی۔ پیدائش 7 ذیقعدہ 817ھ کو ہوئی اور شب دو شنبہ 20 جمادی الاخر 880ھ میں بعمر 63 برس وصال فرمایا۔ مزار احمد آباد (بھارت) میں ہے۔

124- مدینہ منورہ میں تین میل ادھر ایک پہاڑی ہے جہاں سے گنبد خضراء (علی صاحبہ صلوٰۃ و سلاما) صاف نظر آتا ہے۔ اکثر زائرین یہیں سے درود خوانی میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ اس پہاڑی پر امام شہیدیؒ کی قبر ہے۔ یہ بزرگ نعت رسول (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) میں خاص درجہ رکھتے تھے۔ ان کی لکھی نعتیں بہت مقبول ہوئیں۔ قدسیؒ کی اس نعت پر۔

مرجبا سید مکی مدنی العزبی دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی بہت سے شاعروں نے تضمینیں لکھی ہیں مگر شہیدیؒ کی تضمین اپنے اندر ایک خاص کیفیت و سرور رکھتی ہے۔ کہتے ہیں جب شہیدیؒ نے مدینہ طیبہ جانے کا ارادہ کیا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم نے ان کو وہاں آنے سے روک دیا۔ جب حکام سے بہت منت سماجت کی کہ مجھے اس پہاڑی پر ہی سے روضہ اطہر (علی صاحبہ صلوٰۃ و سلاما) کی زیارت کر لینے دو تو حکام نے اس کی اجازت دے

دی۔ آپ پہاڑی پر چڑھے اور روضہ اقدس (علی صاحبہا صلوٰۃ و سلاما) کی جوں ہی جھلک دیکھی تو غش کھا کر گر پڑے اور طائر روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گیا (”جہادِ زندگی“ یعنی حضرت مولانا مولوی فیروز الدین کے خود نوشت حالات زندگی۔ مرتبہ عبد الحمید خان صاحب۔ فیروز سنز لاہور صفحہ ۱۱۸ تا ۱۱۹)

125- حضرت مولانا محمد اکرم ظاہری و باطنی علوم کے جامع اور اپنے زمانے کے قطب تھے۔ آپ کی تصانیف علمِ تصوف میں بہت مشہور ہیں۔ خصوصاً ”آپ کی تصنیف ”اقتباس الانوار“ تاریخِ چشتیہ صابریہ میں بینظیر کتاب ہے۔ اس کتاب کے رباچہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ جب یہ اختتام کے قریب پہنچی تو ایک رات میں نے یہ واقعہ دیکھا کہ گویا بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ اس میں سرخ موتی کا قبہ ہے۔ اس قبہ پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم مع چاروں صحابہ اکرام و دیگر اولیائے نامدار رونق افروز ہیں اور پیران پیر شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی، حضرت خواجہ اجمیری، حضرت بابا فرید الدین گنج شکر، حضرت سلطان المشائخ، حضرت قطب العالم گنگوہی اور حضرت شیخ محمد صادق بھی موجود ہیں۔ اسی عرصہ میں میں یہ کتاب لے کر حاضر ہوا۔ حضرت شیخ محمد صادق نے یہ کتاب میرے ہاتھ سے لے کر حضرت محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ و سلم کے سامنے پیش کی اور عرض کیا کہ اس میں خلفائے راشدین، ائمہ معصومین اور اولیائے متقدمین و متاخرین کے حالات ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی و سلم نے یہ کتاب اپنے دست مبارک میں لے کر دریافت فرمایا کہ اس کا مصنف کہاں ہے؟ میں فوراً حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یہ کتاب میں نے لکھی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اچھی کتاب لکھی ہے جسے ہم نے قبول کیا۔ پھر ایک چادر نورا خضر کی جس پر سورۃ انا جاء نصر اللہ لکھی تھی مرحمت فرمائی۔ پھر خلفائے راشدین، حضرت پیران پیر اور دیگر بزرگان دین نے

نوبت بہ نوبت یہ کتاب دیکھی اور قبول فرمایا اور مجھے مبارک باد دی۔ جب میں اس واقعہ کے بعد بیدار ہوا تو میرے بستر سے عطر و عنبر کی خوشبو آ رہی تھی۔ میں بہت خوش ہوا اور نماز شکرانہ ادا کی (انوار العاشقین از مولانا مشتاق احمد انیسوی صابری صفحہ 106)

126- روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ جس کسی مسلمان نے گلاب کے پھول کو سونگھا اور پھر مجھ پر درود نہ بھیجا پس اس نے مجھ پر ظلم کیا۔ بزرگان دین میں سے ایک صاحب کو اس حدیث کے صحیح ہونے کے بارے میں شک تھا کہ یہ پھول حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پینہ مبارک سے پیدا ہوا ہے۔ انہوں نے ایک رات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وعلیٰ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ دور سے تشریف لا رہے ہیں اور پینہ مبارک آیا ہوا ہے۔ آنکھ اٹھا کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی جانب دیکھا اور پیشانی مبارک سے اپنے پینہ مبارک کو زمین پر گرا دیا۔ جب ان بزرگ کی آنکھ کھلی تو جس جگہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے پینہ مبارک کے قطرے گرے تھے وہاں گلاب کے پھول پڑے تھے۔

مستحب یہ ہے کہ تمام خوشبو دار پھولوں کو سونگھتے وقت درود شریف پڑھے (گلدستہ باغ ارم از حضرت سید خیر الدین المعروف بہ شاہ ابوالعالی لاہوری ترجمہ ملک فضل الدین صاحب مجددی نقشبندی صفحہ 2)

روایت ہے کہ جو کوئی مشتاق حضرت سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خوشبو کا ہو وہ گلاب کا پھول سونگھے کہ وہ آپ کے پینہ مبارک سے پیدا ہوا ہے یعنی شب معراج کو جسم مبارک سے جو پینہ مبارک کے قطرے زمین پر گرے ان سے گلاب کا پھول پیدا ہوا۔ لیکن محدثین کے نزدیک یہ حدیث ضعیف ہے۔ کیا گلاب کا پھول دنیا میں آپ کی تشریف آوری سے پہلے موجود نہیں تھا؟ عارف یزدانی

عالم ربانی سرخیل اولیاء عارفین، سرتاج حضرات متکلمین حضرت مولانا محمد قاسم صدیقی نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند (اسلامک یونیورسٹی، دیوبند، یوپی، بھارت) نے اس ضمن میں فرمایا کہ منسوب تو بہر حال آپ سے ہے پس قابل صد احترام ہے۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی نے فرمایا کہ ایسی محافل جن میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک ہو عطر گلاب لگا کر بیٹھنا افضل ہے۔

127- شاہ نعمان چشتی برہان پوری لکھتے ہیں کہ ایک دن تمام اولیاء اللہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ میں نے عرض کیا کہ مقام قلعہ اسیر شاہ نعمان کو عطا ہووے یا شاہ محمود کو۔ حکم ہوا کہ شاہ نعمان کو ہم نے عطا کیا اور شاہ محمود کے لئے حکم ہوا کہ اپنا مصلا وہاں سے اٹھا لے اور شاہ نعمان نے پھر قلعہ اسیر میں قیام کیا۔ (ریاض الفقر معروف بہ ”دفتر حقیقت“ دوسرا گلزار صفحہ 184 از حافظ محمد امداد حسین۔ ساکن۔ میرٹھ)

128- حضرت شیخ عبدالستار اولین فرزند تھے حضرت مسیح الاولیاء شیخ عیسیٰ جند اللہ ابن شیخ قاسم سندھی کے۔ آپ کی ولادت کی بابت مولانا اسمعیل فرجی نے ”کشف الحقائق“ قلمی صفحہ 44 پر یہ روایت درج کی ہے ”مسیح الاولیاء نے فرمایا کہ شب بحالت معاملہ مجھے مشاہدہ ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم مغرب کی جانب سے مشرق کی طرف تشریف لے جا رہے ہیں۔ ہمراہ لوگوں کا ہجوم ہے۔ میں بھی ہجوم میں شریک ہوں اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے زیادہ قریب ہوں۔ مجھے مہربوت کی زیارت ہوئی۔ غور سے دیکھا تو یہی سمجھ میں آیا کہ اس مہربارک میں بالوں اور مسوں کی کثرت ہے میں دیکھ ہی رہا تھا کہ اس میں سے ایک مہ کا دانہ گرنے لگا۔ میں نے اس کو اٹھا کر منہ میں ڈالا اور نگل گیا۔ جب میں بیدار ہوا تو بے اختیار میرے دل میں یہ بات پیدا ہوئی کہ مہ کا یہ دانہ یقیناً فرزند کی بشارت ہے جو اللہ تعالیٰ مجھے عنایت

فرمائے گا۔ کچھ عرصہ بعد بابا عبدالستار پیدا ہوئے جو خواب کے زمانے میں بطن  
مادر میں تھے (برہانپور کے سندھی اولیاء المعروف بہ تذکرہ اولیائے سندھ۔ تالیف  
سید محمد مطیع اللہ راشد برہانپوری۔ صفحہ 104۔ سندھی ادبی بورڈ۔ سندھ اسمبلی  
بلڈنگ۔ کراچی تک چاڑھی۔ حیدر آباد سندھ)

روایت ہے جس مسلمان نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی مہر  
نبوت کی زیارت کر لی اس پر آتش دوزخ حرام ہے۔ رکانہ پہلوان نے ایک مرتبہ  
حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم سے کشتی لڑنا چاہی۔ آپ نے کرتا مبارک  
اتارنے اور لڑنے کا ارادہ کیا تو حضرت جبریل امین حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ کرتا نہ  
اتاریں۔ کہیں وہ آپ کی مہر نبوت نہ دیکھ لے۔ رکانہ پہلوان اس قدر طاقتور تھا کہ  
چمڑے پر تن کر کھڑا ہو جاتا اور لوگ چمڑا کھینچتے تو چمڑا سمٹ جاتا مگر اس کے قدموں کے  
نیچے سے نہ نکلتا تھا۔ تصدیق نبوت کے لئے اس نے آپ کو کشتی لڑنے کی دعوت دی  
اور پھر یہ بھی کہا کہ ہار جاؤں تو میری 1/3 بکریاں آپ کی نذر۔ اس کے اطمینان کے  
لئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم نے تین مرتبہ اس کو پٹک دیا اور  
ساری بکریاں لے لیں۔ وہ رونے لگا تو آپ نے تمام بکریاں اس کو واپس دے دیں  
جس سے وہ اس قدر متاثر ہوا کہ مسلمان ہو گیا۔ (شرح سید کبیر) رکانہ پہلوان کی  
طرح ابو جہل نے بھی آپ کو کشتی کی دعوت دی تھی۔ آپ کرتا مبارک اتارنے لگے  
تو جبریل امین نے آکر منع کیا کہ ابو جہل مہر نبوت نہ دیکھنے پائے۔

ام خالد بنت خالد فرماتی ہے کہ میرے والد ایک مرتبہ مجھے لے کر حضور اقدس  
صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ میں زرد قمیض پہنے ہوئے  
تھی۔ آپ نے دیکھ کر فرمایا بہت اچھی ہے۔ بہت اچھی ہے۔ پھر میں آپ کی پشت پر  
جا کر مہر نبوت (جو دونوں شانہ ہائے مبارک کے بیچ میں ایک مضعہ گوشت کی طرح  
تھی) سے کھیلنے لگی۔ جس پر والد نے گھڑکا لیکن آپ نے انہیں منع کر دیا اور فرمایا کہ



رہنے دو۔ اسے کھینے دو (بخاری شریف)۔ آپ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی یعنی آپ خاتم النبیین ہیں۔ (حضرت انسؓ)۔ حضرت جابرؓ بن سمرہ نے فرمایا کہ میں نے مہر نبوت کو آپ کے دونوں شانوں کے درمیان میں ایک سرخ اور ابھرے ہوئے گوشت مثل بیضہ کبوتر دیکھا۔ ابراہیم بن اسمعیل فرنیؓ نے حضرت جابرؓ سے روایت کیا کہ مجھ کو ایک مرتبہ آپ نے اپنے پیچھے سواری پر بٹھایا۔ میں نے مہر نبوت کو اپنے منہ میں لے لیا تو اس میں سے مشک کی خوشبو آرہی تھی۔ حضرت سائبؓ بن یزید نے فرمایا۔ وہ مثل مسہری (چھپرکھٹ) کی گھنڈی کے تھی۔ عمرو بن اخطب انصاریؓ سے روایت ہے کہ کچھ بال جمع تھے۔ حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ مثل مٹھی کے تھی اور اس کے گرد اگر دتل تھے جیسے مے ہوتے ہیں (ان روایات میں تضاد نہیں۔ سب اوصاف کا جمع ہونا ممکن ہے)

مولف / مصنف کتاب ہذا کو 1946ء میں پہلی بار حضور اقدس صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی زیارت با برکت کا شرف حاصل ہوا تھا۔ طویل خواب ہے جس میں آپ کی پشت مبارک کی جانب کھڑا ہوا پورے وقت مہر نبوت کو دیکھتا رہا تھا۔ یہ آپ کے دونوں مبارک شانوں کے درمیان ابھرے ہوئے گوشت مثل بیضہ کبوتر کے تھی۔

129- بعض بزرگوں کا قول ہے کہ انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم) کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم) ہم آدمیوں سے میل جول رکھیں یا کنارہ کش ہو جائیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا میل جول رکھو اور ان کی ایذا و تکالیف کو برداشت کرو۔ کتاب "شرف المصطفیٰ" میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم سے روایت ہے کہ جو مومن آدمیوں میں گھلا ملا رہتا ہے اور ان کی تکالیف برداشت کرتا ہے وہ اس مومن سے افضل ہے جو لوگوں سے میل جول نہ رکھے اور ان کی تکالیف پر صبر نہ کرے (خیرالموائس جلد اول۔ صفحہ 380)

130- ”تذکرۃ الاولیاء“ میں تحریر ہے کہ ایک نیک دل آدمی دن بدن لاغر ہوتا جا رہا تھا یہاں تک کہ نماز بھی چارپائی پر پڑھنے لگا تھا۔ ایک رات اس نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا کہ میں اتنا لاغر ہوں کہ نماز بھی چارپائی پر پڑھ رہا ہوں۔ بڑی مشکل میں ہوں اور بیماری کا پتہ بھی نہیں چلتا۔ میرے واسطے دعا فرمائیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ فلاں دن ایک پرندہ کا بچہ تیرے اوپر آ بیٹھا تھا اور اس کی ماں تیرے سر پر اڑ رہی تھی مگر تو نے سختی سے ہاتھ مارا جس کی وجہ سے وہ بچہ مر گیا اور اس کی ماں نے تیرے لئے بددعا کی جو قبول ہوئی۔ اب تیرے واسطے کوئی دعا نہیں۔ چند روز بعد اسی نیک دل آدمی کے گھر میں ایک بلی نے بچے دیئے۔ بلی کہیں گئی ہوئی تھی کہ ایک سانپ اس کے بچوں کو کھانے کے لئے آ گیا۔ اس نیک دل نے لکڑی سے سانپ کو بچوں کے پاس جانے سے روکا۔ اتنے میں بلی بھی آ گئی۔ پس اسی روز سے ان کو صحت ہونے لگی۔ کھڑے ہو کر نماز ادا کرنے کے قابل ہو گئے۔ چند روز بعد انہیں پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ عرض کیا اب مجھے بہت آرام ہے اور دن بدن طاقت آتی جا رہی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا اس روز جو تو نے بلی کے بچے سانپ کے منہ میں جانے سے بچائے تھے تو بلی نے تیرے حق میں دعا کی تھی جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول ہوئی اور اس وجہ سے تجھے صحت حاصل ہوئی۔ (خزینہ معرفت از صوفی محمد ابراہیم 105)

131- اللہم صلی علی محمد و علی آل محمد انت لها اہل و مولہا اہل و بارک و سلم یہ درود شریف حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کے یہاں مقبول ہوئی۔ دعا اس سے قبول ہوتی ہے۔ روایت ہے کہ ایک زائر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کے روضہ پاک پر یہی درود

شریف پڑھا کرتا تھا۔ اس نے جب سفر کا ارادہ کیا تو آپ سے اسے حکم ہوا کہ چند روز اور رہے کہ مجھے تیرا یہ درود اچھا معلوم ہوتا ہے۔ روایت ہے کہ ثواب اس درود شریف کے پڑھنے کا دس ہزار درود شریف پڑھنے کے برابر ہے (صلوات ناصری صفحہ 69) (محبوب القلوب صفحہ 428)

132- بعض علماء نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور دریافت کیا قرآن خواں کو کتنا ثواب ملتا ہے؟ آپ نے بہت سی چیزیں دنیا اور آخرت کی گن کر بتائیں۔ دریافت کیا کہ ساتھ حضور قلب کے یا بے حضور قلب۔ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا ”بغہم و بغیرفہم“ (کتاب التعمیذات اردو ترجمہ ”الداء والدواء“ از عمدۃ المفسرین زبدۃ المحدثین نواب سید محمد صدیق حسن خاں صفحہ 14)

133- جو شخص اس آیت شریف ”لقد جاءکم رسول من انفسکم... و هو رب العرش العظیم“ (آخر سورہ توبہ) کو دن یا رات میں پڑھے گا اس دن نہ مرے گا نہ مقتول ہوگا نہ کوئی زخم ہتھیار سے اسے لگے گا۔ امام قرطبی نے اسے ”کنز الابرار“ میں روایت کیا ہے۔ یہ روایت جب بعض صالحین کو پہنچی تو اپنی بیماری میں اسے پڑھنا شروع کر دیا۔ ایک شخص جس کی عمر 70 سال سے زیادہ تھی ہمیشہ اسے پڑھتا تھا۔ وہ 130 سال تک زندہ رہا۔ جب اللہ نے اس کا مرنا چاہا تو اس نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ کب تک تو ہم سے بھاگتا رہے گا۔ اس نے اسی وقت سے اس مبارک آیت کا پڑھنا موقوف کر دیا اور مر گیا۔ (کتاب التعمیذات صفحہ 144 تا 145-1305 ھ ”فقیر اللہ“ تاجر کتب۔ کشمیری بازار۔ لاہور)

134- شیخ عارف باللہ سیدی ابراہیم دسوقی قرشی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کے نور سے پیدا کیا اور مجھے حکم

دیا کہ سب ولیوں کو میں اپنے ہاتھ سے خلعت پہناؤں۔ چنانچہ میں نے اپنے ہاتھ سے ان کو خلعت پہنائے اور مجھ سے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم) نے فرمایا کہ اے ابراہیم تو ان پر نگہبان ہو۔ چنانچہ میں تھا اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم) تھے اور میرے بھائی عبدالقادر میرے پیچھے تھے اور ابن الرفاعی عبدالقادر کے پیچھے تھے۔ بعدہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم نے میری طرف رخ کیا اور فرمایا اے ابراہیم دوزخ کے فرشتے کے پاس جا اور اس سے کہہ دے کہ بہشت کے دروازے کھول دے۔ چنانچہ ان فرشتوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کے حکم کی تعمیل کی۔ اس واقعہ کو کافی تفصیل سے بیان کرنے کے بعد سیدی ابراہیم نے فرمایا کہ جو کچھ میں نے کہا ہے اس کو صرف وہی جانے گا جو اپنے پردوں کی کثافت سے باہر نکل آیا ہو اور فرشتوں کی طرح روحانی ہو (نعمت عظمیٰ حصہ دوم صفحہ 276 تا 277)

135- حضرت شاہ محمد حمدانی نے فرمایا کہ ہمارے والد ماجد حضرت مولانا شاہ نجات اللہ کے ایک مرید نے آپ سے اس درود شریف کی درخواست کی جس کے پڑھنے سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کی زیارت بابرکت حاصل ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ایسا قصد نہ کر نہیں تو پچھتائے گا۔ بیٹھے بٹھائے ندامت اٹھائے گا۔ وہ نہ مانا اور حد سے زیادہ اصرار کیا۔ آپ نے بدرجہ مجبوری وہ درود شریف اسے بتا دی۔ وہ شخص ایک شب جب یہ درود شریف پڑھ کر سویا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کی زیارت مشرف ہوا۔ دیکھا کہ ایک محفل متبرک میں آپ تشریف رکھتے ہیں اور بہت سے صحابہ اکرام بھی آپ کے برابر بیٹھے ہیں۔ وہ شخص آپ کے سامنے حاضر ہو کر نہایت تعظیم سے آداب بجالایا۔ آپ نے اس کی جانب سے منہ پھیر لیا اور سلام کا جواب نہ دیا۔ دوسری جانب حاضر ہو کر سلام عرض کیا پھر بھی آپ نے منہ پھیر لیا۔ تب تو یہ شخص نہایت ندامت سے رونے لگا اور قدسی کی غزل ”مرحبا سید مکی مدنی

العربی“ پڑھنے لگا۔ چونکہ یہ غزل نہایت مقبول ہے اس کی برکت سے آپ نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ جا اور اپنے مرشد کی پیروی کر (یہ حکایت ارشاد فرما کر کہا کہ جو کوئی شخص بادشاہوں کے دربار میں جانے کا قصد کرے تو پہلے لیاقت عمدہ حاصل کرے اور پوشاک نفیس سے آراستہ ہو ورنہ ندامت و خفت اٹھائے گا۔ پس حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کے دربار کے واسطے لیاقت پیدا کرے اور شریعت کا بندہ بنے تب اس کوچے میں قدم رکھے ورنہ پچھتائے گا)۔ ”نجات المؤمنین“ از حافظ سراج الیقین 1289ھ میں نول کشور واقع پٹیالہ کے مطبع سے شائع ہوئی۔ صفحہ 234 اس میں شاہ نجات اللہ کے حالات زندگی اور بے شمار کرامات کا ذکر ہے)۔

اکثر لوگ کرسی (نزد لکھنؤ) کو بدنام کرتے ہیں اور وہاں کے باشندوں پر حماقتوں کا اتہام لگاتے ہیں۔ قدرت نے حضرت مولانا شاہ نجات اللہ محب صادق کرسوی بن شیخ کفایت اللہ قدس سرہ کی ولادت باسعادت کا شرف کرسی کو بخش کر اس قصبہ کو کرسی شریف بنا دیا۔ شاہ صاحب نماز تہجد کے بعد لاکھ ضرب لگاتے تھے جس کی آواز دو میل تک جاتی تھی۔ کبھی اپنی ناف سے ٹخنے تک نظر نہیں کی۔ جب کسی نے پوچھا استرا لینے کی ضرورت تو ہوتی ہوگی تو فرمایا کہ اندھا کیا کرتا ہے۔ ایسے صاحب شریعت و طریقت تھے کہ جس نے آپ کو دیکھ لیا گویا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کو دیکھا۔ ایک روز ندا آئی کہ تم مرید کیوں نہیں کرتے۔ عرض کیا شرم آتی ہے۔ ایسا نہ ہو میرا مرید دوزخ میں جائے اور مجھے بدنام کرے۔ ندا آئی تمہارا مرید دوزخ میں ہرگز نہ جائے گا۔ ایک روز مسجد شریف (کرسی) کی محراب میں بیٹھے قرآن مجید کی تلاوت فرماتے تھے کہ ہاتف نبی سے ندا آئی کہ اب تم کو اللہ تعالیٰ نے بلایا ہے۔ گھر والوں کو پتہ چلا تو کرام مچ گیا۔ فرمایا ابھی چند روز دنیا میں قیام اور ہے جس دن دو رکعت نماز بیٹھ کر پڑھوں اس دن میرا انتقال ہوگا۔ جب وقت وصال قریب آ گیا اپنے چاروں بیٹوں اور قصبہ والوں کو باہر آ کر اپنا مقام مدفن بتایا اور وصیت فرمائی کہ ہمارا

مقبرہ بیٹا مگر پختہ قبر نہ کرنا نہ کبھی اس پر روشنی اور چراغ آئے نہ کسی قسم کی بدعت ہو۔ اپنے صاحبزادے مولانا شاہ محمد حمدانی کو اپنا جانشین مقرر کیا اور سب کو ہدایت فرمائی کہ کبھی کوئی امر خلافت شریعت نہ کرنا۔ 5 شعبان بروز پنجشنبہ 1235ھ کو صبح کی نماز دو رکعت بیٹھ کر پڑھی اور دن چڑھے 1/2-89 سال کی عمر پا کر وصال فرمایا۔ مولوی حیدر ساکن فرنگی محل (لکھنؤ) جب غسل دینے لگے تو دیکھا کہ شاہ صاحب کی عقد انامل (انگلیوں پر وظیفہ پڑھنے کا مسنون طریقہ) برابر چل رہی ہیں اور اسوقت بھی یاد الہی سے غافل نہیں۔ ایک بار آنکھ بھی کھولی اور پھر بند کر لی۔ غرض آپ اس شان کے بزرگ تھے جن کی ذات سے لاتعداد لوگ فیضیاب ہوئے۔ کرسی میں روضہ مرجع خلائق ہے۔

136- عبداللہ خان دائی توران نے خواب میں دیکھا کہ ایک عظیم الشان خیمہ استادہ ہے اور اس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ ایک بزرگ بارگاہ کے دروازے پر عصائے کھڑے ہیں اور خلائق کے معروضات و درخواستیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے حضور میں پہنچا رہے ہیں اور ان کا جواب آپ کے پاس سے لا کر دیتے ہیں۔ چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم نے ایک تلوار ان کے ذریعہ بھیجی جو انہوں نے میری کمر میں باندھ دی اور میرے حال پر بہت مہربانی کی اور الطاف فرمائے۔ اس کے بعد جب آنکھ کھلی تو میں نے ان بزرگ کا حلیہ اپنے ذہن میں محفوظ کر لیا اور ان کی تلاش شروع کر دی۔ ہر چند اپنے مقربین اور درباریوں سے ان بزرگ کا حلیہ بیان کیا اور ان کی نسبت دریافت کیا مگر کچھ پتہ نہ چلا۔ یہاں تک کہ ایک روز بادشاہ کا ایک مصاحب مولانا خواجگی امکنگی "قدس سرہ" کی خدمت میں آیا اور بادشاہ سے کہا کہ جس بزرگ کی آپ کو تلاش ہے وہ حضرت خواجہ امکنگی ہیں۔ بادشاہ یہ خبر سن کر بہت خوش ہوا اور فوراً آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دیکھا کہ بعینہ وہی حلیہ تھا جو خواب میں دیکھا تھا۔

بادشاہ تواضع اور نیاز مندی، بجا لایا اور نذرانہ قبول کرنے کے لئے التماس کی۔ حضرت نے نذرانہ قبول نہ کیا اور فرمایا کہ فقر کی حلاوت نامرادی اور قناعت میں ہے۔ بادشاہ نے اس پر کہا قرآن پاک فرماتا ہے ”اطاعت کرو اللہ کی اور رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم) کی اور حاکم وقت کی۔ پس عمل فرمائیے اور جو کچھ میں خدمت میں پیش کر رہا ہوں اس کو قبول کیجئے۔ یہ سن کر آپ نے ان تحفوں کو قبول فرمایا۔ اس کے بعد خان مذکور روزانہ صبح کے وقت نہایت نیاز مندی اور انکساری کے ساتھ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ (انوار العارفین از حضرت مولانا صوفی سید محمد عابد میاں عثمانی ڈھابلی صفحہ 551 تا 552) (مشائخ نقشبندیہ مجددیہ از مولانا محمد حسن نقشبندی مجددی۔ صفحہ 129۔ ناشر ملک چمن الدین، تاجر کتب۔ اللہ والے کی قومی دکان۔ کشمیری بازار۔ لاہور)

137- حضرت حاجی بابا قادری کانبجوی کشمیری سات برس کی عمر میں حج بیت اللہ کے واسطے تشریف لے گئے۔ چند سال جاروب کشی کرتے رہے۔ روضہ اطہر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر ایک رات بشارت ہوئی کہ کشمیر میں جا کر نکاح کرو۔ مولوی عثمان نامی بیٹا پیدا ہوگا۔ آپ کشمیر تشریف لے گئے نکاح کیا اور مولوی عثمان پیدا ہوئے۔ آپ شاہ نعمت اللہ قادری کے مرید تھے (نحمنہ الابرار۔ صفحہ 30)

138- حضرت خیف سے مروی ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک صاحب بیٹھے ہیں جن کی داہنی اور بائیں جانب بھی دو حضرات بیٹھے ہیں۔ اتنے میں حضرت عمر بن عبدالعزیز آئے اور چاہا کہ ان صاحب اور ان کی داہنی طرف والے ساتھی کے درمیان بیٹھیں مگر وہ ساتھی اپنے صاحب سے مل گئے اور بیٹھنے کی جگہ باقی نہ رہی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز گھوم گئے اور چاہا کہ ان صاحب کے اور ان کے بائیں جانب والے ساتھی کے درمیان بیٹھیں مگر وہ بھی اپنے صاحب سے مل گئے۔ پھر انہیں درمیانی صاحب نے کھینچ کر اپنی آغوش میں بٹھا



لیا۔ اتفاق سے میمون بن مہران صحابیؓ وہاں موجود تھے۔ میں نے ان سے پوچھا یہ کون صاحب ہیں۔ انہوں نے کہا یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم ہیں اور داہنی و بائیں جانب والے بزرگ حضرت صدیق اکبرؓ و حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں (طبقات کبیر جلد ہشتم ترجمہ مولانا عبداللہ عماری صاحب صفحہ 382)

139- بیان کیا جاتا ہے کہ ملک شام میں کبھی قحط نہیں پڑا اور ثقہ لوگوں سے میں نے سنا ہے کہ ایک بزرگ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو خواب میں دیکھ کر عرض کیا تھا۔ ”یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم) معاش میں ہماری اعانت فرمائیے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ ”روٹی اور روغن زیتون ہمارے ذمہ ہے“ سفر نامہ حکیم ناصر خسرو مترجمہ مولوی محمد عبدالرزاق کانپوری۔ شائع کردہ انجمن ترقی اردو (ہند) دہلی 1941ء صفحہ 32)

140- شاہ رحمت اللہؒ کو ایک رات ہوشیاری و خواب میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ نے فرمایا رحمت اللہ بیت اللہ آ اور سید اشرف مکیؒ کی طرف اشارہ کیا کہ تیرا حصہ ان کے پاس ہے اور سید اشرف کو بھی بشارت دی کہ رحمت اللہ ہندی آتا ہے اس کا جو حصہ تیرے پاس ہے عطا کر۔ آپ خواب سے بیدار ہوئے اور سفر کا سامان مہیا کر کے حرمین شریفین کو روانہ ہوئے۔ حج و عمرہ سے فارغ ہو کر سید اشرفؒ کو تلاش کیا۔ سید موصوف کو جبل ابی قبیس پر مراقب پایا۔ آپ مودب بیٹھے رہے۔ جب سید اشرفؒ کو افادہ ہوا اس وقت نہایت ادب سے السلام علیکم کہا۔ سید اشرفؒ نے جواب دے کر فرمایا ”رحمت اللہ آئیے“۔ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے حکم سے آپ کا منتظر تھا۔ پھر سید اشرفؒ نے دوگانہ ادا کر کے آپ کو معارف و حقائق سے آگاہ کیا اور خلافت کا خرقہ عنایت فرمایا (تذکرہ اولیاء دکن جلد اول از مولوی ابوتراب محمد عبدالجبار خاں صاحب۔ صفحہ 364)

141- ”جذب القلوب“ میں ہے کہ ایک صالح شخص تین ہزار دینار کے مقروض تھے۔ صاحب دین نے قاضی کے یہاں فریاد کی۔ قاضی نے ان کو ایک ماہ کی مہلت دی۔ وہ مرد صالح محراب مسجد میں بہ ہزار تضرع و عجز حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ و سلم پر درود پڑھنے میں مشغول ہو گئے۔ اسی ماہ 27 ویں شب خواب میں دیکھا کہ کوئی کہتا ہے کہ حق تعالیٰ تیرے ادائے دین کا انتظام کر رہا ہے۔ تو علی بن عیسیٰ وزیر کے پاس جا اور اس سے کہہ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ و سلم فرماتے ہیں کہ مجھے تین ہزار دینار قرض ادا کرنے کو دو۔ بیدار ہو کر دل میں خیال آیا کہ اگر وزیر دلیل مانگے۔ پس اس دن نہ گئے۔ دوسرے دن پھر یہی خواب دیکھا۔ خوش ہو کر بیدار ہوئے مگر بات پھر دریافت نہ کی۔ تیسری رات پھر خواب دیکھا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ و سلم نے نہ جانے کا سبب پوچھا۔ عرض کیا میں علامت اس بات کی راستی کی چاہتا ہوں۔ آپ نے میری اس بات کی تعریف فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ اگر وہ علامت طلب کرے تو کہنا کہ تم ہر روز صبح آفتاب نکلنے تک قبل اس کے کہ کسی سے بولو پانچ ہزار مرتبہ درود پڑھتے ہو اور یہ راز تمہارا سوائے اللہ تعالیٰ و کراما“ کانبین اور کوئی نہیں جانتا۔ آخر میں وزیر کے پاس گیا اور خواب مع علامت بیان کیا۔ وزیر خوش ہوا اور کہا مرحبا۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے سچ فرمایا۔ اس کے بعد نو ہزار دینار مجھے دیئے اور کہا تین ہزار قرض میں دینا تین ہزار اہل و عیال پر خرچ کرنا اور تین ہزار سے تجارت کرنا اور مجھ کو قسم دی کہ رابطہ محبت کا مجھ سے قطع نہ کرنا اور جو حاجت تمہیں ہو بلا تکلف مجھ سے بیان کرنا۔ میں قاضی کے پاس گیا اور قصہ سنا کہ تین ہزار صاحب دین کو دیئے۔ وہ حیرت زدہ تھا۔ قاضی صاحب نے خواب اور قصہ سن کر کہا یہ سب کرامت اور ثواب وزیر ہی کیوں لے۔ میں تیرے قرض کو ادا کر دوں گا۔ صاحب دین نے کہا اس سب کرامت کے سزاوار تم ہی ہو۔ میں نے قرض معاف کیا۔ قاضی نے کہا

جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ و علی آلہ و سلم کی راہ میں دے چکے اب واپس نہ لیں گے۔ غرض قاضی نے وہ تین ہزار دینار بھی مرد صالح کے حوالے کئے۔ مرد صالح کہتے ہیں اس طرح مجھ کو بارہ ہزار دینار مل گئے اور میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا (صلوت ناصری۔ صفحہ 52 تا 53)

142- حضرت شیخ غلام نقشبندی لکھنوی کے والد ماجد شیخ عطا اللہ نے حضرت نقشبند کے روحانی اشارہ کے مطابق غلام نقشبند آپ کا نام رکھا۔ میر محمد شفیع سے کسب کمالات کیا۔ اٹھارہ سال کی عمر میں تحصیل علوم سے فارغ ہو گئے۔ ابتداء میں ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ و سلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ دیکھا کہ آپ اپنے دست مبارک سے حضرت غلام نقشبند کے اچکن کے بٹن کھول رہے ہیں۔ فوراً "تعبیر ذہن میں آئی کہ علم کے دروازے کھل جائیں گے حتیٰ کہ آپ اپنے شیخ کے مرشد حضرت شیخ پیر محمد لکھنوی کے جانشین مقرر کئے گئے (علماء ہند کے شاندار کار نامے جلد اول صفحہ 503 از مولانا محمد میاں دیوبندی۔ مطبوعہ دہلی پرنٹنگ ورکس۔ دہلی)

143- ایک زاہد پر پانچ سو درم قرض تھا۔ اس نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ و سلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے زاہد تو ابوالحسن کسائی کے پاس جا۔ وہ ایک مرد ہے مشاہیر نیشاپور سے اور ہر سال دس ہزار ننگوں کو کپڑا پہناتا ہے۔ اس سے جا کر کہہ کہ رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ و سلم) نے تجھ کو سلام کہا ہے اور فرمایا ہے کہ پانچ سو درم میرے قرضے کے ادا کر دے اور ابوالحسن اگر کوئی نشانی طلب کرے تو کہنا کہ تو ہر رات ایک سو مرتبہ درود بھجتا تھا۔ کل کی رات مجھ پر درود نہ بھیجا۔ وہ ابوالحسن کے پاس گیا اور پانچ سو درم طلب کئے۔ ابوالحسن نے کوئی خاص التفات نہ کی۔ اس نے جب کہا کہ مجھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم نے تمہارے پاس بھیجا ہے اور یہ نشانی دی ہے۔ جب نشانی سنی تو ابوالحسن تخت سے اترے اور سجدہ شکر بجا

لائے اور کہا کہ یہ ایک راز تھا میرے اور حق تعالیٰ کے درمیان جو کسی اور کو معلوم نہ تھا۔ غرض ڈھائی ہزار درہم اس کو دیئے اور کہا کہ ہزار درہم بعوض اس بشارت کے ہیں کہ تو نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی جانب سے مجھے پہنچائی اور ہزار درہم اس کے عوض ہیں کہ تو نے اس خاکسار تک قدم رنجہ فرمایا اور پانچ سو درہم تیرے قرض کی ادائیگی کے لئے ہیں جس کا حکم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے مجھ کو دیا ہے۔ آئندہ جب کبھی کسی امر کی حاجت ہو تو میرا در تمہارے لئے ہر وقت کھلا ہوا ہے (صلوات ناصری از مولانا ناصر علی صاحب، صفحہ 57 تا 58)

144- شیخ نصیر الدین ابوالفقرا نامور صوفیا کشمیر میں سے تھے۔ فرماتے ہیں کہ اخوند ملا جمال الدین "پرہیز گار وقت" متقی زمانہ اور علم و فضل کا خزانہ تھے۔ بابا فتح اللہ تھائی کے مرید تھے۔ میں نے علم حدیث انہی سے اکتساب کیا ہے اور سند حدیث حاصل کی ہے۔ حضرت شیخ نور الدین ولیؒ کی تربیت پر زیارت کے لئے اکثر جاتے تھے۔ میں نے اس کثرت سے اس مزار مبارک پر جانے کا آپ سے سبب پوچھا اور کہا کہ حسب ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم "فضل العالم علی العابد کفضل علی ابناکم" (عالم کا فضل اوپر عابد کے ایسا ہے جیسے میرا فضل اوپر عام انسانوں کے)۔ آپ کی فضیلت شیخ نور الدین سے زیادہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ شیخ نور الدین آپ کے پہلو میں بیٹھے ہوئے ہیں آپ نے شیخ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اے جمال تو اس کو پہچانتا ہے۔ یہ شیخ نور الدین ہے۔ جو کام اس نے کیا ہے وہ کسی نے نہیں کیا۔ وہ دن اور آج کا دن اس تربیت پر میری آمدورفت ہے (سوانح حیات ملک العلماء علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی صفحہ ۱۱-۱۲ از محمد الدین فوق ایڈیٹر اخبار کشمیری۔ لاہور)

145- بازاری نے "توثیق کی الایمان" میں ابوالنعمان سے نقل کیا ہے کہ خراسان

کے رہنے والے ایک صاحب ہر سال حج کو جایا کرتے تھے اور جب مدینہ منورہ حاضر ہوتے تو سید طاہر بن یحییٰ علوی مدنی کی خدمت میں بھی نذرانہ پیش کرتے تھے۔ ایک صاحب جو مدینہ طیبہ کے رہنے والے تھے انہوں نے ایک مرتبہ اس خراسانی سے کہا کہ تم طاہر علوی کو جو کچھ دیتے ہو وہ ضائع کرتے ہو کیونکہ وہ اس کو گناہوں میں خرچ کر دیتا ہے۔ خراسانی نے اس سال طاہر علوی کو کچھ نہ دیا۔ دوسرا سال بھی اسی طرح گذر گیا۔ وہ اپنی عادت کے مطابق جو کچھ لے کر آئے تھے اہل مدینہ میں تقسیم کر گئے اور طاہر علوی کو کچھ نہ دیا۔ تیسرے سال وہ حج کے ارادہ سے اپنے گھر سے چلنے لگے تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی۔ آپ نے تنبیہ فرمائی کہ تو نے طاہر علوی کے بارے میں اس کے مخالف کی بات کا یقین کیا اور تو جو اس کو دیا کرتا تھا اس کو بند کر دیا۔ ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ اب جو رقم اس کو نہیں دی ہے وہ بھی دے اور آئندہ جب تک جاری رکھ سکے اس کو بند نہ کر۔ وہ خراسانی خوفزدہ نیند سے بیدار ہوئے اور چھ سو اشرفیاں لے کر مدینہ منورہ میں طاہر علوی کے مکان پر حاضر ہوئے۔ وہاں محفل جمی ہوئی تھی۔ طاہر علوی نے ان خراسانی کا نام لے کر کہا اگر تم کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم نہ فرماتے تو تم مجھ تک نہ آتے۔ تم نے میرے بارے میں اللہ تعالیٰ کے دشمن کی بات کا یقین کر لیا اور مجھ کو رقم دینا بند کر دی۔ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم نے ملامت فرمائی اور حکم فرمایا کہ تین سال کی رقم دو جب لے کر آئے ہو۔ یہ کہہ کر ہاتھ پھیلا دیا اور کہا چھ سو اشرفیاں لاؤ۔ یہ سب باتیں سن کر خراسانی کو اور زیادہ تعجب ہوا اور وہ کہنے لگا کہ واقعہ تو سارا اسی طرح ہے مگر تمہیں اس سارے واقعہ کی خبر کس طرح ہوئی؟ سید طاہر علوی نے کہا مجھے سارا حال معلوم ہے۔ پہلے سال جب تم نے کچھ نہ دیا تو اس سے میری معیشت پر برا اثر پڑا۔ جب دوسرے سال آکر چلے گئے اور مجھے تمہارے آنے اور چلے جانے

کا علم ہوا تو مجھے بہت تکلیف ہوئی۔ میں نے خواب میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو دیکھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تو رنج نہ کر۔ میں نے فلاں فلاں خراسانی کو خواب میں تنبیہ کر دی ہے اور اس سے کہہ دیا ہے کہ وہ گذشتہ کی رقم بھی ادا کر دے اور آئندہ حتی المقدور بند نہ کرے۔ میں نے اس خواب پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ جب تم سامنے آئے تو مجھے یقین ہو گیا کہ تم نے خواب دیکھ لیا ہے۔ یہ سن کر خراسانی نے چھ سواشرفیاں تھیلی میں سے نکال کر مجھے دیں۔ دست بوسی کی اور اپنی کوتاہی کی معافی چاہی کہ میں نے تمہارے فلاں مخالف کی بات کا یقین کیا۔ علامہ سید سمہودی نے اس قصہ کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ وہ طاہر علوی طاہر بن یحییٰ بن حسین بن جعفر بن عبید اللہ بن زین العابدین بن علی بن امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہیں (شفہ) (فضائل حج 232 تا 233) (بغنیہ ذوی الاحلام)

146- شیخ مولانا احمد مدنی کو علم حدیث میں جو مشکل پیش آتی اس کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے عالم رویا میں حل کر لیتے تھے۔ عاشقان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے تھے۔ آپ اکثر رات کو روضہ رسول (علیٰ صاحبہا صلوة و سلاماً) پر جایا کرتے تھے اور آپ کے لئے روضہ منورہ (علیٰ صاحبہا صلوة و سلاماً) کا دروازہ کشادہ ہو جاتا تھا (تذکرہ اولیائے دکن جلد اول صفحہ 188)

147- ایک شخص نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم) آپ بارگاہ الہی میں میری سفارش فرما دیجئے کہ میری روح مسلمان کی حالت میں قبض کرے۔ آپ نے غضب ناک ہو کر اس کی طرف دیکھا اور فرمایا کیا سخی کوئی چیز دے کر پھر اسے واپس لے لیتا ہے؟ اس کلمہ کو تین بار دھرایا۔ یہ خواب ابونصر سمرقندی نے بیان کیا (خیر الموائس جلد دوم۔ صفحہ 67)

148- طبرانی نے لکھا ہے کہ میں نے خواب میں یہ درود شریف حضور اقدس صلی

اللہ علیہ و علی آلہ و سلم کو سنایا۔ آپؐ سننے کے وقت مسکراتے تھے حتیٰ کہ دندان مبارک آپؐ کے ظاہر ہوئے اور ان سے ایک نور چمکا۔ وہ درود شریف یہ ہے۔

اللهم لك الحمد بعدد من حمدك و لك الحمد بعدد من لم يحمدك

و لك الحمد كما تحب ان يحمد الله صل على محمد بعدد من صلى

عليه و صل على محمد بعدد من لم يصلي عليه و صل على محمد

كما تحب ان تصلي عليه (صلوات ناصری از مولانا ناصر علی صاحب صفحہ 61)

149- شیخ عبدالقادر شطوطی سے روایت ہے کہ سد سکندری کے قریب حضور

اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ و سلم کی جانب سے ہر سال مجلس ضیافت

اشخاص روحانیت کی ہوتی ہے جس میں تمام انبیاء، اولیاء، اقطاب و ابدال حضور

اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ و سلم کے گرد بیٹھتے ہیں اور اس مجلس کے

نقیب حضرت مقداد بن الاسود اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہوتے ہیں۔

مجھے بھی ایک مرتبہ سعادت اس مجلس میں شامل ہونے کی عالم مثال میں ہوئی۔

ذالك فضل الله يوتيه من يشاء (تاریخ الاولیاء حصہ دوم۔ صفحہ 627 تا 628)

150- حضرت سید محمد بن جعفر المکی الحسینی الحسینی نے واقعہ دیکھا کہ مسجد قبا میں

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ و سلم مع کل اصحاب کرام اولیائے

عظام از خلیفہ اول امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق تا حضرت نصیر الدین محمود

چراغ دہلی موجود ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ و سلم نے بزبان

فارسی مجھ سے فرمایا ”اے فرزند ست حضرت لم یزل ولا یزال بحر معانی

رابیاء“ اسی وقت میں 35 مکتوب آپؐ کی خدمت میں لے گیا اور آپؐ کے دست

مبارک میں دے دیئے۔ آپؐ نے بسرعت نبوت تمام کو پڑھ کر فرمایا کہ اے

یاران مصنف بحر معانی۔ ایک مرد ہے کہ تمام کلام مجید کے معانی حقیقت بیان کرتا

ہے اور اگر علم روئے زمین سے فرض کرو کہ محو اور معدوم ہو جائے اور یہ



شخص قلم ہاتھ میں لے تو کل علم کو ازیر لکھ دے گا۔ پھر فرمایا کہ اے فرزند آئندہ اسرار حقیقت کو صحرا اور جنگل میں مت رکھ کہ امور شریعت جہاں میں قصور پکڑتے ہیں۔ میں نے قبول کیا اور بحر المعانی کو 36 مکتوب پر ختم کیا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بحر المعانی دیا اور آپ نے بعد مطالعہ حضرت خواجہ حسن بصریؒ کو اور اس طرح دست بدست بمسح مشائخ سلسلہ کو پہنچ کر حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلی کے ہاتھ میں پہنچا۔ (تحفۃ الابرار۔ صفحہ 70)

151- ”مواہب لدنیہ“ میں کتاب ”مدخل“ سے نقل کیا ہے کہ شیخ ابو محمد مرجانیؒ کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے خواب میں تشریف لا کر یہ علاج تلقین فرمایا۔ عمل نہایت پر تاثیر ہے۔

ایک مرتبہ آیت ”لقد جاءکم رسول.... تا آخر سورۃ (سورہ توبہ آیت 129)

ایک مرتبہ آیت ”وننزل من القرآن ما هو شفاء و رحمۃ للمؤمنین (سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر 82)

لو انزلنا هذا القرآن... تا آخر سورت (سورہ حشر آیات 21 تا 24)

سورۃ اخلاص (قل هو اللہ احد....)

سورہ فلق (قل اعوذ برب الفلق....)

سورہ ناس (قل اعوذ برب الناس....)

اللهم انت المحی و انت الممیت و انت الخالق و

انت الباری و انت المبدی و انت الشافی ○ خلقتنا

من ماء مهین جعلت نفی قرار مکین الی قدر

معلوم ○ اللهم انی اسلک باسماء ک الحسنی و

صفاتک العلیا یا من بیده الابتلاء و المعافات و

الشفاء والدواء اسلک بمعجزات نبیک محمد و

## برکات خلیک ابراہیم و حرمتہ کلیمک موسیٰ

علیہ السلام ○ اللہم اشفہ ○

پھر ان سب نقوش کو گھول کر مریض کو پلا دے اور متواتر سات دن تک سورج نکلنے سے پہلے یہ عمل کیا جائے۔ کیسا ہی سخت جادو ہو انشاء اللہ جاتا رہے گا اور مریض تندرست ہو جائے گا۔ یہ عمل نہایت مجرب و متبرک ہے کہ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کا تلقین فرمایا ہوا ہے (طب روحانی مولفہ مولانا محمد ابراہیم دہلوی صفحہ 182)

152- ایک شخص کی آنکھ میں درد ہوا۔ اس نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور اپنی تکلیف بیان کی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ سرمہ کی ڈلی لے کر آگ میں گرم کر۔ جب خوب سرخ ہو جائے تو آگ میں سے نکال کر پڑھے ہوئے روغن زیتون میں غوطہ دے۔ پھر اسے پیس کر تین دن آنکھوں میں لگا۔ اس نے ایسا ہی کیا اور تین دن میں درد جاتا رہا (خیر الموائس حصہ دوم۔ صفحہ 229)

پڑھا ہوا روغن تیار کرنے کا طریقہ ملاحظہ فرمائیے: سیرت النبی بعد از وصال النبی حصہ اول۔ صفحہ 197 تا 198 پر۔

153- انگریزی حکومت نے اس جرم میں مولانا محمد علی جوہر کو سزا دی تھی کہ وہ اپنے ملک کی آزادی کے لئے جدوجہد کرتے تھے اور حکومت کی نگاہ میں بے حد خطرناک تھے۔ مولانا کو بیجاپور جیل میں ایک روز دوپہر کے وقت بحالت نیم بیداری ایک دھندلا سا پرتو جمال تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نظر آیا تھا۔ جس جمال کی زیارت خواب میں نظر آتا بڑے بڑے خوش نصیب اپنی خوش نصیبی سمجھیں اس کے دیدار سے بیداری میں مشرف ہونے کی خوش بختی کو کن الفاظ میں ظاہر کیا جائے۔ ہوشیار ہوتے ہی مولانا جوہر نے دو رکعت نماز بطور شکرانہ ادا کرنے کے بعد حسب ذیل اشعار موزوں فرمائیے۔

marfat.com

Marfat.com

تہائی کے سب دن ہیں تہائی کی سب راتیں اب ہونے لگیں ان سے خلوت میں ملاقاتیں  
 ہر آن تسلی ہے ہر لحظہ تشفی ہے ہر وقت ہے دل جوئی ہر وقت مداراتیں  
 کوڑ کے تقاضے میں تسنیم کے وعدے ہیں ہر روز یہی چرچے ہر رات یہی باتیں  
 معراج کی سی حاصل سجدوں میں ہے کیفیت اک فاسق و فاجر میں اور ایسی کراماتیں  
 بے مایہ سہی لیکن شاید وہ بلا بھیجیں بھیجی ہیں درودوں کی کچھ ہم نے بھی سوغاتیں  
 شیطان کی چالوں سے اب ہو گئے سب واقف اب ہوں گی الم نشرح ملعون کی سب گھاتیں  
 بیٹھا ہوا توبہ کر تو خیر منایا کر نلتی نہیں یوں جوہر اس دیس کی برساتیں  
 ("محمد علی" ذاتی ڈائری کے چند اوراق از مولانا عبدالماجد دریا بادی۔ صفحہ 35)  
 (گنجینہ جوہر از دوست قدوائی۔ صفحہ 21 تا 27 سے ماخوذ) (زیارت نبی بحالت بیداری از  
 محمد عبدالمجید صدیقی۔ صفحہ 92)

154- حضرت حافظ سید محمد علی خیر آبادی کو مثنوی مولانا روم پر بڑا عبور حاصل تھا  
 اور اپنے اعلیٰ مریدوں کو مثنوی شریف کے مطالعہ کی ہدایت فرماتے تھے۔ مثنوی  
 کو مولانا روم حقائق و معارف اور اسرار و رموز کا نا پیدا کنار سمندر سمجھتے تھے  
 اس لئے اس کی شرح لکھنے کو کبھی اچھا نہ سمجھا۔ ایک روز فرمانے لگے کہ مولانا  
 جامی نے مثنوی کی شرح لکھنا شروع کی۔ اس کے دو تین اشعار کی شرح لکھنے  
 پائے تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کو خواب میں دیکھا  
 کہ آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ "مولانا صاحب تمہاری شرح لکھنے سے ناخوش  
 ہوئے ہیں۔ انہوں نے اپنے اسرار کو در پردہ کہا ہے اور تم ان کو ظاہر کرنا چاہتے  
 ہو"۔ یہ سن کر مولانا جامی نے شرح لکھنا بند کر دی۔ (انوار اصفیاء صفحہ 556)

155- حضرت مخدوم شیخ احمد عبدالحق ردولوی کا وطن قصبہ روولی (یوپی۔ بھارت)  
 تھا۔ سخت ترین مجاہدے کئے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم اور  
 حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی زیارت ہوئی۔ فرمایا اے شیخ عبدالحق تیری  
 عبادت درگاہ الہی میں قبول ہوئی اور تو محبوبان الہی میں داخل ہوا۔ حضور اقدس

صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم نے پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا کہ شیخ عبدالحق کو دعا حیدری کی تعلیم کیجئے۔ چنانچہ حضرت علیؑ نے آپ کو دعائے حیدری یاد کرائی اور اس وقت سے یہ دعا اس خاندان میں برائے ورد چلی آتی ہے۔ آپ کا وصال 836ھ میں ہوا (صفحہ 169 تحفۃ الابرار) مزار ردولی شریف میں ہے۔

ہلاکو خان کی تباہ کاریوں سے مجبور ہو کر بلخ سے ایک جماعت کے ہمراہ آپ کے جد امجد شیخ داؤد ہندوستان آئے۔ اس زمانے میں ہندوستان اور مصری دو اسلامی ممالک تھے جو تاتاری درندوں سے محفوظ تھے۔ چونکہ فاضل روزگار تھے سلطان علاؤالدین خلجی نے آپ کو ہاتھوں ہاتھ لیا۔ آپ کے والد شیخ عمر ردولی میں پیدا ہوئے۔ بزرگ ماں کے بیٹے بھی بزرگ ہوتے ہیں۔ ماں تہجد پڑھتیں تو حضرت شیخ ماں کے ساتھ اٹھ کر تہجد ادا کرتے۔ ماں کیسی ہی ماں ہو اولاد کی محبت سے اس کا دل لبریز ہوتا ہے۔ ایک روز فرمایا۔ بیٹا ابھی تم بچے ہو۔ سات برس کی عمر بھی تو نہیں۔ تم پر ابھی روزہ نماز فرض نہیں۔ بولے آپ کیسی ماں ہیں کہ خود تو خالق اکبر کی عبادت میں مصروف رہتی ہیں اور مجھے روکتی ہیں۔ حضرت شیخ جلال الدین پانی پتیؒ کے محبوب ترین خلیفہ اور اپنے دور کے نہایت گراں قدر بزرگ گذرے ہیں۔ پیدائشی ولی تھے۔ آپ پر یہ قول صادق آتا ہے ”السعيد من سعدني بطن امه“ (یعنی نیک بخت ماں کے پیٹ ہی سے نیک بنایا جاتا ہے)

156- شیخ عزیز الدین بن عبدالسلام مقدسیؒ جو مشاہیر شافعیہ سے ہیں جس وقت ایک شخص کو سنا جو کہتا تھا میں اپنی لڑکیوں کے کار خیر کے لئے پریشان تھا کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ خواب ہی میں مجھے آپ نے ایک دینہ بتایا اور ارشاد فرمایا کہ خمس اس کا ادا نہ کرنا۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ اس شخص کو خمس دنیا چاہئے کہ حدیث صحیح میں خمس کا حکم ہے اور اس کو راویوں نے بحالت بیداری و درستی حواس سنا اور نقل کیا ہے

جبکہ اس شخص نے حالت خواب و غفلت میں سنا ہے۔ گمان غلطی کا ہے اعتماد کے قابل نہیں۔ اسی لئے شریعت میں ان احکامات خواب کو صحیح نہیں مانا گیا جو کتاب و سنت کے خلاف ہوں۔

حضرت مولانا شاہ رفیع الدین دہلویؒ ابن حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی تحقیق یہ ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس نے مجھ کو خواب میں دیکھا تو اس نے مجھ ہی کو دیکھا۔ تحقیق شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا۔ یہ نہیں فرمایا کہ شیطان میرا نام نہیں بتلا سکتا اور نہ یہ فرمایا کہ منصب نبوت کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ اس لئے بعض محققین نے تخصیص کی ہے صورت خاصہ کی جو مدفون مدینہ منورہ ہے اور بعض نے تمام صورتوں کی تعمیم کی ہے وقت نبوت میں اور بعض نے تمام صورتوں کو آپؐ کی جو حین حیات میں تھیں۔ اور اس کے قول کو مرجوح کیا گیا ہے جو ہر نیک و بد صورت کی رویت کا قائل ہو اور کیونکر نہ مقدوح و مرجوح ہو جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں بہت لوگ گمراہ بہکانے والے اس نام مبارک سے مشہور ہیں اور بہت لوگ دعویٰ نبوت کرتے ہیں۔ پس کیا تعجب ہے کہ شیطان اپنے کو ایک گمراہ کی شکل میں ظاہر کرے اور دعویٰ نبوت کا ایہام کرے اس لئے احتجاج ان ہی اقوال و افعال سے مناسب ہے جو ثقات کی زبان سے حین حیات میں روایت کئے گئے (تویر الحوالک للسیوطی) (فتویٰ عزیز ص ۱۹۲ در مطبع مجیدی۔ کانپور)

157- حضرت شیخ ابوالموہب شاذلیؒ کا وصال 820ھ میں ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا اگر تجھ کو حاجت ہو تو بی بی نفیسہ طاہرہ کی نذر مان اگرچہ ایک فلوس (پیسہ) ہی ہو۔ اللہ تیری حاجت بر لائے گا کیونکہ یہ بی بی عابدہ و زاہدہ ایک لمحہ بھی درود شریف اور مدح رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے خالی نہ رہتی تھی اور اللہ کی محبت میں اپنی جان فدا کی تھی اور درجہ عالیہ کو پہنچی تھی۔ (تاریخ الاولیاء جلد دوم صفحہ 627) (نعت عظمیٰ جلد سوم، صفحہ 295)

158- محمد بن اسمعیل صوفی بغدادی جو ابن سمعون کے نام سے مشہور تھے۔ 387 ہ میں وصال فرمایا اور اپنے گھر میں دفن کئے گئے۔ 33 سال بعد منتقل کئے گئے تو جسم بالکل تروتازہ تھا اور کفن تک میلا نہ ہوا تھا۔ ابن سمعون ایک دن وعظ فرما رہے تھے۔ ابو الفتح قواس برابر بیٹھے تھے کہ ان پر اونگھ طاری ہو گئی اور وہ سو گئے۔ ابن سمعون نے کچھ دیر کے لئے وعظ بند کر دیا اور بیدار ہونے پر ابو الفتح قواس سے فرمایا کہ تم نے ابھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی زیارت کی ہے۔ ابو الفتح قواس نے اثبات میں جواب دیا۔ فرمایا اسی وجہ سے میں خاموش ہو گیا تھا مبادی تم گھبرا جاؤ اور یہ حالت جس میں تم تھے نہ رہے۔ علامہ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں کہ یہاں ابن سمعون نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیداری میں زیارت کی جب کہ ابو الفتح قواس نے خواب میں۔ (اثبات کرامات الاولیاء از ابن باطیش) (طبقات از علامہ مناوی) (تواریخ الاولیاء حصہ اول، صفحہ 303) (جمال الاولیاء صفحہ 92) (ماہ نامہ النور بابت ماہ شوال 1360 ہ) (رویائے صالحہ، صفحہ 55) (زیارت نبی بحالت بیداری، صفحہ 51 تا 52، ناشر فیروز سنز، لاہور)

159- ایک نوجوان زمیندار 12 برس سے درود شریف پڑھ رہے تھے مگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی زیارت نہ ہوتی تھی۔ حالانکہ دل میں آپ کے لئے بے پناہ محبت بھی تھی۔ بہت جتن کئے مگر گوہر مراد ہاتھ نہ آیا تو یہ خیال کرنے لگے کہ ضرور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم مجھ سے ناراض ہیں۔ پس ایسی زندگی سے کیا حاصل اور خود کشی کے لئے ایک درخت پر چڑھ گئے۔ رسی کا پھندا گلے میں ڈالا اور دوسرا درخت کی ٹہنی سے باندھ کر کود پڑے۔ درخت سے لٹکے ابھی تڑپ ہی رہے تھے کہ محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف لا کر ان کو کمر سے پکڑ لیا۔ رسی فوراً ٹوٹ گئی اور

خواب میں دیدار کے خوش بخت تمنائی کو بحالت بیداری سر کی آنکھوں سے شرف زیارت حاصل ہو گیا۔ مگر تاب دیدار نہ لاتے ہوئے گر کر بے ہوش ہو گئے۔ دو تین دن بعد جب ہوش آیا تو اس نوجوان زمیندار کی حالت ہی کچھ اور تھی۔ دل سے دنیا کی محبت سرد پڑ چکی تھی۔ مجذوبانہ کیفیت طاری تھی۔ کبھی مساجد اور کبھی ویرانوں میں نظر آتے۔ اسی حالت میں چند سال زندہ رہ کر جنت الفردوس کو سدھار گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون (زیارت نبی بحالت بیداری از محمد عبدالمجید صدیقی ایڈووکیٹ، صفحہ 84۔ ناشر فیروز سنز، لاہور)

160- سید احمد کبیر رفاعی نہایت جلیل القدر صوفیاء میں سے تھے۔ نبیؐ حسینی سید تھے۔ ہر سال حاجیوں کی معرفت آپؐ رسول امین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خدمت اقدس میں سلام بھیجتے اور قافلہ کی رخصتی کے وقت فرماتے حضرت بشیر و نذیر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے روضہ اطہر (علیٰ صاحبہا صلوة و سلاما) کے سامنے کھڑے ہو کر میرا سلام عرض کرنا۔ آپؐ کی مشہور ترین کرامت یہ ہے کہ 559/1161ھ میں حج بیت اللہ سے فارغ ہو کر آپ مدینہ طیبہ زیارت کے لئے گئے۔ روضہ نبوی (علیٰ صاحبہا صلوة و سلاما) کے قریب پہنچ کر آپ نے با آواز بلند فرمایا ”السلام علیکم یا جدی“ (نانا جان۔ السلام علیکم)۔ فوراً ”روضہ مطہرہ سے ندا آئی ”وعلیکم السلام یا ولدی“ (وعلیکم السلام میرے بیٹے)۔ اس آواز کو سن کر آپ پر وجد طاری ہو گیا۔ آپ کے علاوہ جتنے آدمی وہاں موجود تھے ان سب نے بھی یہ آواز سنی۔ تھوڑی دیر بعد بحالت گریہ آپ نے یہ دو شعر پڑھے۔ جن کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے:-

(آپؐ سے دوری کی حالت میں آپؐ کے پاس اپنی روح کو بھیجتا تھا۔ وہ میری قائم مقام بن کر آپؐ کی زمین کو چوما کرتی تھی۔ اب میں اپنی جان کو لے کر خود حاضر ہوا ہوں۔ پس آپؐ اپنا ہاتھ بڑھائیے تاکہ میرے پیاسے ہونٹ اسے



بوسہ دے کر حظ حاصل کریں)

یہ کہنا تھا کہ تربت اقدس سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا چمکتا ہوا دست مبارک ظاہر ہوا جس کی نورانیت نے آفتاب کو بھی ماند کر دیا۔ آپ نے اس کو بوسہ دیا جس کے بعد وہ پھر قبر اطہر میں مخفی ہو گیا۔ حضرت علامہ سیوطیؒ نے لکھا ہے کہ اس وقت روضہ اقدس (علیٰ صاحبہا الف الف صلوة و الف الف سلام) پر قریب 90 ہزار عاشقان جمال نبوی و مشتاقان روضہ نبوی کا مجمع تھا جنہوں نے اس واقعہ کو دیکھا اور حضور سرور کائنات، فخر موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دست مبارک کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ ان میں محبوب سبحانی، قطب ربانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ حضرت شیخ عبدالرزاق حسینی واسطیؒ اور حضرت شیخ عدی بن مسافر الامویؒ جیسے جلیل القدر بزرگ بھی موجود تھے۔ اس واقعہ کو اس کثرت سے علماء نے بیان کیا ہے کہ اس میں کسی قسم کی غلطی کا احتمال نہیں ہے۔ ایک بزرگ سے کسی نے پوچھا کہ جس وقت حضرت رفاعیؒ نہایت ذوق و شوق و ادب سے دست مبارک چوم رہے تھے تو کیا آپ کو اس وقت حضرت سید احمد کبیر رفاعیؒ پر رشک آیا تھا۔ فرمایا ہم تو ہم اس وقت تو حاملان عرش تک رشک کر رہے تھے۔ حضرت رفاعیؒ کو جب افاقہ ہوا تو دیکھا کہ لوگوں میں بڑی عزت ہو رہی ہے۔ آپ نے اپنے نفس کا اس وقت یوں علاج کیا کہ مسجد نبوی (علیٰ صاحبہا صلوة و سلاما) کی دہلیز پر لیٹ گئے اور فرمایا کہ میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ میرے اوپر سے گذرو تاکہ ذلت ہو۔ لوگوں نے پھاندنا شروع کر دیا۔ ایک بزرگ غالباً محی الدین حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے کسی نے دریافت کیا کہ آپ حضرت رفاعیؒ کے اوپر سے نہیں گذرے تو آپ نے فرمایا کہ اگر میں ایسا کرتا تو آتش قبر مجھے جلا دیتی۔ وہ اندھے تھے جو پھاندے۔ غرض اللہ کے خاص الخاص بندوں کو مدینہ طیبہ میں اسی قسم کی دولتیں

نصیب ہوتی ہیں۔ (خزینہ معارف یعنی مشہور عربی کتاب ”ابریز“ کا اردو ترجمہ۔ حصہ دوم۔ از ڈاکٹر پیر محمد حسن ایم۔ اے، پی ایچ ڈی، صفحہ 509) (خیر الموائس جلد اول، صفحہ 350) (الحاوی از علامہ جلال الدین سیوطی) (البنیان المشید ترجمہ البرہان المویذ مولفہ حضرت سید احمد کبیر رفاعی۔ ترجمہ مولوی حافظ ظفر احمد عثمانی تھانوی صفحہ 4 تا 9۔ مکتبہ تھانوی۔ کراچی) (روح المعانی والشرح از حکیم الامت محمد اشرف علی تھانوی صفحہ 32 تا 33) (طبقات از مناوی) (شرح الشفا از شہاب خفاجی) (اسرار ربانیہ از صافی) (اردو ترجمہ ”حکم رفاعیہ“ از شیخ احمد کبیر رفاعی صفحہ 5 تا 6) (نزہتہ از امام عبدالرحمن) (ام البراہین از ابن الحاج)

161- ”شرح نصوص“ میں داؤد قیصری تحریر فرماتے ہیں کہ جو کوئی حضرت محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی کے ابتدائی دور میں آپ کا نام بے وضو لیتا تو مصیبت میں پھنس جاتا تھا۔ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے فرمایا کہ فرزند پروردگار عالم کا اسم پاک لوگ بے طہارت لیتے ہیں لیکن خالق برحق ان سے مواخذہ نہیں کرتا تو پھر آپ نے بھی وہ جلال ترک کر دیا۔

162- ایک مرتبہ محی الدین حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کو ایک پتھر ملا تھا جس پر یہ درود شریف تحریر تھا۔ ”اللہم صلی وسلم علی سیدنا و مولانا محمد بحر انوارک و معدن اسرارک و لسان حجتک و عروس مملکتک و امام حضر تک و طراز ملکک و خزائن رحمتک و طریق شریعتک المتلذذ بمشاهد تک عین اعیان خلقک المعتقدم من نور ضیائک و صلوة تحمل بها عقدتی و تفرج بها نوبتی صلوة ترضیک و ترضیہ و ترضی بها عنا یارب العالمین عدد ما احاطہ به علمک و احصاہ کتابک و جرى به قلمک و عدد الاقطار والا حجار والا شجار و ملامکتہ البحار و جمیع ما خلق مولانا من اول الزمان الی آخرۃ و الحمد لله وحده۔“

بعد ازان حضرت محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی زیارت کی اور آپؐ سے اس درود شریف کی فضیلت دریافت کی۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی اس کو ایک مرتبہ پڑھے گا 70 ہزار درود کا ثواب پائے گا۔ (مجمعات حضرت خواجہ احمد دریبی) (سعادة الدارين حصہ اول از علامہ یوسف نبہائی)۔ اس کتاب کے لئے میں جناب محمد اسمعیل چودھری۔ اسلام آباد کا شکر گزار ہوں۔

163- بہاولپور کے ایک ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر سگریٹ پیتے تھے۔ ایک رات عالم خواب میں انہوں نے قیامت کا ہولناک منظر دیکھا۔ سخت پریشانی کے عالم میں ایک طرف روشنی نظر آئی۔ کسی نے بتایا وہاں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ یہ اس جانب بھاگے لیکن جوں ہی روشنی کے قریب پہنچے کسی نے ان کو دھکا دے کر پیچھے کر دیا اور کہا تم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے نہیں مل سکتے۔ ذرا سا توقف کر کے یہ پھر بھاگے تو کسی نے ان کو زور سے دھکا دیا۔ یہ گر گئے اور کہا کہ تمہارے منہ سے تمباکو کی بو آرہی ہے تم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں مل سکتے۔

اس خواب نے تازیانے کا کام کیا اور ڈپٹی کمشنر مذکورہ بالانے فوراً "سگریٹ نوشی جس کے وہ عادی تھے ترک کر دی۔" ("دنیا، قبر، آخرت" از پروفیسر ڈاکٹر نور احمد صاحب۔ پروفیسر آف میڈیسن نیشنل میڈیکل کالج، ملتان، صفحہ 17 تا 18۔ پبلشر صدیقی۔ ٹرسٹ نزد لسبیلہ چوک۔ کراچی)

164- میرے ایک دوست سنٹرل گورنمنٹ میں ایک اعلیٰ عہدہ سے ریٹائر ہوئے ہیں۔ عرصہ بعد ان سے ملاقات ہوئی تو چہرہ پر ریش مبارک تھی جو پہلے نہیں تھی۔ میں نے وجہ دریافت کی۔ اس پر انہوں نے بتایا کہ ایک رات خواب

میں قیامت کا وہشت ناک منظر دیکھا۔ سخت پریشان تھا کہ کچھ لوگوں کو ایک طرف بھاگتے دیکھا۔ میں بھی اسی جانب دوڑا تو وہاں لوگ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے مصافحہ کر رہے تھے۔ میں نے جو ہاتھ بڑھایا تو آپ نے منہ پھیر لیا۔ وجہ دریافت کی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تمہاری شکل میری جیسی نہیں۔ یہ شیو کیا کرتے تھے۔ صبح ہوتے ہی ڈاڑھی منڈانا ترک کر دیا جس کے نتیجہ میں ڈاڑھی بڑھ گئی ("دنیا، قبر، آخرت" صفحہ 17)

165- شیخ رکن الدین علاؤ الدولہ سمنائی فرماتے ہیں کہ شیخ مجدد الدین بغدادی نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم) مجھے کوئی دعا سکھائیے۔ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا۔ "اللهم! تب علی حتی اتوب واعصنی حتی لا اعوذ وحبب الی الطاعات وکره الی الخطیات (اے پروردگار میری طرف متوجہ ہو یہاں تک کہ میں توبہ کروں اور مجھ کو بچالے یہاں تک کہ پھر گناہ نہ کروں۔ مجھے عبادت کی محبت اور گناہوں کی کراہیت عطا فرما) (نفحات الانس صفحہ 458) (لطائف الاشرافی جلد اول، صفحہ 165) (ضیاء نورانی در حالات حضرت خواجہ بادشاہ سیدائی۔ صفحہ 192)

166- حضرت الشیخ الاکبر محی الدین ابن عربی اندلسی فرماتے ہیں کہ جب میں نے اپنی کتاب "فتوحات مکیہ" کا خطبہ لکھا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو عالم مثال میں بہ کیفیت ذیل دیکھا: کہ آپ ایک تخت پر رونق افروز ہیں۔ جمیع رسل علیہم السلام آپ کے روبرو صف باندھے کھڑے ہیں۔ امت مرحومہ بھی حاضر ہے۔ ملائکہ تسخیر وغیرہ آپ کے گرداگرد حاضر ہیں۔ حضرت صدیق اکبرؓ دائیں جانب، حضرت فاروق اعظمؓ بائیں جانب۔ خاتم الولاہت یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کے روبرو دوڑانہ ہو کر بیٹھے باتیں کر رہے ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ، خاتم الولاہیت کے ترجمان ہیں (حضرت الشیخ نے یہ جملہ اس واسطے فرمایا ہے کہ آپ کو فیض حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روحانیت سے حاصل ہوا تھا)۔ حضرت ذوالنورین یعنی حضرت عثمان غنیؓ بھی روبرو تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے مجھے خاتم الولاہیت کے پیچھے دیکھا کیونکہ میں اور خاتم الولاہیت حکم میں مشترک ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے خاتم الولاہیت سے میری جانب اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ تیرا عدیل ہے اور تیرا فرزند اور تیرا خلیل ہے۔ اس کے لئے میرے روبرو منبر قائم کر۔ بعدہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے میری جانب اشارہ کر کے فرمایا ”اے محمد (حضرت الشیخ کا اسم محض محمد ہے) اس منبر پر قائم ہو کر میری اور میرے مرسل کی حمد و ثناء کہو“۔ پس قائم کیا خاتم الولاہیت نے منبر کو۔ منبر کی پیشانی پر نور سے لکھا ہوا تھا کہ یہ مقام محمدی ہے۔ جو شخص اس جگہ قائم ہوا تحقیق وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا وارث ہو گا اور اس کو حق سبحانہ تعالیٰ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی شریعت کا حافظ مقرر کرے گا۔ اور اس وقت مجھے حکمتیں عطا کی گئیں گویا مجھے جوامع الکلم عطا کئے گئے۔ پس میں اللہ تعالیٰ کا شکر بجالایا اور منبر پر چڑھا۔ جب میں اس موقف اعلیٰ پر قائم ہوا شرمسار ہو کر اپنے منہ کو ڈھک لیا۔ پھر تائید کیا گیا روح القدس سے اور اشعار ذیل شروع کئے۔ (یہ اشعار ”مقالات مرضیہ“ کے صفحہ 32 تا 33 پر موجود ہیں)۔

بعدہ، حضرت الشیخ نے حمد و ثنائیں بیان کی اور اس کے آخر میں فرماتے ہیں۔ پھر میں واپس لایا گیا اس مشہد مثالی سے علم سقلی کی طرف۔ پس میں نے اس حمد مقدس کو اپنی کتاب ”فتوحات“ کا خطبہ بنایا (مقالات مرضیہ المعروف بہ ملفوظات مرئیہ یعنی سید پیر مر علی شاہ آف گوڑہ شریف کے ملفوظات مبارکہ۔ ملفوظ نمبر

دس سے ماخوذ۔ صفحہ 31 تا 33)

انصاف کرنا چاہئے کہ جن لوگوں نے حضرت الشیخؒ پر تشنیع و غلیظ کی کیا ان کو وہ اعلیٰ مقام اور بلند منصب نصیب ہوا۔ حاشا وکلا۔ اور نیز چونکہ حضرت الشیخؒ کو اللہ تعالیٰ نے وارث و حافظ شریعت بنایا ہے جیسا کہ خطبہ مذکور سے واضح ہے پس آپ کا کلام کس طرح خلاف شریعت عزا واقع ہو گا۔ پس بناءً ا” بعض حضرات کا اعتراض قلت علمی اور ان کی نظروں میں عدم استیعاب و احاطہ حضرت الشیخ کی تصانیف پر محمول ہو گا۔ چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے اس امر کی اپنی کتاب ”مکتوبات مدنی“ میں ایک جگہ تصریح فرمادی ہے (یہ سیدنا پیر مرعلی شاہ گولڑوی قدس سرہ کا بیان ہے جو حضرت الشیخ الاکبر محی الدین ابن عربی حاتمى طائى اندلسى کے زبردست مداح تھے)۔

167- محمد بن عبید اللہ بن عمرو العنسیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے مدینہ منورہ حاضر ہو کر زیارت روضہ شریف (علی صاحبہ صلوٰۃ و سلاما) کا شرف حاصل کیا اور اس کے مقابل بیٹھ گیا۔ اچانک ایک اعرابی آیا اور زیارت کی اور کہا یا خیر الرسل (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم) اللہ جل شانہ نے آپ پر قرآن مجید نازل فرمایا جس میں ہے۔

(سورہ نساء آیت 64)

(ترجمہ: اور اگر یہ لوگ جب انہوں نے اپنے نفس پر ظلم کر لیا تھا آپ کے پاس آجاتے اور آکر اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے اور رسول بھی ان کے لئے معافی مانگتے تو ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا پاتے) اے اللہ کے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم) میں آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں اور اللہ جل شانہ سے اپنے گناہوں کی مغفرت چاہتا ہوں اور میں آپ کی شفاعت کا طالب ہوں۔ اس کے بعد وہ اعرابی رونے لگا اور ان معنی کے عربی اشعار پڑھے۔

(اے بہترین ذات ان سب لوگوں میں جن کی ہڈیاں ہموار زمین میں دفن کی گئیں کہ ان کی وجہ سے زمین اور ٹیلوں میں بھی عمدگی پھیل گئی۔ میری جان قربان اس قبر پر جس میں آپ ہیں کہ اس میں عفت ہے، اس میں جود ہے، اس میں کرم ہے)

اس کے بعد استغفار کی اور وہ اعرابی چلا گیا۔ عتبیٰ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میری آنکھ لگ گئی تو میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس اعرابی کے پاس جا اور اس کو بشارت دے کہ اللہ تعالیٰ نے میری شفاعت سے اس کی مغفرت فرمادی اور اس کے گناہ بخش دیئے گئے۔ امام نوویؒ نے اپنی ”مناسک“ میں مزید اشعار لکھے ہیں جن کے معنی یہ ہیں:

(آپ ایسے سفارشی ہیں جن کی سفارش کے ہم امیدوار ہیں جس وقت کہ پل صراط پر لوگوں کے قدم پھسل رہے ہوں گے۔ اور آپ کے دو ساتھیوں کو تو میں کبھی نہیں بھول سکتا۔ میری طرف سے آپ سب پر سلام ہوتا رہے جب تک دنیا میں لکھنے کے لئے قلم چلتا رہے یعنی قیامت تک)

(محبوب القلوب صفحہ 329 تا 330) (وفاء الوفا از علامہ سمہودیؒ) (فضائل حج از حضرت مولانا زکریا کاندھلوی ثم مدنیؒ صفحہ 175 تا 176۔ دوسرا نسخہ 224 تا 225) (طیب البیان رد تقویت الایمان از مولوی حکیم محمد نعیم مراد آبادی صفحہ 68) (الحاوی)

168- حافظ ابو عبد اللہ ”مصباح الظلام“ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص اونٹ پر سوار بدویانہ صورت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دفن کے تین دن بعد حاضر ہوا اور اپنے آپ کو قبر مبارک پر گرا دیا اور اس کی خاک پاک کو اس نے سر پر ڈالا اور کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم) جو کچھ آپ نے حق جل شانہ سے سنا وہ ہم



نے آپ سے سنا اور پھر مذکورہ بالا خواب نمبر 167 والی آیت قرآن پڑھ کر کہا کہ میں نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے اور آپ کی جناب میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ میرے واسطے استغفار اور شفاعت فرمائیں۔ اسی وقت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تربت مبارک سے آواز آئی ”قد غفر لک“ (تحقیق تیرے گناہ بخش دیئے گئے)

169- محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نے اپنی تصنیف ”غنیۃ الطالبین“ میں تحریر فرمایا ہے کہ حضرت ابوالحسن علی بن ابی طالب نے ایک شخص کو سنا کہ کعبہ شریف کے گرد گھومتا اس مضمون کے اشعار پڑھ رہا ہے ”اے وہ ذات جس کی طرف خلقت کرم کا اشارہ کرتی ہے یعنی صفت کرم سے موصوف کرتی ہے۔ اے وہ ذات جو مصیبت یا اندھیری راتوں میں مضطر کی دعا قبول کرتی ہے۔ اے نقصان اور حاجت اور مرض کے کھولنے اور دفع کرنے والے تیرا قاصد کعبہ شریف کے گرد سو رہا ہے اور اسے حی و قیوم تو نہ سویا۔ میں نے جو گناہ کیا ہے تو اپنی بخشش سے بخش دے۔ اگر تیرا عفو مجرموں کے لئے نہیں ہے تو گنہگاروں پر انعام کون کرے گا۔“ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا اے حسن جاؤ اس کو لے آؤ۔ حضرت امام حسنؑ گئے اور دیکھا کہ وہ نہایت حسین آدمی ہے اور اس کی دائیں جانب بالکل شل ہو گئی ہے۔ آپ نے فرمایا چلو تم کو امیر المؤمنینؑ بلا رہے ہیں۔ وہ گھسٹتا ہوا شیر خدا حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ تو کون ہے؟ جواب دیا عرب ہوں۔ باپ نے مجھے گناہوں سے بچنے کی تاکید کی تو میں نے ان کے چہرے پر طمانچہ مارا۔ وہ طیش میں آگئے اور اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر کعبہ شریف پہنچے اور یوں دعا کی ”وہ پاک ذات جس کی طرف لوگ دور دور سے آتے اور اس کے لطف کی آرزو کرتے ہیں۔ یہ وہ منزلیں ہیں جن کا قصد کرنے والا کبھی نقصان میں نہیں رہتا۔ اے رحمن میرے بیٹے سے میرا حق لے اور اس کی ایک جانب اپنی بخشش سے شل

کر دے۔ اور وہ پاک ذات ہے جو نہ خود کسی سے بنایا گیا نہ اس کو کسی نے جنا۔ ابھی یہ دعا سے فارغ نہ ہوئے تھے کہ میری یہ حالت ہو گئی جو آپ ملاحظہ کر رہے ہیں۔ پھر وہ مکان پر واپس آئے اور میری یہ حالت دیکھی۔ چند روز بعد مجھ سے جب خوش ہو گئے تو میں نے عرض کیا کہ جہاں اور جس جگہ میرے لئے بددعا کی تھی اسی جگہ میرے لئے دعا کریں۔ پس وہ اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر نکلے اور گر کر مر گئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس پر فرمایا کیا میں تجھ کو دعائے بتا دوں جو میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے سنی اور میں نے سنا آپ فرماتے تھے کہ جو غمگین اور مصیبت زدہ اس کو پڑھ کر دعا کرے اللہ تعالیٰ اس کی مشکل آسان کرتا ہے۔ اور وہ دعا یہ ہے۔ عربی کی عبارت کے لئے کتاب ”خیر الموائس حصہ اول صفحہ 373 تا 374 ملاحظہ فرمائیں۔“

پھر حضرت اسد اللہ الغالب نے فرمایا کہ اس دعا کو مضبوط پکڑو۔ یہ عرش کے خزانوں سے ایک خزانہ ہے۔ پس اس شخص نے یہ دعا پڑھی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو صحت عطا فرمائی۔ پھر اس نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور اس دعا کی حقیقت دریافت کی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ اسم اعظم ہے (خیر الموائس جلد اول۔ صفحہ 373 تا 374)۔

170- ابن عساکر اور ہشام بن محمد سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وظیفہ دیر سے ملا جو ایک لاکھ سالانہ مقرر تھا۔ آپ تنگ دستی میں، وقت گزار رہے تھے۔ افلاس بڑھا تو آپ کو خیال آیا کہ حضرت امیر معاویہؓ کی توجہ اس طرف ملتفت کرائی جائے۔ یہ سوچ کر آپ نے ملازم کو قلم و کاغذ لانے کو فرمایا مگر ساتھ ہی یہ سوچا کہ ایسا لکھنا ہاشمی شان کے خلاف ہے۔ قلم رکھ دیا اور خط نہ لکھا۔ رات کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے دریافت فرمایا ”حسن کیا حال ہے؟ تم آج کل پریشان کیوں ہو۔“ حضرت امام حسنؓ نے تمام واقعہ بیان فرمایا۔ اس پر حضور اقدس صلی

اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم یہ دعا پڑھو ترجمہ۔ (اروہ ترجمہ = اے اللہ میرے دل میں امید ڈال دے اور اپنے ماسوائے میری امید قطع کر دے حتیٰ کہ تیرے سوا مجھے کسی کی امید نہ رہے۔ اے اللہ مجھے وہ خاص یقین عطا فرما جو تو نے اولین و آخرین کو دیا ہے۔ جس کے حاصل کرنے سے میری قوت عاجز اور میرا عمل کوتاہ ہے اور نہ میری رغبت انتہا کو پہنچتی ہے نہ میرا سوال اس تک پہنچتا ہے اور نہ وہ میری زبان پر جاری ہوا ہے۔ پس اے اللہ وہ بھی مجھے عطا فرما)۔ روایت ہے کہ دوسرے روز ہی آپ کو دس لاکھ درہم حضرت امیر معاویہؓ نے بھیج دیئے۔ یہ دیکھ کر حضرت امام حسنؓ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور آپ پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ جو شخص خالق کائنات سے طلب کرتا ہے اور مخلوق سے امید نہیں رکھتا اللہ تعالیٰ اس کی مراد اسی طرح پور کر دیتا ہے (مفتاح الرشاد) (تاریخ اسلام جلد دوم تالیف مولوی عبدالحلیم شرر لکھنؤی 1926ء 1345ھ حیدر آباد دکن سے چھپی۔ صفحہ 936 (جواہر خمسہ صفحہ 51 تا 52) از حضرت شاہ محمد غوث گوالیاریؒ) ("الحسن" از اعجاز الرحمن صاحب ایم۔ اے) (تاریخ الخلفاء) (صواعق محرقة) (سوانح کریلا از صدر الافاضل مولانا مفتی محمد نعیم الدین، صفحہ 50 تا 51) عربی میں یہ دعا ان میں سے کسی بھی کتاب میں مل جائے گی وہاں سے نوٹ کر لیں۔

171- سیدنا و سید شباب اہل الجنۃ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شب عاشورہ تسبیح و تہلیل میں گذاری اور خواب میں دیکھا کہ بہت سے کتوں نے آپ پر حملہ کر دیا اور ایک سگ ابلق آپ کے سینہ بے کینہ پر آبیٹھا کہ اچانک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا اے لخت جگر! دیکھ یہ تمام ارواح قدس تیرے خیر مقدم کو حاضر ہیں۔ بیٹا آج شب کا کھانا ہمارے ساتھ آکر کھاؤ۔ تمہاری مفارقت اب زیادہ گوارا نہیں۔ صبح لشکر عمر بن

سعد کی میدان کربلا میں آمد شروع ہو گئی (اوراق غم از علامہ ابوالحسنات قادری" صفحہ 225) واقعہ کربلا محرم الحرام 61ھ کو پیش آیا اور حضرت امام حسینؑ نے عمر 55 برس جام شہادت نوش فرمایا۔

172- علامہ مسعودی "مروج الذهب" میں تحریر فرماتے ہیں کہ عبداللہ خزاعی خلیفہ ہارون الرشید کا کوتوال تھا۔ اس کا بیان ہے کہ ہارون الرشید کا آدمی ایسے وقت میرے پاس آیا کہ پہلے کبھی نہ آیا تھا اور مجھے کپڑے بدلنے تک کی مہلت نہ دی اور ہمراہ لے گیا۔ مجھے خوف ہوا۔ محل کے اندر جا کر میں نے دیکھا کہ خلیفہ بیٹھا ہوا ہے۔ کچھ دیر بعد بولا عبداللہ تو جانتا ہے میں نے تجھے کیوں طلب کیا۔ میں نے کہا نہیں امیر المومنین۔ کہا میں نے ابھی ایک کالے بھنگ حبشی کو خواب میں دیکھا جس کے ہاتھ میں برہنہ تلوار تھی۔ کہہ رہا تھا تو اسی وقت امام موسیٰ کاظمؑ کو چھوڑ دے ورنہ میں تجھے ابھی قتل کر دوں گا۔ پس تو جا اور امام موسیٰ کاظمؑ کو قید سے رہا کر دے۔ میں نے اس حکم کو تین مرتبہ خلیفہ سے دہرایا۔ تیسری بار یہ بھی کہا کہ اسی وقت جا کر چھوڑ دے اور تیس ہزار درہم بھی ان کو دے اور میری طرف سے کہہ دے کہ اگر آپ یہاں ٹھہرنا چاہیں تو یہاں ٹھہریں۔ آپ کے جملہ اخراجات، مصارف و ضروریات کا میں ذمہ دار ہوں۔ اور اگر مدینہ منورہ جانا چاہیں تو وہاں تشریف لے جائیں۔ عبداللہ کوتوال جیل خانہ میں جب پہنچا تو اسے دیکھ کر حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کھڑے ہو گئے۔ آپ نے سمجھا شاید وہ کوئی مکروہ حکم لے کر آیا ہے۔ عبداللہ نے کہا آپ خوف نہ کریں۔ میں تو آپ کو آزاد کرنے آیا ہوں۔ پھر کہا آپ کے معاملہ میں میں خود حیران ہوں۔ اس پر حضرت امام موسیٰؑ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو دیکھا۔ آپ فرما رہے ہیں۔ کہ موسیٰ تو ظلما قید خانہ میں پڑا ہوا ہے۔ اگر تو ان کلمات کو پڑھے تو آج ہی رات قید سے نجات پائے۔ دعا یہ ہے۔ (عربی کی یہ عبارت حوالہ والی کتاب سے نوٹ کر لیں جن کو شوق ہو)۔

میں نے یہی پڑھا اور اس کا نتیجہ یہ ہے جو تو نے دیکھا۔ ہارون الرشید نے حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کو کسی بات پر بغداد شریف میں قید کر دیا تھا مگر اس دعا کی برکت سے راتوں رات انہیں جیل خانہ سے رہائی ملی (خیر الموائس حصہ اول صفحہ 172) (تاریخ المشاہیر، صفحہ 88)

173- ”تلخیص القلائد“ میں شیخ ابو زکریاؒ سے مذکور ہے کہ فرمایا محبوب سجانی محی الدین حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے کہا ایک شب میں نے دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم تخت پر جلوہ افروز میرے مکان پر تشریف لائے اور متبسم ہو کر مجھ سے فرمایا ”اے نور العین اوھر آ“۔ جب میں آپ کے نزدیک گیا تو نہایت درجہ شفقت سے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے تخت پر بٹھایا اور فرط محبت سے میری پیشانی پر بوسہ دیا اور اپنا پیرہن مبارک جو پہنے تھے اتار کر مجھے پہنا دیا۔ اور فرمایا **هنا خلعتہ الغوثیہ علی الا قلب والابدال والاونار۔ اور بعد عطائے خلعت غوثیہ مجھ کو رخصت کیا اور تشریف لے گئے۔**

174- الشیخ السید حضرت محی الدین عبدالقادر الجیلانی بغدادی الحسنى ابا“ والحسنى اما“ فرماتے ہیں کہ ایک شب میں نے حضور سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کی 17 مرتبہ زیارت کی اور آپ نے مجھ کو یہ دعا تعلیم فرمائی۔ ”اس دعا کو بھی حوالہ والی کتاب میں دیکھ لیں“۔

175- ”خوارق الاخیار“ میں ابو محمد سید عبدالجبارؒ آپ کے صاحبزادے عالی وقار سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ محبوب سجانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے مزار مبارک پر تشریف لے گئے اور فرمایا ”السلام علیکم یا امام“۔ فوراً قبر مبارک شق ہو گئی اور امام موصوف نے قبر مبارک سے نکل کر حضرت محبوب سجانیؒ سے معانقہ کیا اور ایک پیراہن آپ کو دیا اور فرمایا ”سید عبدالقابر قد افتقر الیک فی علم الشریعہ و علم الظرفیہ و علم الحال والقال“ (ودیعت کیا ہم نے تم کو علم شریعت و طریقت و علم حال و قال)۔ سیدنا

محمی الدین شیخ عبدالقادرؒ کا مسلک حنبلی تھا۔ ایک روز فرمانے لگے ہمارا ارادہ ہے کہ مسلک حنفی اختیار کریں۔ پس اسی شب بعالم مراقبہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ دیکھا کہ حضرت امام حنبلیؒ آپ سے عرض کر رہے ہیں کہ آپ کے نور العین غوث الثقلینؒ میرے مسلک کی بیعت چھوڑنے کا ارادہ کر رہے ہیں۔ براہ شفقت اس باب میں آپ میری سعی فرمائیں کہ وہ اس ارادہ سے باز رہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم نے امام صاحبؒ کی استدعاء پر حضرت محبوب سبحانیؒ سے ارشاد فرمایا ”یا ولدی ہماری خاطر امام احمد کی التجا قبول کرو“۔ اس پر حضرت غوث الاعظمؒ نے امام صاحبؒ سے فرمایا کہ اپنے دل میں میری جانب سے ایسا خیال نہ لائیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ تادم زیت اسی مسلک پر قائم رہوں گا۔ چنانچہ جب حضرت محبوب سبحانیؒ بیت اللہ شریف تشریف لے گئے تو دیکھا کہ حنبلی مصلیٰ پر سوائے امام صاحبؒ کے کوئی مقتدی نہیں مگر جس وقت آپ نے اس مصلیٰ پر جا کر نماز پڑھائی تو مقتدیوں کی اس قدر کثرت ہوئی کہ نماز پڑھنے کے لئے جگہ نہ ملتی تھی۔

176- ایک دن شیخ نجم الدین صفاہانیؒ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زیارت کے لئے گئے۔ خطیرہ مقدسہ کے اندر نہ گئے۔ تھوڑی دیر بعد ایک شخص اٹھا کہ اندر زیارت کے واسطے جائے مگر شیخ نے اس کو منع کیا اور فرمایا مت جاؤ کہ حضور سید کائنات افضل موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم اندر ہیں۔ جب آپ باہر تشریف لائے تو حضرت شیخ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کے قدموں میں گر گئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ اے نجم الدین تجھ کو میں ایک دعا سکھاؤں کہ جس کو تو پڑھے تو اس کی برکت سے اللہ کا محبوب ہو جائے۔ شیخ نے اس دعا کو سیکھ لیا اور اپنے مریدوں کو بھی سکھائی۔ اس دعا کو حوالہ والی کتاب میں ملاحظہ فرمائیے۔ (الدار المنظوم فی ترجمہ ملفوظ المحدثوم۔ جلد دوم۔ صفحہ 891 تا 892)

۱۷۷- حضرت شیخ محی الدین اکبر ابن عربیؒ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپؐ نے ابن حزمؒ سے معانقہ کیا اور دونوں ایک دوسرے میں غائب ہو گئے اور صرف حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نظر آتے تھے (فتوحات مکیہ از شیخ ابن عربیؒ) (نتائج التقلید از حکیم محمد اشرف صاحب، صفحہ ۵۶)۔

حضرت ابن عربیؒ کا روضہ مبارک دمشق میں ہے۔ تھوڑے فاصلے پر حضرت ذوالکفل علیہ السلام کا مزار مبارک ہے۔ اسی کے قریب جبل صالحہ ہے جس کی چوٹی پر مقام اصحاب کف محفوظ و محصور ہے اور دوسری چوٹی پر مقام ہابیل و قابیل ہے۔

۱۷۸- حضرت شیخ ابوبکر خوائیؒ فرماتے ہیں کہ اوائل عمر میں ”قصص الحکم“ کا بہت مشغلہ رکھتا تھا۔ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا اور نہایت اوب سے دریافت کیا کہ آپؐ فرعون کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ زبان حق ترجمان سے ارشاد ہوا کہ جو اس میں لکھا ہے وہی کہو۔ پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) وجود میں آپؐ کیا فرماتے ہیں۔ ارشاد ہوا قدیم میں قدیم اور حادث میں حادث (مشاہیر اسلام جلد اول، صفحہ ۱۹۹)

۱۷۹- حضرت سید احمد میاںؒ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ بو علی قلندر پانی پتیؒ نے حضرت امیر خسروؒ سے کہا کہ تمہارے مرشد کو میں حضرت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی محفل میں نہیں دیکھتا۔ اسی وقت دونوں بزرگ حضوری میں آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے پہنچے جہاں بہت سے اولیائے کبار کا اجتماع تھا۔ حضرت امیر خسروؒ نے دیکھا کہ واقعی ان میں محبوب الہی حضرت نظام الدین اولیاءؒ نہیں ہیں جس سے آپؐ کو بہت اضطراب ہوا۔ اسی اثناء میں حضرت بو علی قلندرؒ سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم



نے فرمایا کہ کیا دیکھتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ سلطان جی (محبوب الہی) کی تلاش ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ سلطان یہاں کہاں۔ پھر فرمایا۔ کیا دیکھو گے؟ انہوں نے عرض کیا۔ جی ہاں۔ اس پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم نے وہ پردہ جو آپ کے متصل تھا اٹھا دیا تو دیکھا کہ داہنی جانب حضرت محبوب سبحانی غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی اور بائیں جانب حضرت محبوب الہی سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء تھے۔ اور ارشاد فرمایا کہ ان کا یہ مقام ہے اور وہ مقام عام ہے۔ پس حضرت بوعلی قلندر قائل ہوئے اور حضرت امیر خسرو نے عالم سرور میں یہ شعر کہا۔

آفاقما گریدہ ام مہرتباں ورزیدہ ام بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگرے  
(کتاب ”شہرہ آفاق“ از نور الحسن صاحب، صفحہ 79)

180- حضرت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی پر ایک سید نے اعتراضات کئے تو اس سید نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ ان پر عتاب کرتے ہیں۔ صبح بیدار ہوتے ہی ان سید نے حضرت سعدی کے پاس جا کر معافی مانگی اور ان کو راضی کیا (سفینتہ الاولیاء صفحہ 217) (نفحات الانس) (لطائف الاشرافی حصہ اول، صفحہ 130)

181- حضرت مولانا ابن علی تائبادی کا سلسلہ اویسی تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کی زیارت بابرکت کا ہمیشہ التزام کرتے تھے۔ کئی بار زیارت بابرکت کی سعادت حاصل ہوئی۔ تائباد سے مدینہ طیبہ میں روضہ اقدس (علی صاحبہا صلوة و سلاما) تک پاپیادہ قرآن مجید پڑھتے جاتے تھے۔ بروز پنج شنبہ آخر محرم الحرام 761 ھ میں وصال فرمایا۔ مزار موضع تائباد میں ہے۔ (سفینتہ الاولیاء صفحہ 220)

182- حضرت خواجہ عبدالحق جامی سر زمین ہند کے نہایت خدا رسیدہ بزرگ گزرے ہیں۔ آپ کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم سے ایسی والمانہ عقیدت تھی کہ احاطہ تحریر میں اس کا لانا ممکن نہیں۔ کمال شوق اور وفور

محبت سے اکثر آپ نے مدینہ طیبہ جانے کا قصد کیا مگر چند منزلیں جا کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حکم سے واپس آجاتے تھے (سفینتہ الاولیاء از دارا شکوہ صفحہ 233۔ اردو ترجمہ از محمد وارث کامل۔ مدنی کتب خانہ، گنپت روڈ۔ لاہور)

آپ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی اولاد سے تھے۔ آباؤ اجداد جوئیپور میں بودو باش رکھتے تھے۔ 86 برس کی عمر میں وصال فرمایا۔ مزار برہانپور میں ہے۔ خواجہ ہاشمؒ نے آپ کی تاریخ وفات ”ابن فضل اللہ“ نکالی ہے۔

183۔ اسم گرامی سید عبداللہ شاہ بغدادی ہے۔ صحابی لقب ہونے کی وجہ سے مشہور حضرت سید عبداللہ شاہ صحابی سے ہیں۔ صحابی بابا کا لفظ سنتے ہی ذہن آپ کی جانب منتقل ہو جاتا ہے۔ آپ صحیح النسب سید اور گیلانی خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے چودھویں پشت میں جا ملتے ہیں۔ عشاق آپ کے دربار کو بغداد ثانی کہتے ہیں۔ آپ کے زیور علم سے آراستہ پیراستہ ہونے کی دلیل حضرت سید امیر شاہ جیلانیؒ کی وہ تحریر ہے جو انہوں نے صحابی لقب ہونے کی وجہ بیان کرتے لکھی ہے۔ ”جناب سید عبداللہ شاہ صحابیؒ کو سید دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا خاص قرب حاصل تھا۔ آپ کو جس مسئلہ کی تحقیق مطلوب ہوتی۔ جس حدیث شریف کی تصحیح کی ضرورت ہوتی آپ جناب رحمت دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے بالمشافہ عرض کر کے تحقیق فرماتے اور تصحیح کر لیتے تھے۔“ اس تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ علم حدیث پر مکمل عبور رکھتے تھے ”تذکرہ مشائخ قادریہ“ کے مصنف لکھتے ہیں کہ آپ کوہ مکی میں مصروف عبادت تھے کہ ہندوؤں کا ایک گروہ جو واردہا اشنان کے لئے سندھ سے ہندوستان جا رہا تھا رات اس نے آپ کے قریب پڑاؤ کیا۔ آپ اسلام کی حقانیت سے روشناس کرانے ان کے پاس گئے اور دعوت اسلام دی۔ انہوں نے کہا کہ اگر آپ کا اللہ ایسا ہی طاقتور ہے تو راتوں رات ہمیں یہیں واردہا اشنان کرا دے۔ آپ نے فرمایا انشاء اللہ میرا رب ایسا ہی کرے گا

اور اپنے آستانے پر واپس آگئے۔ صبح وہ تمام ہندو بھگتے کپڑوں کے ہمراہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ ان کے سردار کا نام آپ نے شیخ عثمان رکھا جو وہیں رہنے لگا۔ باقیوں نے خصوصی طور پر تین دعاؤں کے لئے عرض کیا (۱) ہمارے اولاد کثرت سے ہو (۲) پیشہ تجارت ہم میں قائم رہے (۳) خوبصورتی کا خصوصی امتیاز ہمارے اندر رہے۔ صحابی بابا نے فرمایا۔ انشاء اللہ ایسا ہی ہو گا۔ ان کو دین متین پر عمل کرنے، مساجد بنانے اور دینی کاموں میں سبقت لے جانے کی نصیحت فرمائی۔ یہ قوم مومن کے اسم الہی سے میمن کی حیثیت میں نہایت خوشحال ہونے کے ساتھ دین سے شغف رکھنے والی آج بھی موجود ہے۔

تحفہ اکرام اور سندھ کی تمام تاریخی کتب میں متفقہ طور پر یہ بیان ہے کہ آپ نے 927ھ میں بغداد شریف سے گجرات کے راستے سرزمین سندھ میں قدم رکھا مع تین ساتھیوں کے جن کی رفاقت گجرات (کاٹھیاوار گجرات، بھارت) سے ہوئی تھی۔ جب کوہ مکی کی سرزمین پر قدم رکھا تو اس وقت ٹھٹھہ دارالحکومت تھا اور یہاں کے حاکم شاہ حسن ارغون تھے جنہوں نے آپ کے ایک ساتھی حضرت شاہ شکر اللہ شیرازی کو وہاں کے قاضی القضاة کے منصب پر فائز کیا تھا۔ دوسرے ساتھی شاہ کمال کینھلی کچھ عرصہ ٹھٹھہ رہ کر کینھل واپس چلے گئے۔ تیسرے ساتھی مبین الدین شیرازی نے شہر ٹھٹھہ میں ہی بقیہ زندگی گزاری اور آج بھی آپ وہاں پر مبینہ کے نام سے مشہور ہیں۔ یوں تو سرزمین سندھ اور خصوصاً مکی ٹھٹھہ اللہ والوں سے بھری پڑی ہے مگر اس کی خواہش تھی کہ ایسی مقبول ہستی جو حل نہ ہونے والے مسائل براہ راست دربار رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم) میں پیش کر کے حل کرا دیا کرے تشریف لائے تو اللہ تعالیٰ نے صحابی بابا کی صورت میں اس کی یہ تمنا پوری فرمائی۔

184- وادی مہران کے عظیم صوفی بزرگ لعل شہباز قلندر کا اصل نام سیدنا شیخ

عثمان تھا۔ والد محترم کا نام سید کبیر الدین احمد تھا جو اپنے وقت کے عظیم عالم دین تھے۔ آپ کے آباؤ اجداد مدینہ طیبہ سے آکر مروند میں آباد ہوئے۔ آپ آذربائی جان (آرمینیا) کے ایک گاؤں مروند میں پیدا ہوئے۔ ۱۱۴۳ء ۵۳۸ھ میں بعد خلیفہ متوکل۔ آپ کا نسب ۱۳ سلسلوں سے حضرت امام جعفر صادقؑ سے جاملتا ہے۔ والدہ محترمہ مروند کے حاکم سلطان شاہ کی دختر تھیں۔ والد کا سایہ بچپن ہی میں سر سے اٹھ گیا تھا اس لئے ابتدائی تعلیم اپنی بلند مرتبہ عابدہ والدہ سے حاصل کی۔ مروند ہی میں قرآن مجید حفظ کیا۔ ابتدائی تعلیم کے بعد مزید حصول علم اور مراحل سلوک طے کرنے کے لئے سیاحت کے خیال سے سفر شروع کیا۔ کہا جاتا ہے کہ قیام بغداد کے دوران سیدنا محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے مزار مبارک پر ایک شب حضرت پیران پیرؒ نے خواب میں آپ سے خطاب فرمایا

”عثمان تم ہمارے قلندر ہو۔ یہاں تمہارا کام پورا ہو گیا۔ اب تم مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ جاؤ۔“ دوسری روایت یہ ہے کہ ایک روز عالم جذب میں کنکروں کو اچھال کر بار بار اپنے دامن میں لے رہے تھے۔ کسی دیکھنے والے نے کہا آپ جیسے اللہ والوں کو تو کنکروں کی بجائے لعل و جواہر سے کھیلنا چاہئے۔ یہ بات سن کر آپ نے اپنے دامن سے کنکر زمین پر گرا دیئے جو دکتے چمکتے لعل بن گئے اور اسی روز سے آپ لعل شہباز قلندر کے نام سے مشہور ہو گئے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ قلندر کا خطاب خرقہ خلافت کے ساتھ آپ کو آپ کے پیرو مرشد حضرت بابا ابراہیم ولیؒ نے عطا کیا تھا۔ حضرت لعل شہباز قلندر کو حضرت محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے بے پناہ محبت تھی۔ اس کی وجہ یہ بھی تھی کہ حضرت بابا ابراہیم ولیؒ خود سلسلہ قادریہ کے عظیم بزرگ تھے۔ بعض کا یہ خیال ہے کہ چونکہ آپ سرخ لباس زیب تن فرمایا کرتے تھے اس لئے لعل شہباز قلندر کے نام سے مشہور ہوئے۔ غرض اس خطاب کی یہ چار وجہ تسمیہ بیان کی جاتی ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے ہم عصر مخدوم محمد ہاشم ٹھنھویؒ جید عالم تھے۔ لکھتے ہیں کہ لعل شہباز قلندر بڑے عالم اور صاحب تصنیف بزرگ تھے۔ لسانیات اور صرف و نحو کے ماہر تھے۔ حضرت لعل شہباز قلندر ایک رات حضور اقدس صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ اے شیخ مروند سے ہند پہنچو اور توحید کا پرچم بلند کرو۔ صبح آپ نے اس خواب کا ذکر اپنے مریدوں سے کیا اور فوراً ”ہندوستان کے لئے روانہ ہو گئے۔ ملتان تشریف لائے جہاں آپ کی ملاقات حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریاؒ حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ اور حضرت سید جلال الدین سرخ بخاریؒ سے ہوئی۔ بعدہ پانی پت تشریف لے گئے جہاں حضرت بو علی شاہ قلندری پانی پتیؒ نے آپ کو سندھ میں جا کر تبلیغ دین کا مشورہ دیا۔ آپ سیون شریف تشریف لائے جہاں کا ہندو راجہ چوہٹ بے حد عیاش اور ظالم تھا۔ اس نے آپ کے فرمان پر بھی رعایا کے حقوق کی نگہداشت نہ کی۔ پس ایک روز آپ نے عصائے قلندری گھمایا اور جلال میں آکر فرمایا۔ ”ظالم کا بیڑا غرق“۔ پس آن واحد میں راجہ چوہٹ کا قلعہ مسمار ہو گیا جو آج تک کھنڈرات کی شکل میں چوہٹ راج کی داستان زبان حال سے سنا رہا ہے۔ شروع میں شرع کے پابند تھے لیکن قلندری مشرب اختیار کرنے کے بعد بالکل آزاد ہو گئے اور جذب و سکر کی حالت میں رہنے لگے۔ آپ کے طریقہ کے قلندروں کو ”لعل شہبازیہ“ کہتے ہیں۔ باب السلام سندھ کی سرزمین اولیاء کرام کی زمین ہے جہاں بے شمار اولیائے عظام کی آخری آرام گاہیں ہیں۔ ان میں حضرت لعل شہباز قلندرؒ کی امتیازی شان ہے۔ عمر ۱۱۲ برس آپ نے ۱۸ شعبان المعظم ۱۲۵۲ء ۶۵۰ھ کو وصال فرمایا۔ کراچی سے ۱۸۰ میل دور سیون شریف (ضلع واو۔ سندھ) میں آپ کا روضہ مرجع خلأق ہے۔ ہر سال نہایت شاندار انداز میں عرس منایا جاتا ہے۔ (حیات نامہ قلندری) (تحفۃ الکرام) (تاریخ لب سندھ) (حدیقتہ الاولیاء) (موج کوثر) (تاریخ فیروز شاہی از ضیاء الدین برنی) (ہسٹری آف سندھ از برٹن) (گریٹر لاٹکانہ)۔ آپ تمام عمر مجرد رہے۔

185- عارف باللہ عاشق رسول اللہ حضرت شاہ عبدالغنی نقشبندیؒ ہمیشہ تسبیح و تہلیل پڑھ کر اس کا ثواب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی روح پر فتوح کو بخشا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ یہ مبارک عمل آپ سے ترک ہو گیا تو

آپ نے دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اللہ کے محبوب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم) کے ساتھ محبت بڑھائے جا۔ دیکھ جس دل میں میری محبت ہے اسے آتش دوزخ سے نجات ہے (انوار العارفين صفحہ 21)

186- عارف باللہ عاشق رسول اللہ حضرت شاہ عبدالغنی نقشبندیؒ پر ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ذکر مبارک اور درود شریف کے ورد کے وقت اس قدر شوق غالب ہوا کہ آپ کی طبیعت بے قابو ہو گئی اور شوق دیدار میں آہ و زاری کرتے ہوئے زمین پر لوٹنے لگے۔ اسی حالت میں آنکھ لگ گئی۔ آپ نے دیکھا کہ ایک نہایت نورانی شخص آپ سے فرما رہے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم آپ کے منتظر ہیں۔ آپ بڑے ہی شوق سے امی لقب، سلطان الانبیاء سید کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے اٹھ کر شاہ صاحبؒ کو گلے لگا لیا اور دل کو سیکنہ جیسی نعمت سے بھر دیا۔ سیکنہ جیسی نعمت تو ذکر الہی اور درود شریف کے ورد میں ہی عطا کی جاتی ہے۔ اس عظیم الشان نعمت کے باعث ہی اللہ تعالیٰ کا دیدار مبارک نصیب ہونے والا ہے (انوار العارفين، صفحہ 21)

187- حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اپنی مشہور کتاب ”حزر ثمین فی مبشرات النبی الامین“ کے نمبر 18 پر تحریر فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم نور اللہ مرقدہ نے ارشاد فرمایا تھا کہ ابتدا طالب علمی میں مجھے یہ خیال پیدا ہوا کہ میں ہمیشہ روزہ رکھا کروں مگر علماء کے اختلاف کی وجہ سے تردد تھا کہ ایسا کروں یا نہ کروں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ نے خواب میں مجھے ایک روٹی عنایت فرمائی۔ حضرات سیمینؒ وغیرہ تشریف فرما تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”الہدایا مشترکہ“ میں نے وہ روٹی ان کے سامنے کر دی۔ انہوں نے ایک ٹکڑا توڑ لیا۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ”الہدایا مشترکہ“ میں نے وہ روٹی ان کے سامنے کر دی۔ انہوں نے بھی ایک ٹکڑا توڑ لیا۔ پھر حضرت عثمان

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ”اے لہدایا مشترکہ“ تو میں نے اس پر عرض کیا کہ اگر یوں ہی ”اے لہدایا مشترکہ“ رہا تو اس طرح یہ روٹی تو یوں ہی تقسیم ہو جائے گی۔ مجھ فقیر کے پاس کیا بچے گا۔ ”حرز ثمین“ میں شاہ صاحب نے یہ واقعہ اتنا ہی تحریر فرمایا ہے۔ البتہ اپنی دوسری کتاب ”انفاس العارفين“ میں یہ بھی تحریر کیا ہے کہ میں نے سو کر اٹھنے کے بعد اس پر غور کیا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ حضرات شیخین کے کہنے پر تو میں نے روٹی ان کے سامنے کر دی اور حضرت عثمان غنیؓ کے فرما نے پر انکار کر دیا۔ تو میری سمجھ میں اس کی یہ وجہ آئی کہ میری نسبت نقشبندیہ حضرت ابو بکر صدیقؓ سے ملتی ہے اور میرا سلسلہ نسب حضرت فاروق اعظمؓ سے ملتا ہے اس لئے ان دونوں بزرگوں کے آگے مجھے انکار کی جرات نہ ہوئی اور حضرت عثمان غنیؓ سے نہ میرا سلسلہ نسب ہے نہ سلسلہ سلوک اس لئے وہاں بولنے کی جرات ہو گئی۔

188- ”شفاء العلیل“ ترجمہ ”القول الجلیل“ میں عالم ربانی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (مدینہ پبلسنگ کمپنی۔ کراچی) صفحہ 36 پر فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد بزرگوار شاہ عبدالرحیم قدس سرہ سے سنا ہے کہ انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ و علی آلہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور آپ سے بیعت کی۔ حضور سرور کائنات، فخر موجودات، حبیب سب صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم نے ان کے دونوں ہاتھوں کو اپنے دست مبارک میں لے لیا اور اسی وجہ سے شاہ صاحب بیعت لیتے وقت اسی طرح مصافحہ کیا کرتے تھے جیسا کہ خواب میں دیکھا تھا۔ شاہ عبدالرحیمؒ کا اصل وطن رہتک تھا۔ آپ کی پہلی شادی سونی پت (یوپی، بھارت) میں ہوئی۔ ایک صاحبزادے صلاح الدین پیدا ہوئے لیکن ان سے نسل نہ چلی۔ دوسری شادی 60 برس کی عمر میں حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ کی بشارت کے مطابق بہلت (ضلع سہارنپور۔ یوپی) میں ایک مرید کے یہاں کی جو ”صدیقی“ تھے جبکہ شاہ صاحبؒ خود ”فاروقی“ تھے۔ ان سے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور شاہ اہل اللہ پیدا ہوئے۔

189- حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اپنی مشہور کتاب ”فیوض الحرمین“ میں



اپنے مبشرات کو جمع کیا ہے اور اپنے بہت سے مکاشفات اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے خوابوں میں جو سوالات کئے ہیں ذکر کئے ہیں۔ لکھا ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آپ سے روحانی سوال کیا کہ اسباب کے اختیار کرنے میں اور اسباب کے ترک کرنے میں کون سی چیز افضل ہے۔ تو مجھ پر آپ کی طرف سے روحانی فیض ہوا جس کی وجہ سے اسباب و اولاد غرض ہر چیز سے طبیعت سرد پڑ گئی۔ اس کے بعد میری طبیعت پر ایک انکشاف ہوا جس کا اثر یہ ہوا کہ طبیعت تو اسباب کی طرف متوجہ ہے اور روح تسلیم تفویض کی طرف مائل ہے۔ حق یہ ہے کہ یہی اصل توکل ہے کہ اسباب کو بالکل غیر موثر سمجھیں۔ اسباب میں بھی اللہ تعالیٰ جل شانہ ہی کی طرف سے تاثیر ہے۔ اس کی مشیت کے بغیر اسباب بھی کچھ نہیں کر سکتے۔ مقدرات الہیہ کے سامنے کسی کا بھی بس نہیں۔

از قضا سر کنگبین صفرا افروز روغن بادام خشکی می نمود!  
(یعنی سرکہ کے استعمال سے صفرا بڑھ جائے اور روغن بادام کے استعمال سے خشکی ہونے لگے)۔

شاہ صاحب فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ اگر کوئی ایک مذہب کا تابع نہ ہو تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ وعلیٰ آلہ وسلم اس سے ناراض نہیں ہیں۔ مگر اس شکل میں جبکہ دین میں اختلاف اور لوگوں میں جنگ و جدل اور باہمی فساد کا موجب ہو تو یہ امر آپ کی بہت سخت خفگی و ناراضگی کا باعث ہے (فیوض الحرمین، صفحہ 91)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے مجھے بتایا کہ کس طرح اپنی حاجتوں میں آپ سے مدد کی درخواست کروں اور کس طرح آپ اس شخص کا جواب دیتے ہیں۔ جو آپ پر درود بھیجے۔ اور جو شخص کہ آپ کی مدح و تعریف میں کوشش اور الحاح کرے اس سے آپ کس طرح خوش ہوتے ہیں۔ اور میں نے دیکھا کہ آپ ظاہری طور پر فیض صحبت پہنچانے والے ہیں۔ (”فیوض الحرمین“ کا اردو ترجمہ از مولانا عابد الرحمن صدیقی کاندھلوی۔ صفحہ 86 اور 87 ناشران: محمد سعید اینڈ سنز۔ قرآن محل مقابل مولوی مسافر خانہ۔ کراچی)

190- حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اپنے مشہد نمبر 12 (روضہ اطہر علی صاحبہا صلوٰۃ و سلاماً اور منبر مبارک کے انوار و برکات) میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک روز میں حضرت بنی محشم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ و سلم کے مصلیٰ پر جو کہ قبر مبارک اور منبر مبارک (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کے درمیان ہے چاشت کی نماز پڑھ رہا تھا۔ یکایک اسرار نے مجھ پر تجلی کی جن کی اصلیت کو کعبہ کی حقیقت سے میں نے استفادہ کیا اور یہی ملا اعلیٰ کا قرب اور تمام عبادتوں کا مغز ہے تو اس وقت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ و سلم کے اس فرمان کا میں نے مطلب سمجھا کہ آپؐ نے اپنے بعض اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے فرمایا کہ قرب نہیں حاصل ہوتا مگر تضرع و زاری و الحاج کے ساتھ دعا کرنے اور موٹی کے روبرو سر جھکانے اور اس کے دروازے پر ناک رگڑنے اور اس کا آستانہ پکڑنے سے اوزیہ چیز حاصل نہیں ہوتی تاوقتیکہ سجدہ میں پڑ کر کوشش کے ساتھ دعا نہ کرے اس لئے کہ سجدہ اس تقرب کے لئے ایک ذریعہ ہے کیونکہ سجدہ نفعات رحمت کے پیش آنے کے زیادہ قریب ہے۔ اسی لئے سید الوجود صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ و سلم نے کثرت سجدہ کا خاص طور پر حکم فرمایا ہے۔

191- علامہ اقبالؒ نے فرمایا ”کچھ عرصہ ہوا ایک دولت مند، تعلیم یافتہ، روشن خیال اور کاروباری ہندو مولانا اصغر علی صاحب روحی پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور کے پاس آیا اور تہنائی میں لے جا کر ان سے کہا۔ مولانا مجھے مسلمان بنائیے۔ مولانا نے نووارد کو اسلام کی تلقین کی۔ اللہ کی وحدت اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی رسالت کا اقرار لیا اور پوچھا کہ آپ اس طرح تہنائی میں کیوں داخل اسلام ہو رہے ہیں؟“ اس پر نووارد نے کہا ”میں نے کوئی اسلامی کتاب نہیں پڑھی۔ کسی مسلمان سے اسلام کو نہیں سمجھا لیکن خوش قسمتی سے کئی مرتبہ مجھے حضرت محمد صلی اللہ علیہ و سلم کی خواب میں زیارت ہوئی ہے۔“

اب میں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت میں بیتاب ہوں اور اسلام قبول کرنے پر مجبور ہوں۔“ مولانا نے پھر دریافت کیا آپ فیروز پور سے چل کر لاہور کیوں آئے اور کھلے بندوں اسلام قبول کیوں نہ کیا؟“ نووارد نے اس کے جواب میں اپنی تعلیم، ملازمت، کاروبار اور جائیداد وغیرہ کے حالات بیان کئے اور کہا کہ ان حالات کی بناء پر میں اعلان کرنے سے معذور ہوں لیکن میں آپ کو اپنے اسلام پر گواہ بنانے آیا ہوں۔ آپ روز قیامت اللہ کی بارگاہ میں میرے ایمان کی شہادت دیجئے گا۔ عرصہ سے میری یہ آرزو تھی کہ میں دنیا میں کسی نیک مسلمان کو اپنے ایمان کا گواہ بنا لوں۔ اللہ کا شکر ہے کہ آج میری آرزو پوری ہو گئی۔“

(صحیفہ اقبال مرتبہ مسٹریونس جاوید صفحہ 126- بزم اقبال کلب روڈ۔ لاہور)

قدسی مقال علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں کہ شاید لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبلیغ دین نہیں فرماتے۔ آپؐ کی کوئی قوت ایسی نہ تھی جسے وقتی یا زمانی سمجھا جائے۔ آپؐ قیامت تک کے لئے پیشوائے انسانیت ہیں اس کے معنی یہ ہیں کہ آپؐ کی ہر قوت قیامت تک کارفرما رہے گی۔ آپؐ کا جلال بھی قیامت تک کارفرما رہے گا۔ آپؐ کا جمال بھی۔ آپؐ قیامت تک کے مجاہد ہیں، قیامت تک کے مبلغ ہیں، قیامت تک کے مصلح ہیں اور قیامت تک کے رحمتہ اللعالمین ہیں بلکہ اس سے بھی آگے بہت دور تک۔ آپؐ کی شخصیت مبارک موجود ہو یا نہ ہو۔ آپؐ کا روحانی فیض، آپؐ کے وجود باوجود ہی کی طرح زندگی کے ہر میدان میں کارفرما رہتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ ہماری روحانیت اس قدر لطیف نہیں کہ اپنے زندہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بخش فیوض کے عمل دخل کو محسوس کرا سکیں۔ اگر کوئی اندھا سورج کو محسوس نہیں کرتا تو اس سے سورج کی عدم موجودگی ثابت نہیں ہو سکتی۔

سوال صرف روحانی مناسبت کا ہے۔ جہاں کوئی روح مناسب قابلیت حاصل کر

لیتی ہے اس پر اسی وقت بلاتا خیر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فیض کا آفتاب طلوع ہو جاتا ہے اور اسی وقت وہ محسوس کر لیتا ہے کہ آپؐ زندہ ہیں۔ آپؐ بنفس نفیس جہاد کر رہے ہیں، تبلیغ بھی فرما رہے ہیں، بھولے ہوؤں کو راستے بھی بتا رہے ہیں اور گرتے ہوئے گنہگاروں کو تھام بھی رہے ہیں۔ (صفحہ 125 تا 126)

192- ٹھٹھہ (سندھ) کے سید محمد نامی ایک مدرس نہایت متشرع فاضل تھے اور وہیں ایک مسجد میں درس قرآن دیا کرتے تھے۔ شاہ کمالؒ بھی اکثر ان کے درس میں شریک ہوتے۔ کئی مرتبہ مختلف موضوعات پر سید محمد سے ان کا مباحثہ بھی ہوا۔ سید محمد ان کے بعض اسرار کو شریعت کے خلاف سمجھتے اور ان سے سخت اختلاف رکھتے تھے مگر شاہ کمالؒ کے سامنے ان کی زبان گنگ ہو جاتی تھی اور کبھی کھل کر اپنی رائے کا اظہار نہ کر پاتے تھے۔ ان کی ایک بہن نہایت متقی اور عبادت گزار تھیں۔ ایک رات سید محمد کی ان بہن نے خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ اپنے بھائی کے ہمراہ اس مجذوب کے ہاتھ پر بیعت کر لو۔ بہن نے صبح بھائی کو یہ خواب بتایا جس کو سن کر سید محمد نے کہا یہ خواب نہیں شیطانی و سوسہ ہے۔ دوسری رات بہن نے پھر یہی خواب دیکھا تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے ماں باپ آپؐ پر نثار ہوں۔ آپؐ کا فرمان ہے کہ انبیاء علیہ السلام کے وارث علماء ہیں۔ میرا بھائی بھی عالم ہے۔ اگر میں ایک مجذوب سے بیعت ہو جاؤں تو اس کی مخالفت ہوگی۔ اس پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے بھائی کو بھی ہدایت کر دی جائے گی۔ اسی رات سید محمد نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا ”سید محمد تیرے دل میں شرعی امر اسی مجذوب کی خاطر مضبوط کیا گیا ہے۔ تو اس کی مخالفت چھوڑ دے اور صدق دل

سے ہدایت طلب کر۔ سید محمد بیدار ہوتے ہی تائب ہوئے اور اپنی بہن اور تلامذہ و رفقاء کے ہمراہ شاہ کمال کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے۔ شاہ کمال نے انہیں تزکیہ نفس اور سلوک کی منزلیں طے کرا کے خرقہ خلافت عطا فرمایا (سب رنگ اولیاء حصہ اول صفحہ 154 تا 155۔ رابعہ بک ہاؤس، بخشی مارکیٹ، انارکلی، لاہور)

ملک العشاق حضرت شاہ کمال قادری کیتھلی کا نسبی سلسلہ بارہویں پشت میں سیدنا حضرت عبدالقادر جیلانی سے جا ملتا ہے۔ کیتھل مشرق پنجاب کے ضلع کرنال کا ایک قدیم شہر ہے۔ پانی پت اور نہانیسر کے قریب اور دہلی سے تقریباً ایک سو چوبیس میل دور۔ کیتھل کو ہندوؤں کے دیوتا ہنومان سے منسوب کیا جاتا ہے۔ ہندی میں کیس بندر کو اور تھل رہنے کی جگہ کو کہتے ہیں۔ اسی جگہ کا قدیم نام کیس تھل تھا جو کثرت استعمال سے کیتھل ہو گیا۔ اسے مدینتہ الاولیاء بھی کہا جاتا ہے کہ یہاں سینکڑوں اولیاء محو خواب میں۔ 926ھ میں حضرت شاہ کمال کو ہند کی ولایت پر مامور کیا گیا جب کہ آپ 3 شوال 895ھ کو بغداد میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ کو غوث الافاق بھی کہا جاتا ہے۔ بچپن سے آنکھوں میں غیر معمولی چمک تھی۔ سلسلہ چشتیہ میں حضرت مخدوم صابر کلیری اور سلسلہ قادریہ میں حضرت شاہ کمال کیتھلی کا جلال بہت مشہور ہے۔ اسی لئے آپ کو سلاب الاحوال بھی کہا جاتا ہے۔ آپ سے بیساختہ کرامات کا ظہور ہوتا تھا۔ فرمایا صالح اعمال کی روشنی کرامات کی شکل میں ظاہر ہونے لگتی ہے۔ آپ کی نظر میں بنی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سنت ایمان کا درجہ رکھتی تھی۔ اسرار و معارف کی وضاحت نہایت دلنشین پیرائے میں کرتے تھے۔ گھر میں فاتحے کے باوجود تمام نذرانے حاجتمندوں میں تقسیم کر دیتے تھے۔ معمول تھا کہ حجرہ بند کر کے عبادت کرتے اور بسا اوقات کئی کئی ماہ باہر نہ آتے تھے۔ کھانے پینے کی طرف سے بے نیازی کے باوجود صحت متاثر نہ ہوتی تھی۔ فرمایا جس نے اللہ کو پہچان لیا پھر اس کو

کبھی کسی سے سوال کرنے کی حاجت نہیں ہوتی۔ شیخ عبدالاحد اپنے نوزائیدہ بچے کو اپنے مرشد حضرت شاہ کمالؒ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے جسے دیکھتے ہی آپ نے فرمایا ”عبدالاحد تیرے گھر میں تو عالم باعمل اور عارف کامل پیدا ہوا ہے۔ اس کی ہدایت و ارشاد کا نور بدعت و گمراہی کی تاریکیوں کا خاتمہ کر دے گا۔“ اس کے بعد شاہ کمالؒ نے بچے کے منہ میں اپنی انگلی دے دی۔ بچہ انگلی چوسنے لگا یہاں تک کہ کچھ دیر کے بعد شاہ کمالؒ نے اپنی انگلی کھینچ لی اور فرمایا ”بابا بس کرو۔ بس اتنا ہی کافی ہے۔ کچھ ہماری اولاد کے لئے بھی تو چھوڑو۔ تم نے تو ہماری نسبت ہی کھینچ لی!“ بچے کا نام شیخ احمد رکھا گیا جو بعد میں شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ کے نام سے مشہور ہوئے۔

193- مولانا شاہ عبدالغفور عباسی مدنیؒ کے شیخ حضرت فضل علی شاہ قریشیؒ کی خدمت میں ایک شخص بیعت کے لئے حاضر ہوا۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ تم تھکے ہوئے ہو۔ رات آرام کرو صبح بیعت کریں گے۔ اس نے خواب میں دیکھا کہ اس نے حضرت قریشیؒ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔ آپ نے اس کا ہاتھ اپنے شیخ خواجہ سراج الدین کے ہاتھ میں دیا۔ اسی طرح سلسلہ بہ سلسلہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہاتھ تک پہنچا جنہوں نے اس کا ہاتھ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر اللہ کا ہاتھ ہے (انوار غفوریہ مدینہ یعنی ملفوظات مولانا شاہ عبدالغفور عباسی مدنیؒ از آپ کے خلیفہ مجاز مولانا محمد عبدالرشید رحمن شریف والے۔ صفحہ 12 تا 13۔ صدیقی ٹرسٹ، نزد لسبیلہ چوک۔ کراچی)۔

(سورہ فتح آیت نمبر 10 کا ترجمہ ہے ”بے شک جو لوگ آپ سے بیعت کر رہے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کر رہے ہیں۔ ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔“ درحقیقت بیعت کرتے وقت جو عہد و پیمانہ کیا جاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوتا ہے۔ پس اس

وعدہ کو وفا کرنا ضروری ہے۔ شرک و بدعات اور تمام گناہوں سے توبہ کرنی ہوتی ہے اور تمام اخلاق و عادات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق بنانے ہوتے ہیں۔

194- مولانا شاہ عبدالغفور عباسی مدنی نے فرمایا کہ میں نے مدینہ منورہ میں خواب دیکھا کہ روضہ انور (علی صاحبہ صلوٰۃ و سلاما) پر میں نے سلام پیش کیا ہے اور وہاں سے موجیں اٹھ کر جالی مبارک سے نکل کر میرے قلب پر پڑ رہی ہیں۔ میں خوش ہو کر کھڑا رہا۔ موجیں دریا کی طرح آ رہی تھیں۔ میرا دل کیسے انہیں برداشت کر سکتا تھا۔ میں خواب سے بیدار ہوا تو میرا سینہ لبریز تھا۔ دوسرا خواب دیکھا کہ مزار اقدس (علی صاحبہ صلوٰۃ و سلاما) پر حاضر ہوں۔ مجھے کنجی عطا کی گئی۔ میں نے مزار مبارک کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوا۔ میں نے دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر بھی گلاب کے پھول ہیں اور نیچے بھی۔ آپ مسکرائے اور میں بھی مسکرایا۔ میں خوش تھا کہ آج کنجی میرے پاس ہے۔ دل میں سوچا کہ اگر آج کوئی اور شخص موجود ہوتا تو اسے بھی زیارت کراتا لیکن میں بولتا نہیں تھا اور یہ سمجھ رہا تھا کہ اگر بات کروں گا تو میری یہ لطافت ختم ہو جائے گی (انوار غفوریہ مدنیہ، صفحہ 87 تا 88)

195- مولانا شاہ عبدالغفور عباسی مدنی نے فرمایا کہ مجھے باب جبریل کے قریب مسجد نبوی (علی صاحبہ صلوٰۃ و سلاما) میں قدیم شریفین کے پاس ایک برس تک تمام رات مراقبہ کا وقت ملتا رہا۔ اس وقت صحت اچھی تھی۔ محبت اور ذوق بھی تھا۔ میرے ساتھ بہت سے دوست بھی مراقبہ میں شامل ہوتے تھے۔ اکثر دوستوں کو حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوتی تھی۔ مجھے بھی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”ادن منی۔ اذن منی“۔ میرے قریب ہو جاؤ۔ میرے قریب ہو جاؤ۔ رمضان شریف میں تمام رات



نوافل اور تلاوت قرآن پاک میں گزارتے (انوار غفوریہ مدنیہ - صفحہ 88)

196- مولانا شاہ عبدالغفور عباسی مدنی نے فرمایا کہ ایک شخص حافظ عبدالرحمن میرے پاس آیا اور کہا کہ میں حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کا مرید ہوں۔ ان کا وصال ہو گیا ہے۔ آپ مجھے بیعت کر لیں۔ میں نے بیعت کر لیا۔ میری عادت تھی کہ ہر جمعرات کو سیدنا حمزہؓ کے مزار پر جاتا تھا۔ ہر ہفتہ کو مسجد قبا اور ہر جمعہ کو جنت البقیع میں جاتا تھا۔ پیر کے دن مسجد قبلتین جاتا تھا۔ ایک مرتبہ میں جبل احد حضرت سیدنا امیر حمزہؓ کے مزار پر جا رہا تھا کہ حافظ عبدالرحمن بھی میرے ہمراہ ہو گیا۔ زیارت کے بعد جب ہم واپس ہوئے تو راستہ میں وہ کبھی ادھر دیکھتا کبھی ادھر۔ میں نے پوچھا کیا بات ہے۔ تو وہ کہنے لگا کہ حضرت امیر حمزہؓ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت مشابہ (ہم شکل) ہیں۔ میں نے کہا تمہیں یہ کیسے پتہ چلا تو کہنے لگا کہ وہ ہمارے ساتھ ہیں۔ ایک طرف حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ دوسری جانب حضرت امیر حمزہؓ ہیں۔ مکان پر پہنچنے تک حافظ عبدالرحمن پر یہ کیفیت طاری رہی۔ مکان پر آکر میں نے کہا کہ مجھے آرام کرنا ہے۔ اس نے کہا کہ میں حرم شریف جاتا ہوں۔ جب حافظ عبدالرحمن مسجد نبوی (علی صابھا صلوة و سلاما) سے واپس آیا تو اس نے مجھ سے کہا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو سلام کہا ہے اور فرمایا ہے کہ مولانا سے کہنا کہ لوگوں کی باتوں سے نہ ڈرے۔ اپنے کام میں لگا رہے اور آپ کے مکان پر ”المنزل النقشبندیہ مظہر الانوار الحمدیہ“ جو لکھا ہوا ہے وہ ہم نے اپنی انگلی (مبارک) سے لکھا ہے (انوار غفوریہ مدنیہ) صفحہ 90 تا

(91)

197- حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ ہم عصر تھے حضرت خواجہ نقشبندؒ کے۔ کشمیر کے اکثر باشندے کافر تھے۔ یہاں اسلام کی اشاعت آپ ہی کی کاوشوں کا نتیجہ

ہے۔ آپ ایک ولی کامل تھے۔ آپ کی کرامات دیکھ کر ہزار ہا کفار نے اپنے زناہ توڑ ڈالے اور مسلمان ہو گئے۔ سید صاحبؒ فرماتے ہیں کہ میں نے 1400 کامل اولیاء سے ملاقات کی اور ہر ایک سے فیض حاصل کیا۔ ہر ایک نے کمال شفقت و مہربانی سے وہ اسمائے الہی و وظائف جن سے ان کو کشائش ظاہری و باطنی حاصل ہوئی تھی مجھے ارشاد فرمائے۔ میں نے ان پر عمل کیا جس سے میری تمام دینی و دنیاوی مشکلات حل ہو گئیں اور ظاہری و باطنی فتوحات نصیب ہوئیں۔ دنیا کو ان سے مستفیض کرنے کے لئے میں نے ان اوراد کو کتابی صورت میں مرتب کر دیا۔ اور اس کا نام ”اورادِ فتحیہ“ رکھا۔ دین اور دنیا کی کامیابی و کامرانی حاصل کرنے کی جس شخص کے دل میں تمنا ہو وہ ”اورادِ فتحیہ“ پڑھا کرے۔ آپ کی کئی تصانیف ہیں مثلاً ”فصوص الحکم۔ اسرار یہ۔ ذخیرۃ الملوک۔ رسالہ شفاء لسانی الصدور وغیرہ۔

اسرار یہ میں لکھا ہے کہ جب میں مدینہ منورہ پہنچا اور روضہ مقدسہ (علی صا جہا صلوة و سلاما) کے سامنے ہو کر سلام عرض کیا تو جواب سلام سے مشرف ہوا۔ اسی اثنا میں مجھ پر غنودگی طاری ہو گی۔ دیکھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک مجلس میں رونق افروز ہیں جس میں کثیر تعداد میں صحابہ اکرامؓ ہیں۔ میں نے سلام عرض کیا۔ سلام کا جواب عنایت فرما کر ایک بڑا سا کانڈ مجھے عطا فرمایا۔ اسے جب میں نے کھولا وہی کلمات جو 1400 اولیاء اکرامؓ سے مجھے ملے تھے اس میں بالترتیب تحریر پائے۔ دل میں خیال آیا انہیں بالجہر پڑھنا چاہئے یا خفی۔ اسی حالت میں دیکھتا ہوں۔ کہ ایک جماعت مدور حلقہ میں کمال خوش الحانی سے یہی اوراد پڑھ رہی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے میری جانب متوجہ ہو کر فرمایا اس طرز سے پڑھنا چاہئے۔ اس دن سے میں نے ان اوراد کو خوش الحانی کے ساتھ بالجہر (بلند آواز سے) پڑھنا شروع کر دیا۔

جامع السلاسل میں لکھا ہے کہ حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی مشائخ ہوزان کے سردار تھے۔ علم میں کمال کو پہنچے ہوئے تھے۔ آپ کو طی ارض کا مرتبہ حاصل تھا۔ 45 سال سیاحت کرتے رہے۔ ہر سال حج میں بھی شریک ہوتے رہے۔ 6 ذی الحجہ 787ھ کو وصال فرمایا۔ مرقد انور ختلان میں ہے۔

”اورادِ فتیہ“ کا جو نسخہ میاں شیر محمد شرپوری نے اپنے مرید خاص حاجی ڈاکٹر نواب الدین مرحوم و مغفور کو عنایت فرمایا تھا اسے ان کے سب سے بڑے صاحبزادے جناب چودھری مظفر حسین ایم اے نے 7 فرینڈز کالونی، ملتان روڈ لاہور سے شائع کرایا ہے۔

198- حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے خواب دیکھا کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مبارک میں حاضر ہوں اور بھی بے شمار افراد ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو اس حلقہ مبارک سے باہر بھیج دیا۔ میں نے اس شخص کے پاس جا کر دریافت کیا کہ تمہارے نکالے جانے کی کیا وجہ ہے؟ اس نے کہا میں تمباکو پیتا ہوں۔ کچا لسن اور پیاز کھا کر مسجد میں آنے سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کیونکہ ان میں بدبو ہوتی ہے۔ سگریٹ اور تمباکو تو ان سے بھی زیادہ بدبو دار ہوتے ہیں۔ ویسے بھی ان کے استعمال میں نقصان ہی نقصان ہے۔ مچھپڑوں کا سرطان۔ امراض قلب۔ آنتوں کے زخم، ہوائی نالیوں کے ورم کی یہی خاص وجہ ہے (انوار غفوریہ مدنیہ صفحہ 60)

(امام کعبہ (شیخ عبداللہ اعلیٰ) نے دو دسمبر 1977ء کو جمعہ کے فتویٰ خطبہ میں فرمایا تھا کہ سگریٹ اور تمباکو کا کاروبار حرام ہے۔ جس طرح شراب کا۔ مسلمانوں کو اس سے بچنا چاہیے۔ شریعت نے کوئی تجارت حرام قرار نہیں دی مگر وہ جو ظلم، دھوکے اور مصنوعی گرانی پر مشتمل ہو یا ایسی چیزیں جیسے شراب،

منشیات، بتوں کے مجتھے اور تمباکو (سگریٹ، حقہ وغیرہ)۔ ان سے نفع کمانے کی اجازت نہیں۔ ان سب کی تجارت حرام ہے اور تجارت کرنے والے کے لیے وبال جان ہے۔ اس سے جو آمدنی ہو حرام ہے اور انسان کا گوشت جو حرام مال سے بنے وہ دوزخ کا زیادہ مستحق ہے (یہ فتویٰ ”اخبار العالم الاسلامی“ مکہ مکرمہ بابت 5 دسمبر 1977ء شمارہ 555 میں شائع ہوا ہے) یہ خطبہ حج کے ایام میں دیا گیا تھا جس کو قریب دس لاکھ حجاج نے سنا تھا اور جن میں کثیر تعداد میں پاکستانی بھی موجود تھے۔ (حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمباکو کی مذمت از محمد عبدالمجید صدیقی صفحہ ۸)

199- حضرت مرزا مظہر جان جاناں نے فرمایا کہ ایک روز میں نے اپنے شیخ حضرت خواجہ محمد عابد قدس سرہ سے قادریہ سلسلہ کی اجازت کے واسطے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ آؤ تم کو اس خاندان کی اجازت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حاصل کراؤں۔ چنانچہ خود بھی آپ کی طرف متوجہ ہو بیٹھے اور مجھے بھی متوجہ ہونے کو فرمایا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم مع صحابہ اکرام و اولیائے عظام ایک بارگاہ عالیہ میں رونق افروز ہیں اور محی الدین حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کی حاضری میں کھڑے ہیں۔ حضرت خواجہ صاحب نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم سے عرض کیا کہ مرزا مظہر جان جاناں اجازت خاندان قادریہ کے امیدوار ہیں۔ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس معاملہ میں سید عبدالقادر (رحمۃ اللہ علیہ) سے کہو۔ چنانچہ ان سے عرض کیا۔ انہوں نے حضرت خواجہ صاحب کی درخواست قبول فرما کر بعطائے خرقہ تبرک اجازت سے بندہ کو سرفراز فرمایا اور مجھ کو اپنے سینہ میں حالات و تبرکات طریقہ قادریہ کا بخوبی احساس ہوا۔ (مشائخ نقشبندیہ مجددیہ صفحہ 281)

200- سیدی شیخ محمد ابوالموہب شاذلیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ ایک مجلس میں کہا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم بشر ہیں مگر عام بشر کی طرح نہیں بلکہ وہ پتھروں میں یا قوت ہیں۔ اس کے بعد میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کی زیارت کی تو آپؐ نے مجھ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ کو اور جتنے آدمی اس قول میں تیرے ہم زبان تھے سب کو بخش دیا۔ اس وقت سے مرتے دم تک آپؐ ہر مجلس میں یہ ارشاد دہرایا کرتے تھے۔ (نعت عظمیٰ جلد سوم صفحہ 302)

201- یکم شوال 1341ھ کی شب میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم تشریف لائے ہیں۔ جوں ہی تشریف لائے ہم سب کھڑے ہونے لگے مگر آپؐ نے ہم سب کو بیٹھنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ آپؐ (مولانا اشرف تھانویؒ) اور جو جو تخت پر بیٹھے تھے یا تو اترنے لگے یا صدر کی جگہ سے ہٹنے لگے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم اس تخت پر ایک طرف بیٹھ گئے۔ چہرہ انور نہایت نورانی تھا اور ریش مبارک بالکل سفید۔ قد نہ بہت لمبا اور نہ بہت چھوٹا۔ بالکل جناب کے قد کے برابر تھا۔ اس جلسہ میں ایک شخص نے کہا کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی پہلی صورت اور دیکھی تھی۔ اس پر آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ جو جس طرح ہوتا ہے وہ اسی صورت میں مجھ کو دیکھتا ہے۔ آپؐ کا یہ ارشاد فرمانا مجھ کو خوب یاد ہے۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی اور اس کے بعد سے اب تک ایک کیفیت نہایت سرور کی ہے۔ اور وساوس سب موقوف ہو چکے ہیں (اشرف السوانح حصہ سوم بقلم عزیز الحسن صاحب و عبدالحق صاحب صفحہ 187)

202- محمد بن سعید المعروف بہ علامہ شرف الدین محمد بو صیریؒ مصر کے پر آشوب دور میں یکم شوال 608ھ کو مصر کے قصبہ دلاص میں پیدا ہوئے۔ سکونت قریہ

بو صیر میں رہی۔ آپ کا تعلق قبیلہ صنہاجہ سے تھا۔ پس عرب کے بعض تذکرہ نگار۔ آپ کو صنہاجی اور مقام ولادت کی وجہ سے ولاصی اور قریہ سکونت کی وجہ سے بو صیری لکھتے ہیں۔ ۱۳ برس کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا۔ علماء مصر میں آپ عربی علوم کے شہرہ آفاق ادیب اور متبحر عالم تھے۔ خالص عرب تھے۔ قاہرہ میں انتقال ہوا۔ علامہ اقبالؒ نے لکھا ہے کہ بصیری ان کا لقب تھا کیونکہ عربوں میں تخلص کا دستور نہ تھا۔ فصاحت و بلاغت میں ثانی نہ رکھتے تھے۔ سلاطین و امراء کی منقبت اور قصیدہ گوئی میں حصہ لیتے اور ان کے اعداء کی ہجو میں رجز لکھا کرتے تھے ایک روز دربار سلطانی سے واپس گھر جا رہے تھے کہ راستہ میں ایک بزرگ نے آپ سے دریافت کیا کہ تمہیں کبھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کی زیارت بھی ہوئی ہے یا نہیں؟ جواب دیا کہ ابھی تک مجھ کو یہ شرف حاصل نہیں ہوا۔ علامہ فرماتے ہیں کہ اس جواب کے بعد سے میرے دل میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا جذبہ متلاطم ہو گیا اور اب میں اپنے دل میں سوائے اس محبت کے کچھ اور محسوس نہ کرتا تھا۔ گھر آ کر سویا تو اسی رات مجھے جمال جہاں آرا محبوب دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا اور میں نے آپؐ کو جماعت صحابہؓ کے ہمراہ اس شان سے دیکھا جیسے چاند ستاروں کے درمیان ہوتا ہے۔ جب آنکھ کھلی تو اس مقدس ہستی کی محبت سے مملو اور زیارت بابرکت کے سرور سے سرشار تھا۔ اس ساعت کے بعد تمام عمر اس نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کی الفت و محبت سے کبھی جدائی نہ ہوئی اور ایک عرصہ درباروں میں رہنے کے بعد اپنے کو ثنا خوانی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کے لئے وقف کر دیا۔ اسی اثناء میں ایک روز مجھ پر فالج کا حملہ ہوا جس سے میرے جسم کا نصف حصہ بے حس ہو گیا۔ مصیبت کے اس عالم میں میرے ضمیر نے مجھے مشورہ دیا کہ حضور

انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ و سلم کی مدحت میں قصیدہ لکھوں۔ پس میں نے ایک قصیدہ لکھا جو آپ کے محاسن سے پر ہے۔ پھر اس قصیدے کو خواب میں میں نے خود حضور پر نور صلی اللہ علیہ و سلم کو سنایا۔ آپ نے مجھے برویمانی انعام میں بخشی اور میرے بدن پر اپنا دست مبارک پھیرا۔ آنکھ کھلی تو میں بالکل تندرست تھا (شرح قصیدہ بردہ شریف طیب الورودہ از علامہ ابو الحسنات قادریؒ سے ماخوذ) (اقبال اور محبت رسولؐ از ڈاکٹر محمد طاہر فاروقی۔ صفحہ 115 تا 116)

حضرت حسان بن ثابتؓ سے لے کر آج تک لاتعداد قصائد لکھے گئے لیکن علامہ بو میریؒ متوفی 696ھ کے قصیدے بردہ کو جو منفرد اور ممتاز مقام حاصل ہوا کسی اور کو حاصل نہ ہو سکا۔ علامہ بو میریؒ نے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ و سلم پر اس قصیدہ کو سناتے ہوئے یہ درود پاک پڑھا تھا۔

مولای صل و سلم وانما ابداء  
علی حبیبک خیرا مخلق کلہم

اس پر اثر قصیدے میں اس درود شریف کا پڑھنا ہی خاص سر اور بھید ہے (تفصیلات کے واسطے دیکھئے میری کتاب ”سیرت النبی بعد از وصال النبی حصہ اول صفحہ 374 تا 376- خواب نمبر 312- ناشر فیروز سنز (پرائیوٹ) لیٹڈ۔ لاہور)

203- ایک شخص حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ و سلم کی مدح اور تعریف میں نعت بہت پڑھا کرتا تھا مگر حقہ بھی پیتا تھا۔ ایک رات اس نے نبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ و سلم کو خواب میں یہ فرماتے سنا کہ جس وقت تو تعریف میری کرتا ہے تو میں وہاں موجود ہوتا ہوں۔ لیکن جب حقہ آتا ہے تو میں وہاں سے چلا جاتا ہوں (النصیحتہ الاخوان)

204- ایک شریف حقہ پیتے تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ و سلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ ارشاد فرما رہے ہیں کہ تو شریف ہو کر حقہ پیتا ہے۔ بڑا تعجب ہے (النصیحتہ الاخوان) (حضرت رسول



اللہ اور تمباکو کی مذمت از محمد عبدالمجید صدیقی ایڈووکیٹ۔ مرحبا پہلی کیشنز۔  
امرت دھارا بلڈنگ۔ ریلوے روڈ۔ لاہور۔ صفحہ 8)

205- ایک مرتبہ خلیفہ اول حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کچھ لوگوں نے دریافت کیا کہ کیا اسلام لانے سے پہلے آپ نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ و سلم کی نبوت و رسالت کی کسی علامت کا مشاہدہ کیا تھا۔ فرمایا۔ ہاں میں ایک روز ایک درخت کے سایہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک اس کی ایک شاخ نیچے جھکی اور میرے سر سے مل گئی۔ میں تعجب سے اسے دیکھنے لگا تو اس میں سے ایک آواز آئی: (عربی کا اردو ترجمہ) یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم فلاں وقت ظاہر ہوں گے اور سب سے پہلے ان کی تصدیق کی سعادت آپ حاصل کریں گے۔ (حلبیہ جلد اول صفحہ 198)

اللہ تعالیٰ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ و سلم کی نبوت و رسالت اور حقانیت کی شہادتیں صرف باشعور انسانوں پر منحصر نہیں رکھیں بلکہ بے شمار ایسی چیزوں سے اس کی شہادتیں عالم انسان پر واضح کر دیں جن کو انسان غیر ذی شعور اور لایعقل کہتا ہے۔ یہ شہادات درحقیقت عالم غیب کی شہادات ہیں جن کو رائے کی غلطی کہہ کر جھٹلایا یا رد نہیں کیا جاسکتا۔

206- جبل پور (سی۔ پی۔ بھارت) میں 6 شعبان المعظم 1345ھ مطابق 8 فروری 1927ء بروز منگل نماز مغرب کے بعد قدرت کا ایک عجیب کرشمہ دیکھا۔ میں نماز مغرب پڑھ کر جب گھر واپس آیا تو مغرب کی جانب منہ کر کے صحن میں کھڑا ہو گیا۔ میرے سامنے ایک تارا ٹوٹا جس کی شعاعیں نہایت درخشاں اور روشن تھیں۔ ان شعاعوں نے بڑھ کر آسمان پر ایک مد کی شکل اختیار کی جو اس طرح (س) تھی۔ پھر اس مد میں لہری پیدا ہوئی جو اس شکل کی سی تھی۔ (ص)۔ پھر اس لہر کے ایک حصہ نے میم (م) کی صورت اختیار کر لی۔ اس میم میں ”ح“ شامل ہو گئی اور شعاع کی شکل یہ ہو گئی (مح) پھر اس میم اور ح کے ساتھ

دوسری م نمودار ہو گئی اور یہ صورت نظر آئی (محمد) اور اس کے بعد دال کی شکل نمایاں ہوئی اور اسم (محمد) صلی اللہ علیہ وسلم واضح طور پر نظر آنے لگا۔ یہ روح افزا منظر دیکھ کر میں دوڑتا ہوا مسجد میں گیا اور وہاں سے سلسلہ چشتیہ کے ایک بزرگ قاضی علیم الدین صاحب کو دکھایا اور دیکھتے ہی دیکھتے یہ پورے شہر کا مرکز نگاہ بن گیا۔ یہ اسم پاک نہایت صاف، روشن اور خوشخط تھا۔ یہ منظر قریب آدھ گھنٹہ رہا۔ اس کے بعد مدہم پڑنے لگا۔ اور آخر کار آہستہ آہستہ نظروں سے غائب ہو گیا۔ جو حصہ پہلے نمودار ہوا تھا وہ سب سے آخر میں مخفی ہوا۔ باوجود فاصلہ کے ماڈل ڈرائنگ کے طریقہ سے ناپا تو 8 فٹ لمبا اور 3 فٹ چوڑا تھا۔

کہ ٹوٹا ستارہ جو شمع فلک پر ہوئی روشنی کی لہر اس میں پیدا خط نور سے میم لکھا تھا پہلے جو ح-م اور دال اس میں ملا تھا ملے حرف جب سارے آیا نظریوں کہ نام محمد مکمل ہوا تھا نہایت منور، نہایت فروزاں پڑھا صاف یہ نام جس نے بھی دیکھا جو ماڈل ڈرائنگ سے ناپا کسی نے کہ ہے کس قدر عرض و طول اس کا وہ تھا عرض میں تین فٹ سے زیادہ مگر طول میں آٹھ فٹ ہو گیا تھا یہ پر کیف اور روح پرور تھا منظر قریب آدھ گھنٹہ رہا جگمگاتا چمک اس کی دھندلی سی ہونے لگی پھر نگاہوں سے یوں چھپ گیا رفتہ رفتہ لاکھوں نہیں کروڑوں انسانوں نے اسے دیکھا جن میں بے شمار بڑے بڑے ہندو، عیسائی، پارسی، بودھ اور سکھ وغیرہ شامل تھے۔ بہت سے غیر مسلم اس انہونے واقعے کو دیکھ کر مسلمان ہوئے اور مہینوں اس بات کا چرچا اخبارات اور رسائل میں رہا۔ ہندوستان کے سینکڑوں شہروں حتی کہ ایران تک میں لوگوں نے اس کا مشاہدہ کیا۔ جبل پور کے یوروپین کلکٹرنے حیدر آباد دکن سے کسی کے استفسار پر اس امر کی تصدیق کی۔ الحاج جناب بشیر الدین جبل پوری۔ 619 اے۔ بلاک ایچ۔ نارٹھ ناظم آباد۔ کراچی کا یہ چشم دید واقعہ مختصر الفاظ میں بیان کیا گیا جس کا مفصل ذکر ان کے

مرتبہ کتابچے ”سراج منیر“ میں بعنوان ”شق النجم“ موجود ہے یعنی ایک ستارے کا ٹوٹ کر ”محمد“ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شکل میں نمودار ہونا۔ مشاہدہ کرنے والوں میں ہر مذہب و ملت کے ہزارہا افراد ابھی زندہ ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ پرورگار عالم نے ہم سب کو اس آسمانی نشانی کے ذریعہ مطلع فرمایا کہ تم زمین پر میرے محبوب محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اسم گرامی کو اسی طرح روشن کر دو جس طرح میں نے آسمان پر سب کے سامنے اس اسم مبارک کو روشن کر دیا ہے۔

مسلمانو! میری بات سنو اور گرہ سے باندھ لو۔ انشاء اللہ تعالیٰ پندرہویں صدی ہجری اسلام کی صدی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمان اپنے زندہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زندہ و پابندہ تعلیمات پر عمل پیرا ہوں۔ متحد اور منظم ہو کر امن عالم اور اسلام کے دشمن صیہونی، صلیبی اور ہنودی گٹھ جوڑ کے خلاف جہاد کریں اور مفکر اسلام علامہ اقبالؒ کے اس پیام کو عملی جامہ پہنادیں۔

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے دہر میں اسم محمدؐ سے اجالا کر دے  
وقت فرصت ہے کہاں کام ابھی باقی ہے نور توحید کا اتمام ابھی باقی ہے  
علامہ ہی کے الفاظ میں یہ بھی یاد رکھیے ع

امن عالم تو فقط و امن اسلام میں ہے

207- ابن ابی شیبہ نے ربیع بن حراشؓ سے روایت کی۔ وہ کہتے ہیں کہ جب میں گھر پہنچا تو اطلاع ملی کہ میرا بھائی مر گیا ہے۔ میں دوڑ کر آیا تو دیکھا کہ اسے کپڑوں میں لپیٹ دیا گیا ہے۔ میں اس کے سرہانے کھڑا استغفار اور استرجاع (اناللہ وانا الیہ راجعون) میں مشغول تھا کہ یکایک اس نے کپڑا اٹھا کر کہا ”السلام علیکم“۔ تو ہم نے کہا وعلیکم السلام۔ سبحان اللہ۔ تو اس نے بھی کہا سبحان اللہ۔ میں تم سے جدا ہو کر اللہ کی بارگاہ میں پہنچا۔ وہ مجھ سے راضی تھا۔ اس نے مجھ کو حریر، سندس اور استبرق کے لباس پہنائے اور میں نے معاملہ اس سے آسان پایا جتنا کہ تم سمجھتے تھے۔ اب دیر نہ کرو کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے اجازت چاہی

تھی کہ تم کو بشارت دینے آؤں۔ جلدی کرو اور مجھے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لے چلو کیونکہ آپ نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ میری واپسی تک میرا انتظار فرمائیں گے۔ یہ کہہ کر وہ انتقال کر گیا۔

ابو نعیم نے ربیع بن حراش سے روایت کی۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم چار بھائی تھے۔ میرا بھائی ربیع ہم میں سب سے زیادہ صوم و صلوٰۃ کا پابند تھے۔ اس کا انتقال ہو گیا۔ ہم اس کے گرد جمع تھے کہ اچانک اس نے کپڑا اٹھا کر کہا ”السلام علیکم“ ہم نے کہا وعلیکم السلام۔ کیا موت کے بعد بھی!! (یعنی اظہار حیرت و استعجاب کیا)۔ اس نے کہا جی ہاں میں نے تمہارے بعد اپنے راضی اور خوش اللہ سے ملاقات کی تو اس نے مجھ کو اپنی رحمت عطا فرمائی اور استبرق کا لباس زیب تن کرایا۔ سنو! ابوالقاسم (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) نماز کے لئے میرے منتظر ہیں جلدی کرو۔ یہ کہہ کر وہ پھر مر گیا۔ یہ بات ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تک پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ میری امت میں سے ایک شخص مرنے کے بعد بھی کلام کرے گا۔ ابو نعیم کہتے ہیں کہ یہ حدیث مشہور ہے۔ بیہٹی نے اس حدیث کو ”ولائل النبوة“ میں بیان کر کے کہا ہے کہ یہ صحیح ہے اور اس کی صحت میں کچھ شک نہیں۔ (شرح الصدور بشرح حال الموتی والتعبور از محدث اعظم حضرت علامہ ابوبکر جلال الدین سیوطی کا اردو ترجمہ صفحہ 72 و 73)

208- ابن عساکر نے عبدالرحمن بن غنم اشعری سے روایت کی کہ حضرت معاذ بن جبل کے صاحبزادے کو عمواس کے سال ایک نیزہ لگا۔ میں نے پوچھا ”اے معاذ! کیا کچھ دیکھتے ہو؟“ فرمایا میرے رب نے مجھ کو صبر جمیل پر جزا عطا فرمائی۔ میرے بیٹے کی روح میرے پاس آئی اور مجھے بشارت دی کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، ملائکہ، مقربین، شہداء اور صالحین سو صفوں میں کھڑے ہوئے میرے لئے دعائے رحمت کر رہے ہیں اور فرشتے مجھے جنت کی طرف لے جا رہے ہیں۔ یہ کہہ کر بے ہوش ہو گئے۔ میں نے دیکھا کہ وہ ہاتھ بڑھا کر گویا کسی سے مصافحہ

کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں 'خوش آمدید میں تمہارے پاس آ رہا ہوں۔ یہ کہہ کر انکا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد میں نے ان کو خواب میں دیکھا کہ ان کے گرد سفید پوش گھوڑوں پر سوار پکار کر کہہ رہے ہیں "اے سعد (جو نیزوں اور تیروں کی بوچھاڑ میں ہے) تمام تعریف اس اللہ کی ہے جس نے ہم کو جنت عطا فرمائی۔ جہاں چاہیں اس میں قیام کریں۔ تو عمل کرنے والوں کا انجام بہت ہی عمدہ ہے۔" اس کے بعد میں بیدار ہو گیا (شرح الصدور۔ بشرح حال الموتی والقبور صفحہ 82 تا 83)

209- حاکم حسین بن خارجہ سے روایت کی کہ وہ فرماتے ہیں کہ فتنہ اولیٰ (شہادت حضرت عثمان غنیؓ) کے وقت میں بہت ہی سخت پریشان تھا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا تھا کہ مجھے ایسی راہ دکھا جس میں سلامتی ہو۔ چنانچہ مجھ کو خواب میں دنیا و آخرت دکھائی دی جن کے درمیان دیوار تھی لیکن زیادہ اونچی نہ تھی۔ میں نے اس ارادہ سے دیوار کو عبور کیا کہ اشجع کے مقتولین کو دیکھوں اور ان سے دریافت کروں کہ ان کا کیا حال ہے۔ وہاں میں نے دیکھا کہ کچھ حضرات سایہ دار درخت کے نیچے بیٹھے ہیں۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ کیا آپ شہداء ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نہیں ہم تو فرشتے ہیں۔ شہداء تو بہت بلند درجات پر پہنچ چکے ہیں۔ میں درجہ بدرجہ بلند ہوتا گیا یہاں تک کہ ایک بہت ہی بلند درجہ تک پہنچ گیا۔ جس کی عظمت وسعت کی خبر اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ وہاں حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور آپ کے قریب ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے۔ آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے فرما رہے تھے کہ میری امت کے واسطے دعائے مغفرت فرمائیے۔ اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ کو پتہ نہیں کہ آپ کے بعد آپ کی امت نے کیا کیا ہے؟ انہوں نے اپنے خون بہائے ہیں اور اپنے امام کو شہید کیا ہے۔ کاش کہ وہ بھی ایسا ہی طریقہ اختیار کرتے جیسا کہ میرے دوست سعد نے اختیار کیا۔ میں یہ خواب دیکھ

کر خوش ہوا اور فیصلہ کیا کہ اب میں سعد کو دیکھوں گا اور ان کے ساتھ ہی ہو جاؤں گا کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کو اپنا خلیل کہا ہے۔ چنانچہ میں سعد کے پاس آیا اور ان کو اپنا خواب سنایا تو وہ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خلیل نہ بنا اس نے نقصان اٹھایا۔ میں نے سعد سے دریافت کیا کہ آپ کس پارٹی کے ساتھ ہیں؟ انہوں نے کہا کہ کسی کے ساتھ نہیں۔ اس پر میں نے کہا کہ اب آپ مجھ کو کیا حکم دیتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کیا تمہارے پاس بھیڑ بکریاں ہیں؟ میں نے کہا نہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ کچھ بکریاں خرید لو اور وہ لے کر کہیں چلے جاؤ۔ (یعنی اب دین و دنیا کی عافیت اسی میں ہے کہ ان جھگڑوں سے دور رہو) (شرح الصدور بشرح حال الموتی و القبور صفحہ 250 تا 251)

210- ابن ابی الدنیا نے ابوالزاہریہ سے روایت کی کہ ابن ابی بلال خزاعی عیادت کے لئے عبدالاعلیٰ بن عدی کے پاس آئے اور کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت گرامی میں میرا سلام عرض کرنا اور اگر ہو سکے تو ہم کو اپنے حالات سے بھی مطلع کرنا۔ جب ان کا انتقال ہوا تو ان کے خاندان کی ایک عورت نے ان کو خواب میں دیکھا۔ انہوں نے اس سے کہا کہ میری بیٹی جلد ہی میرے پاس آنے والی ہے اور تم ابن ابی بلال خزاعی سے کہہ دو کہ میں نے ان کا سلام حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کر دیا ہے (شرح الصدور، صفحہ 254)

211- نسائی نے خزیمہ بن ثابت سے روایت کی کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک پر سجدہ کر رہا ہوں۔ چنانچہ میں نے اس چیز کی اطلاع آپ کو دی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک ایک روح دوسری روح سے ملاقات کرتی ہے اور اپنی جنین مقدس سے ان کی پیشانی مس کی۔ (شرح الصدور، صفحہ 253)

حضرت خزیمہؒ نے خواب میں دیکھا کہ میں حضرت بنی الامین صلی اللہ علیہ وسلم کی جبین مبارک کا بوسہ لے رہا ہوں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنے خواب کی تصدیق کر سکتے ہوں۔ اس پر حضرت خزیمہؒ نے اٹھ کر آپؐ کی پیشانی اطہرچوم لی (سیر انصار حصہ اول صفحہ 310 از مولوی سعید انصاری سابق رفیق دارالمفنین۔ در مطبع معارف اعظم گڑھ طبع شد)

شیخ عز الدین بن سلام فرماتے ہیں کہ روح یقظہ ایک روح ہے کہ جب وہ جسم میں ہوتی ہے تو جسم جاگتا ہے اور جب جسم سے خارج ہوتی ہے تو جسم سو جاتا ہے اور یہ سب کچھ بطور عادت ہے۔ پھر یہ روح خواب دیکھتی ہے اور جب آسمان پر پہنچ کر یہ مشاہدہ کرتی ہے تو وہ خواب سچا ہو جاتا ہے کیونکہ آسمان پر شیطان کا تصرف ممکن نہیں۔ اور اگر آسمان کے نیچے رہ کر خواب دیکھتی ہے تو شیطان کی مداخلت کی وجہ سے وہ خواب سچا نہیں ہوتا۔

ابن مندہ نے بعض علماء سے نقل کیا کہ روح سونے والے انسانوں کے نتھنوں سے نکل کر آسمان کی طرف چلی جاتی ہے لیکن اس کی جڑ بدن میں ہے۔ اگر وہ بدن سے بالکل منقطع ہو جائے تو انسان مر جاتا ہے جیسے چراغ کی بتی اگر اس میں سے نکال دی جائے تو چراغ بجھ جاتا ہے۔ جب تک بتی کا تعلق چراغ سے رہتا ہے وہ روشنی دیتی ہے۔ اسی طرح جب تک انسان کی روح کا تعلق اس کے بدن سے رہتا ہے وہ تمام چیزوں کا ادراک کرتی ہے۔ اس کو ایک فرشتہ جو ارواح پر موکل ہے تمام چیزیں دکھاتا ہے۔ پھر وہ اپنے بدن کی طرف لوٹ آتی ہے۔

212- ابوالفضلؒ فرماتے ہیں کہ خراسان سے ایک شخص میرے پاس آیا اور کہا کہ میں مدینہ پاک میں تھا جہاں مجھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی۔ آپؐ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ جب تو ہمدان جائے تو ابوالفضل بن زریک سے میرا سلام کہنا کیوں کہ وہ مجھ پر روزانہ سو مرتبہ یا اس سے زیادہ یہ درود پڑھا کرتا ہے۔ اللهم صلی علی محمدن النبی الامی و



علی آل محمد جزى الله محمداً صلى الله عليه وسلم عنا ما هو  
 اهلہ۔ ابوالفضل فرماتے ہیں کہ اس شخص نے قسم کھائی کہ وہ مجھے یا میرے نام  
 کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب میں بتانے سے پہلے نہیں جانتا  
 تھا۔ ابوالفضل فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو کچھ غلہ دینا چاہا تو اس نے یہ کہہ کر  
 انکار کر دیا کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پیام کو بیچتا نہیں (یعنی  
 اس کا کوئی معاوضہ نہیں لیتا) (قول بدیع از علامہ سخاوی)

نبی امی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص لقب ہے جو تورات، انجیل اور  
 تمام دوسری کتابوں میں جو آسمان سے اتریں ذکر کیا گیا ہے (کذافی المظاہر)  
 حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بے شمار القاب ہیں اور بے شمار صفات۔  
 حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ آپ کے امی ہونے کو ”روح الصفات“ فرماتے ہیں  
 یعنی آپ کا یہ وصف آپ کے جملہ اوصاف کی روح ہے اور کیوں نہ ہو۔

نگارمن کہ بہ کتب نہ رفت و خط نہ نوشت بہ غزہ مسئلہ آموز صد مدرس شد  
 (میرا محبوب جو کبھی مکتب نہیں گیا۔ لکھنا بھی نہیں سیکھا۔ وہ اپنے اشاروں سے  
 سینکڑوں مدرسوں کا معلم بن گیا)

بس اب درود پڑھ اس پر اور اس کی آل پر تو جو خوش ہو تجھ سے وہ اور اس کی عترت اطہار  
 الہی اس پر اور اس کی تمام آل پہ بھیج وہ رحمتیں کہ عدد کر سکے نہ انکا شمار  
 213- بلخ کا ایک تاجر ترکہ میں اپنے دو بیٹوں کے لئے مال کے ساتھ حضور اقدس  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے تین عدد موئے مبارک بھی چھوڑ گیا۔ چھوٹے بھائی نے  
 بڑے بھائی کو اپنا تمام مال دے کر یہ تینوں موئے مبارک حاصل کر لئے۔ انہیں  
 وہ ہر وقت اپنی جیب میں رکھتا۔ بار بار نکال کر ان کی زیارت کرتا اور درود  
 شریف پڑھتا۔ جب اس کی وفات ہوئی تو بعض صلحاء نے حضور اقدس صلی اللہ  
 علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جس کسی کو کوئی  
 ضرورت ہو وہ اس کی قبر کے پاس بیٹھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرے۔ (رواق)

المجالس) (قول بدیع) (نزہۃ المجالس)

یا رب صل و سلم وانما ابد ا" - علی جبیک خیر المخلق کلمہ  
 214- علامہ سخاوی فرماتے ہیں کہ مجھ سے شیخ احمد بن ارسلان کے شاگردوں میں  
 سے ایک معتمد نے کہا کہ ان کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں  
 زیارت ہوئی۔ آپ کی خدمت میں کتاب "قول بدیع فی الصلوۃ علی الحبیب  
 الشفیع" پیش کی گئی جس کو آپ نے قبول فرمایا۔ بہت طویل خواب ہے۔ مجھے  
 انتہائی مسرت ہوئی اور میں اللہ اور اس کے پاک رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی  
 طرف سے اس کی قبولیت کی امید رکھتا ہوں اور انشاء اللہ دارین میں زیادہ سے  
 زیادہ ثواب کا امیدوار ہوں۔ پس تو بھی اے مخاطب اپنے پاک نبی صلی اللہ علیہ  
 وسلم کا ذکر خوبیوں کے ساتھ کرتا رہا کر اور زبان سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ و علی آلہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجا کر۔ اس لئے کہ تیرا درود حضور  
 اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ کی قبر اطہر میں پہنچتا ہے اور تیرا نام آپ  
 کی خدمت اقدس میں پیش کیا جاتا ہے (قول بدیع) (فضائل درود شریف از شیخ  
 الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا سہارنپوری ثم مدنی قدس سرہ صفحہ 103)

کسی بندے کی شرافت کے لئے یہ کافی ہے کہ اس کا نام خیر کے ساتھ حضور  
 اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں آجائے۔ ع

ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اس محفل میں ہے

علامہ سخاوی "شافعی المذہب تھے۔" قول بدیع فی الصلوۃ علی الحبیب الشفیع" آپ  
 کی مشہور تالیف ہے جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف کے مبارک  
 بیان پر مشتمل ہے۔ ایک مقام پر وہ احمد یمانی سے نقل کرتے ہیں کہ میں صنعاء میں  
 تھا۔ ایک شخص کے گرد بڑا مجمع دیکھا۔ دریافت کیا کہ کیا بات ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ  
 یہ شخص نہایت اچھی آواز میں قرآن مجید پڑھتا تھا۔ پڑھتے پڑھتے جب اس آیت پر  
 پہنچا "یصلون علی النبی" تو اس کے بجائے اس نے پڑھا "یصلون علی علی

النَّبِيِّ“ جس کا ترجمہ یہ ہوا کہ اللہ اور اس کے فرشتے حضرت علیؑ پر درود بھیجتے ہیں جو نبی ہیں۔ (ظاہر ہے یوں پڑھنے والا رافضی ہوگا)۔ اس کے پڑھتے ہی وہ گونگا ہو گیا۔ برص اور جذام یعنی کوڑھ کی بیماری میں مبتلا ہو گیا۔ اپانچ اور اندھا ہو گیا۔ یہ بڑی عبرت کا مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے بے ادبی سے اپنی پاک بارگاہ میں، اپنے کلام پاک میں، اپنے پاک رسولوںؐ اور صحابہؓ کی شان میں۔ اپنی جہالت اور لاپرواہی سے ہماری زبان سے کیا کیا نکل جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی پکڑ سے محفوظ رکھے۔ اور ہماری کوتاہیوں اور غلطیوں کو معاف فرماتا رہے۔ آمین ثم آمین۔

215- پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری جھنگ صدر میں 19 فروری 1951ء کو پیدا ہوئے۔ پاکستان کے ممتاز عالم دین اور پاکستان عوامی تحریک کے سربراہ ہیں۔ آپ کے والد ماجد ڈاکٹر فرید الدین قادریؒ جید عالم تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں آپ کے والد کو آپ کے پیدا ہونے کی بشارت دی تھی۔ 1948ء میں حج کو گئے تو بیت اللہ شریف کے سامنے بیٹے کے لئے دعا کی جس پر منجانب اللہ بشارت ہوئی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں فرمایا ”اے فرید الدین میں تمہیں طاہر کی پیدائش کی بشارت دیتا ہوں“ اسی لئے والد نے محمد طاہر نام رکھا اور عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) جب اللہ تعالیٰ مجھے طاہر عطا فرمائے گا تو میں اسے آپ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوں گا کیونکہ میں نے اللہ تعالیٰ سے طاہر اسی لئے مانگا ہے کہ وہ امت مسلمہ کی سر بلندی کے لئے کام کرے۔ (جمعہ میگزین۔ روز نامہ جنگ۔ کوئٹہ۔ 19 اکتوبر 1990ء)۔

1962ء میں جب علامہ محمد طاہر القادری کی عمر 12 سال تھی اور آپ ساتویں کلاس کے طالب علم تھے تو آپ کے والد بزرگوار کو خواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم حسب وعدہ طاہر کو میرے پاس لاؤ۔ والد نے فوراً حکم کی تعمیل فرمائی اور فروری 1963ء میں پوری فیملی سمیت مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ

تشریف لے گئے۔ روضہ اطہر (علی صاحبہا صلواتہ و سلاما) پہنچ کر علامہ زار و قطار روئے اور والد نے نماز شکرانہ ادا کی کہ وعدہ پورا ہوا (جمعہ میگزین، روز نامہ جنگ کوئٹہ تاریخ 19 اکتوبر 1990ء - صفحہ 2)

216- بچپن ہی سے سرور دو عالم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ محبت و عقیدت رہی ہے۔ بچپن ہی کا واقعہ ہے کہ ایک روز خواب میں دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی آمد کی اطلاع ملی ہے۔ خوشی و مسرت کے ساتھ فکر مندی بھی ہوئی جس کا اظہار والدہ محترمہ سے کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں اور ہمارے گھر کھانے میں صرف کوفتے پکے ہیں۔ (کوفتے مجھے بے حد مرغوب ہیں مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس کی کوئی حیثیت محسوس نہیں ہو رہی تھی)۔ والدہ نے مجبوری ظاہر کی کہ بالکل عین وقت پر تشریف آوری کی اطلاع ملی ہے۔ سخت مجبوری ہے۔ اتنے میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ سفید عربی لباس میں ملبوس مگر چہرہ پر نقاب تھی۔ میں نے لپک کر آپؐ کا دست مبارک پکڑ لیا اور لا کر مکان کے صحن میں ایک کرسی پر بٹھا دیا اور خود اسی کرسی کے ہتھے پر بیٹھ گئی اور اس دوران دست مبارک کو انتہائی محبت و عقیدت سے اپنے ہاتھوں میں لئے رکھا (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کا سرور آمیز اور نشاط انگیز لمس آج بھی اسی طرح محسوس ہوتا ہے) گھر کے دیگر افراد بھی چاروں طرف جمع تھے اور میری جسارت پر حیرت اور پشیمانی میں مبتلا نظر آتے تھے۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنی جیب سے ایک کانڈ نکالا جو شاہی فرمان کی طرح لپٹا ہوا تھا۔ آپؐ نے وہ مجھے عنایت فرمایا اور کہا اسے پڑھو۔ میں نے کھول کر دیکھا تو اس پر عربی عبارت لکھی ہوئی تھی۔ میں نے کہا یہ تو عربی میں لکھا ہے۔ آپؐ نے پھر فرمایا اسے پڑھو۔ اب کی بار میں نے اسے پڑھنا شروع کیا اور ایک دم فر فر پڑھنے لگی۔ میرے عین سامنے میرا بھائی حیرت و استعجاب سے اپنے داہنے ہاتھ

کی انگشت شہادت کو دانتوں میں دبائے مجھے دیکھ رہا تھا۔

بیگم عصمت صدیقی کا یہ خواب ان کے بچپن کا ہے۔ آج وہ خواتین کی عالمی تنظیم یونائیٹڈ اسلامک آرگنائزیشن (یو، آئی، او) کی صدر ہیں اور اپنی زندگی کو قرآن کی خدمت اور تبلیغ دین کے لئے وقف کیا ہوا ہے۔ خواتین کے اجتماعات میں پابندی سے درس قرآن دیتی ہیں اور کراچی کی مقبول ترین مبلغہ اور مقررہ ہیں۔ اکثر بیرون ممالک بھی تبلیغی دورے کرتی رہتی ہیں (غیر مطبوعہ)

217- حضرت ابراہیم بن علی بن عطیہؒ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں آپؐ کی شفاعت کا سوالی ہوں۔ اس پر آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ مجھ پر کثرت سے درود شریف پڑھا کرو۔

یا رب صل وسلم دائماً ابداً علی حبیبک خیر الخلق کلہم

218- بھارت کے مشہور اردو شاعر علامہ نشور واحدی (سید حفیظ الرحمن نشور واحدی 1912ء تا 1983ء) کے چھوٹے بھائی مولانا سید حفیظ الرحمن واحدی ولد مولانا سید جمیل احمد یکتا کے دوسرے صاحبزادے ڈاکٹر خالد جمیل ایم۔ ایس سی۔ پی ایچ ڈی (امریکہ) جو اٹانک انرجی کمیشن میں سروس کرتے ہیں نے مجھے اپنے والد مرحوم کا یہ خواب سنایا کہ میرے بڑے بھائی شاہد جمیل کی ملازمت کے سلسلے میں میرے والد متفکر تھے کہ ان ہی ایام 1975-76ء میں انہیں ایک رات حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بابرکت کا شرف حاصل ہوا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے بیٹے کو ملازمت مل جائے گی اور جیسا تم چاہتے ہو ویسا ہی ہوگا۔ یہی ہوا کہ چند دن بعد ہی پاک جرمن ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر مغلیپورہ، لاہور میں میرے بڑے بھائی وائس پرنسپل کے عہدہ پر تعینات کر دئے گئے۔ تھوڑے ہی عرصہ بعد پرنسپل بنا دیئے گئے اور گریڈ 18 میں ترقی ہو گئی۔ آج کل ڈپٹی ڈائریکٹر ہیں۔

مولانا سید حفظ الرحمن واحدی اپنے بزرگوں کے وطن یوپی، بھارت کے ضلع بلیا کے چک حاجی میں ۱۹۲۴ء میں پیدا ہوئے۔ تعلق حضرت مخدوم شاہ محمد جونپوری کے صوفی سلسلہ سے ہے۔ کٹر مسلم لیگی اور پاکستان کے زبردست حامی تھے۔ ستمبر ۱۹۴۷ء میں لاہور آگئے اور ۱۹۸۶ء میں یہیں انتقال فرمایا۔ انکم ٹیکس کے محکمہ میں سپروائزر تھے۔ اردو، فارسی اور انگریزی میں آپ کا کلام رسائل و جرائد میں شائع ہوتا رہا ہے۔ دو چار مرتبہ پہلے بھی آپ کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی لیکن گفتگو اس آخری خواب ہی میں ہوئی (غیر مطبوعہ)

219- ستمبر ۱۹۸۳ء کے آخری ایام ہیں۔ دیکھا کہ میرے بستر پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم لیٹے آرام فرما رہے ہیں۔ ”بیڈ کور“ سے پورا جسم ڈھکا ہوا ہے۔ میں پلنگ کے چکر لگا رہی ہوں اور درود شریف پڑھ رہی ہوں۔ سامنے دیوار کے ساتھ کچھ لوگ بیٹھے ہیں۔ میں تین چکر لگا کر ٹھہر گئی اور ان لوگوں سے کہنے لگی کہ یہ ہمارے آقائے نامدار (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے پاس ہیں۔ کہیں گئے نہیں ہیں۔ ہمارے اور آپ کے درمیان بس ایک پردہ ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے وہ پردہ ہٹ جاتا ہے اور ہم دیدار کر لیتے ہیں۔ پھر آنکھ کھل گئی۔

محترمہ گوہر بیگم کا یہ خواب پہلی مرتبہ شائع کیا جا رہا ہے۔

220- کوئی آٹھ نو سال پہلے سوتے سے آنکھ کھل گئی مگر آنکھیں بند ہیں۔ زبان پر کلمہ طیبہ اور درود شریف جاری ہے۔ پھر دل زور زور سے دھڑکنا شروع ہو جاتا ہے اور ایسا لگتا ہے کہ کوئی طاقت مجھے اپنی طرف بلا رہی ہے۔ میں کہتی ہوں۔ السلام علیکم یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور پھر کہتی ہوں کہ میرے آقا (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے اور کچھ دیر اپنے قدموں میں رہنے دیجئے۔ پھر یہ کیفیت ختم ہو گئی۔ آنکھیں کھل گئیں جن سے آنسو جاری تھے۔

محترمہ گوہر بیگم (مسز ایڈمرل مظفر حسن) کا یہ خواب بحالت نیم بیداری غیر

مطبوعہ ہے۔

221- حضرت خواجہ حسن نظامی (دل لی والے) نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں پٹھانوں کے لباس میں دیکھا تھا۔ محمود غزنویؒ تیمورؒ غوریؒ نادر شاہؒ احمد شاہ ابدالیؒ (درانی) ان سب کے ساتھ غیور پٹھان اور افغان ہی تو ہوتے تھے جن کی وجہ سے سوویت یونین کی سپرپاور کا کریا کرم ہوا اور جنہوں نے اسلامی دنیا کو اس کے بھولے ہوئے سبق ”جذبہ جہاد“ کی یاد تازہ کرائی (”جنگ آ رہی ہے“ از محمد عبدالمجید صدیقی ایڈوکیٹ صفحہ 253 تا 254 ناشر۔ فیروز سنز، لاہور)

”مجمع الانساب“ کو محمد بن علی نے 743ھ میں اور ”اصناف المخلوقات“ کو نصیر الدین طوسی نے 672ھ میں تصنیف کیا تھا۔ ان دونوں تاریخی کتب میں لکھا ہے کہ جب بخت نصر مجوسی نے بنی اسرائیل اور اقصیٰ کی اولادوں کو ملک شام سے نکال دیا تو ان میں سے ایک گروہ عرب میں آسا جن کو اہل عرب بنی اسرائیل اور بنی افغان کہتے تھے۔ حمد اللہ مستوفی نے اپنی ”تاریخ گزیدہ“ میں لکھا ہے کہ ”ولید“ بنی اسرائیل سے تھا۔ اس کے جد اعلیٰ کا نام مخزوم تھا جو یہود ابن حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولادوں میں سے تھا لیکن قریش سے قرابت داری کی وجہ سے بنی مخزوم کو بھی قریش ہی کہتے تھے۔

حضرت خالد بن ولید کی والدہ ام المومنین حضرت میمونہؓ کی بہن تھیں۔ حضرت خالدؓ کی کنیت ابو سلیمان اور لقب سیف اللہ تھا۔ جب عرب گروہ در گروہ مدینہ میں آ کر دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے تو حضرت خالدؓ نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ بخت نصر نے جب بنی اسرائیل اور بنی افغان کو بیت المقدس سے نکالا تھا تو وہ غور کے نواحی پہاڑوں میں آ بے تھے۔ حضرت خالدؓ نے ان کو اسلام لانے کے لئے خط لکھا اور اپنے اسلام لانے کا بھی ذکر کیا۔ بنی افغان کا سب سے بڑا سردار قیس نامی تھا جس کا شجرہ نسب 37 واسطوں سے ملک طالوت اور 45 واسطوں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام



سے جا ملتا تھا۔ یہ خط پا کر قیس افغانوں کی ایک جماعت کے ساتھ حضرت خالدؓ کی وساطت سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوا۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیس عبرانی نام ہے اور ہم اہل عرب ہیں اور کمال شفقت سے قیس کا نام بدل کر عبدالرشید رکھ دیا۔ اور فرمایا کہ چونکہ تم لوگ ملک طالوت کی اولاد ہو جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ”ملک“ خطاب سے یاد فرما کر عزت بخشی ہے پس تمہیں بھی لوگ ”ملک“ کہا کریں۔ اسی لئے صوبہ سرحد اور وزیرستان کے اعیان آج بھی ”ملک“ کہلاتے ہیں۔ جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے لئے روانہ ہوئے تو حضرت خالدؓ اور حضرت عبدالرشیدؓ دونوں آپ کے ہمراہ تھے۔ فتح مکہ مکرمہ کے بعد جب حضرت خالدؓ نے ملک عبدالرشیدؓ کی جوانمردی اور بہادری کے واقعات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کئے تو یہ سن کر آپ کی زبان مبارک پر برملا یہ الفاظ جاری ہوئے کہ حق سبحانہ تعالیٰ اس مرد کی آل اولاد کو بہت فروغ بخشے گا یہاں تک کہ اس کے قبیلے کی تعداد و طاقت باقی تمام قبائل سے زیادہ ہو جائے گی۔ آپ نے مزید فرمایا کہ مجھے وحی کے ذریعہ آگاہ کیا گیا ہے کہ اسلام کی خدمت کے لئے اس قبیلے کی کثرت و استحکام کو وہی بنیادی حیثیت حاصل ہوگی جو کشتی اور جہاز کے نیچے والی اس لکڑی کو حاصل ہوتی ہے جس پر کشتی یا جہاز کی عمارت استوار کی جاتی ہے۔ چونکہ اس لکڑی کو سمندروں اور دریاؤں کے پانی میں رہنے والے لوگ ”پتھان“ کہتے ہیں اس لئے میں عبدالرشیدؓ کو ”پتھان“ کا خطاب دیتا ہوں۔ نیز فرمایا کہ میں نے بارگاہ ایزدی میں دعا کی ہے کہ اس مرد کی نسلوں سے ایک عظیم قبیلہ پیدا ہو جس کے افراد قیام قیامت تک سلامتی ایمان کے ساتھ شریعت اسلام پر ثابت قدم رہیں۔ اس قبیلہ میں بڑے بڑے اولیاء نامور درویش اور اہل وجد و حال پیدا ہوں جو اسلام کے خیمہ کے لئے ستون ثابت ہوں۔ اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک اٹھا کر

درگاہ الہی میں ”ملک عبدالرشید پتھان“ کے لئے دعا فرمائی اور موجود صحابہ اکرامؓ سے فرمایا کہ آمین کہیں۔ دعا سے فارغ ہوتے ہی آپؐ کے چہرہ انور پر وحی کے آثار نمودار ہوئے۔ جب نزول وحی مکمل ہوا اور حضرت جبریل امینؑ واپس تشریف لے گئے تو مسرت کی وجہ سے آپؐ کا رخ انور مثل آفتاب چمک رہا تھا۔ آپؐ نے خوشی کے عالم میں فرمایا کہ جبریل امین علیہ السلام میرے پاس وحی لے کر آئے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے درود و سلام کے بعد فرمایا کہ عبدالرشید کے بارے میں آپ کی دعا قبول ہو گئی ہے اور اس کے قبیلے کو ہم نے تمام قبیلوں پر ہر طرح سے بڑائی عطا کر دی ہے۔ اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ملک عبدالرشید کو اپنے پاس بلا کر دوبارہ ان کے حق میں دعا خیر کی۔ رخصت کے وقت حضرت خالد سیف اللہؓ کی درخواست پر ایک انصار صحابیؓ کو ان کے ہمراہ کر دیا گیا تاکہ وہ غور اور کوہستان کے علاقے میں جہاں بنی اسرائیل اور بنی افغان کا قبیلہ آباد تھا وہاں کے لوگوں کو احکام شریعت کی تعلیم دیں۔ ”ملک عبدالرشید پتھان کے آنے پر تمام قبیلہ مسلمان ہو گیا اور وہاں دین اسلام کماحقہ رائج ہو گیا۔ ملک عبدالرشید پتھانؓ نے حضرت امیر معاویہؓ کے زمانے میں 87 سال وصال فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین بیٹے عطا کئے جن کے نام سربنی، بتنی اور غرغشت رکھے گئے (تاریخ خاں جہانی و مخزن افغانی از خواجہ نعمت اللہ ہروی سے ماخوذ۔ اس کا اردو ترجمہ ڈاکٹر محمد بشیر حسین نے کیا اور اسے اردو سائنس بورڈ۔ 1299 اپر مال۔ لاہور نے شائع کیا ہے) (جناب ندیم شفیق ملک نے یہ کتاب مجھے مطالعہ کے لئے عنایت فرمائی جس کے لئے میں ان کا ممنون ہوں) علامہ اقبالؒ نے ایک جگہ تحریر فرمایا ہے کہ افغانہ یقیناً ”اسرائیل الاصل ہیں۔ حال کی پشتو زبان میں بہت سے الفاظ عبرانی الاصل ہیں۔ لفظ ”فغ“ قدیم فارسی میں ”معنی ”بت“ آیا ہے اور افغان میں الف سالبہ ہے۔ چونکہ ایران میں بودوباش رکھنے والے افغان بت پرست نہ تھے اس لئے ایرانیوں نے انہیں ”افغان“ کے نام سے موسوم کیا ہے۔

حضرت یعقوبؑ کا خطاب اسرائیل تھا۔ آپ کے بارہ بیٹے تھے۔ ان اولادوں کے بارہ قبیلے بنے جو بنی اسرائیل کہلائے۔ سب سے بڑے بیٹے کا نام یہودا تھا جو شجاعت و سخاوت میں بینظیر تھے اور ہر قسم کے فن و ہنر سے بھی بہرہ مند تھے۔ افغان قوم کا سلسلہ نسب ان تک پہنچتا ہے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ افغان قوم کا سلسلہ نسب بن یامین تک پہنچتا ہے جو حضرت یوسفؑ کے چھوٹے بھائی اور حضرت یعقوبؑ کے بیٹے تھے اور تمام اوصاف حمیدہ سے آراستہ تھے۔

222- افغان قبیلوں کے اولیائے اکرام، اہل حال اور صوفیا کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ قبیلہ سر بنی کے مشائخ میں حضرت خواجہ یحییٰ کبیرؒ کے دل میں ایک دن خیال آیا کہ کسی پیر با شریعت کا مرید ہوا جائے۔ اسی رات خواب میں آپ کو حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار ہوا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے پیر کا نام مخدوم جہانیاں جہاں گشت ہے۔ جاؤ اور ان کے ہاتھ پر بیعت کرو۔ صبح ہوئی تو شہر بریو سے کوہ سلیمان کی جانب چل پڑے۔ جب اچ شریف پہنچے تو حضرت مخدوم جہانیاں مسجد میں مراقبہ میں تھے۔ اچانک حضرت خواجہ یحییٰ کبیرؒ نے جا کر سلام کیا۔ حضرت مخدوم کو پہلے ہی حکم ہو چکا تھا کہ سید اسحاقؒ کی اولادوں میں سے ایک افغانی آپ کی خدمت میں آ رہا ہے۔ آپ نے بصیرت سے سمجھ لیا۔ فوراً کھڑے ہو گئے اور اپنے بازوؤں میں لے کر بغل گیر ہوئے اور کافی دیر سینے سے لگائے رکھا اور اپنے چودہ خاندانوں کی بزرگی سے انہیں نوازا اور مرید کر لیا (تاریخ خان جہانی و مخزن افغانی صفحہ 693 تا 694)

223- برسات کے موسم میں دریائے سندھ میں سیلاب آنے کی وجہ سے پانی شہر اچ کے قریب آ گیا جس کی وجہ سے لوگ خوفزدہ ہو گئے اور حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ کی خدمت میں دعا کے لئے حاضر ہوئے۔ شب جمعہ تھی۔ آپ نے سب مریدوں کو بلا کر فرمایا کہ استخارہ کرو اور اللہ سے اس مصیبت سے

پناہ مانگو۔ چنانچہ سب نے رو رو کر گڑگڑا کر دعائیں مانگیں۔ صبح سب نے حضرت مخدومؒ کی خدمت میں اپنا اپنا خواب بیان کیا۔ حضرت مخدومؒ نے فرمایا کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اے مخدوم فلاں جگہ ایک اینٹ ہے جو حضرت خضرؑ نے ایک زاہد کے لئے پکائی تھی۔ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں دریائے سندھ کے کنارے وضو کیا کرتا تھا۔ اس کے پاؤں کیچڑ میں بھر جاتے تھے جو اسے بار بار دھونے پڑتے تھے۔ وہ اینٹ فلاں جگہ دبی ہے۔ اسے نکال کر خواجہ یحییٰ کبیر کو دو۔ وہ اسے دریائے سندھ کے کنارے جس جگہ رکھ دے گا پانی ہمیشہ اس سے پیچھے رہے گا اور قیامت تک نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ کھودنے پر اینٹ مل گئی مگر خواجہ یحییٰ کبیرؒ فرمانے لگے کہ میں اپنے کو اس قابل نہیں سمجھتا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کام کے لئے میرا پتہ بتایا ہو۔ لیکن حضرت مخدومؒ نے فرمایا کہ نہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؐ ہی کی نشاندہی فرمائی ہے بلکہ یہاں تک صراحت فرمائی ہے کہ وہ یحییٰ روپلہ ہے۔ افغانی زبان (پشتو) جانتا ہے اور کوہ سلیمان سے آیا ہے۔ یہ سن کر حضرت خواجہ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر وہ اینٹ اپنے ہاتھ میں لی اور دریائے سندھ کے کنارے جہاں حضور سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اشارہ ہوا تھا وہاں رکھ دی۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے دریائے سندھ کا پانی اتر گیا اور اب قیامت تک انشاء اللہ اچ شریف کو کوئی نقصان نہ پہنچائے گا (تاریخ خان جہانی و مخزن افغانی صفحہ 694 تا 695)۔

حضرت مخدوم جہانیاںؒ نے فرمایا کہ خواجہ نے تمام منزلیں طے کر لی ہیں اور اس کا مرتبہ و مقام سب سے اونچا ہے۔ آج سے اس افغانی کا نام خواجہ یحییٰ کبیر ہے اور اس کے بعد سے وہ اس لقب سے مشہور ہو گئے۔

224- کہتے ہیں جب حضرت خضرؑ پیر کانوؒ اور خواجہ یحییٰ کبیرؒ کی ملاقات ہوئی تو ان

دونوں نے خواجہؒ سے کہا کہ اے خواجہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بزرگی اور عزت عطا فرمائی ہے۔ مخلوق کی رہنمائی کے ارادے سے انہیں مرید بنائیں تاکہ آپ کے ارشادات عالیہ سے لوگوں کو فیض پہنچے۔ مگر حضرت خواجہؒ یہی فرماتے رہے کہ میں اپنے کو اس قابل نہیں پاتا۔ چند روز بعد ایک شب جمعہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کے چاروں یار، حضرت خضرؒ اور پیر سلطان کانو کی ارواح مبارکہ خواجہ یحییٰ کبیرؒ کے خواب میں تشریف لائیں۔ پیر کانو اور حضرت خضرؒ نے بارگاہ رسالت پناہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم خواجہ یحییٰؒ سے التجا کر رہے ہیں کہ وہ مخلوق کو خالق کی طرف دعوت دیں لیکن وہ ہماری درخواست قبول نہیں فرما رہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ بات سنی تو خواجہ یحییٰ کبیرؒ کا ہاتھ اپنے دست مبارک میں پکڑ کر اسے دبایا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ جو کوئی تمہارے ہاتھ میں ہاتھ دے گا گویا اس نے میرے ہاتھ میں ہاتھ دیا۔ جاؤ مخلوق کو دعوت دو۔ تمام حاضرین مجلس نے اس پر خواجہ یحییٰؒ کو مبارکباد دی اور اس روز سے آپ نے مخلوق کو مرید کرنا شروع کر دیا (تاریخ خان جہانی و مخزن افغانی۔ صفحہ 296 تا 298)

225- حضرت خواجہ یحییٰ کبیرؒ نے ایک مرتبہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال جہاں آرا کی خواب میں زیارت کی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے خواجہ جو خوشی مجھے خواجہ جنید بغدادی کے زمانے میں حاصل تھی وہی مسرت مجھے تمہارے عہد میں بھی ہو رہی ہے۔ الحمد للہ علی ذالک (تاریخ خان جہانی و مخزن افغانی صفحہ 537)

حضرت خواجہ ابھی نا بالغ بچے تھے۔ مگر رمضان کے روزے رکھتے تھے۔ دوسرے لڑکوں کی طرح کھیل کود کی طرف بھی مائل نہ ہوتے تھے۔ خراسان کے بادشاہ امیر تیمور (تیمور لنگ) نے آپ کی خدمت میں ایک مرتبہ کچھ تحائف بھیجے جو آپ

نے یہ کہہ کر لینے سے انکار کر دیا کہ اللہ تعالیٰ کے بھرے خزانوں کے ہوتے ہوئے مجھے تمہارے مال کی طمع نہیں۔ یہ چیزیں تو وہ لے جس کے دل میں دنیا کی محبت بسی ہو جب کہ دنیا خود بڑی ذلیل چیز ہے۔ حضور بنی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”دنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے“۔ یہ بھی آپ کا ارشاد ہے ”دنیا ایک مردار ہے اور اس کا طالب مردار خور کتے کی مانند ہے“۔ جب آپ نے دنیا کے مال و متاع کو قبول نہ فرمایا تو آپ کے خادم اسے کیسے قبول کر لیں۔

226- جب حضرت خواجہ یحییٰ کبیرؒ کی عمر 147 برس کی ہوئی تو 834ھ میں آپ کی طبیعت علیل ہو گئی۔ خواب میں آپ سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے خواجہ یحییٰ اب آ جاؤ اور آ کر شراب طہور نوش کرو۔ بیدار ہونے پر بیٹوں، مریدوں اور ارادت مندوں سے فرمایا کہ مجھے چونکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلب فرمایا ہے اس لئے میں آخرت کا سفر کرنے والا ہوں۔ یہ سن کر بیٹے اور مرید رونے لگے اور عرض کیا کہ اپنی دستار، جبہ اور عصا کسے عنایت فرما رہے ہیں۔ فرمایا قدرے انتظار کرو جسے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے اسے دوں گا۔ (تاریخ خان جہانی و مخزن افغانی۔ صفحہ 546 تا 547)

227- حضرت خواجہ یحییٰ کبیرؒ پر اس کے بعد نیند کا غلبہ ہو گیا اور خواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بابرکت نصیب ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا اے خواجہ یحییٰ اپنی خلافت کا خرقة، دستار اور عصا وغیرہ صدر الدین کو دے دو۔ آنکھ کھلنے کے بعد فرمایا کہ شیخ صدر الدین کے لئے حکم اور اجازت ملی ہے۔ یہ الفاظ ابھی زبان پر ہی تھے کہ جگر سے خون بہنے لگا۔ آپ نے تکبیر کہی (اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد) اور کلمہ شہادت پڑھ کر جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

(تاریخ خان جہانی و مخزن افغانی۔ صفحہ 547)

228- نواب میاں پیر خاں ولد نواب میاں دولت خان کی شخصیت میں انسانیت کی تمام خوبیاں جمع ہو گئی تھیں۔ جہانگیر بادشاہ نے آپ کو اپنے منہ بولے بیٹے کا خطاب، خان جہاں کا لقب اور پانچ ہزاری منصب پر ترقی دے کر عزت افزائی فرمائی تھی۔ نواب صاحب خان جہاں لودھی (نواب میاں پیر خاں) کی محفل میں ہمیشہ انبیا علیہم السلام، اولیائے کرام کے علاوہ علمائے دین اور صوفیائے شرع متین کا ذکر رہتا تھا۔ خود آپ شرع محمدی کی پیروی کی پوری کوشش کرتے تھے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی محبت میں ڈوبے رہتے تھے۔ اس کی برکت سے شعبان المعظم 1021ھ کی ایک شب جمعہ نواب صاحب نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور اہل مجلس کو اپنی زبان مبارک سے یہ خواب سنایا۔ فرماتے ہیں کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک نہایت وسیع میدان ہے جہاں کثیر تعداد میں مخلوق جمع ہے۔ میں نے ایک آدمی سے دریافت کیا کہ اتنے بہت سے لوگ یہاں کیوں جمع ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم اس مجمع کے درمیان تشریف فرما ہیں۔ یہ سن کر میں خود آپ کی طرف چل پڑا۔ میں نے آپ کی خدمت اقدس میں باریاب ہو کر کوئی بات دریافت کی۔ آپ نے میری عرض کی طرف التفات فرما کر اس کا جواب ارشاد فرمایا۔ یہ دیکھ کر پاس کھڑے ہوئے ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ یہ سوال جو تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کر رہا ہے اس سے تجھے کیا حاصل ہوگا۔ بھلے آدمی اپنی بخشش کی دعا کے لئے التماس کر۔ میں نے اس پر فوراً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے حق میں دعا فرمائیں۔ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں دست مبارک آسمان کی جانب اٹھائے اور دعا فرمانے لگے۔ آپ کی متابعت میں وہاں



جتنے لوگ جمع تھے وہ بھی آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا میں شریک ہو گئے کہ اچانک میری آنکھ کھل گئی۔ صبح اٹھ کر میں نے یہ خواب اپنے محبین و مخلصین کو سنایا اور اس عظیم بشارت پر جو بحر و بر کے تمام خزانوں سے بڑھ کر ہے بہت سا سونا، چاندی، کپڑے اور کھانا غریبوں اور محتاجوں میں تقسیم کیا (تاریخ خان جہانی و مخزن افغانی صفحہ 390 تا 391)

229- حضرت شاہ محمد معصوم اویسی صدیقی کاکوروی کی والدہ ماجدہ شیخ عبدالستار ساکن موضع امرائی کی بیٹی تھیں۔ جب شاہ صاحب والدہ کے پیٹ میں تھے تو انہوں نے حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خواب میں دیکھا کہ انہوں نے یمنی چادر اپنے ہاتھ سے ان کے اوپر ڈال دی ہے۔ بیدار ہو کر اپنے والد شیخ عبدالستار سے جو نہایت صالح بزرگ تھے یہ خواب بیان کیا۔ وہ سن کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا ولی کامل، صاحب رشد و ہدایت لڑکا پیدا ہوگا۔ میں نے خود اس سے قبل حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی تھی۔ مجھے ولی کامل کی بشارت ملی تھی۔ میں سمجھتا تھا کہ میرے لڑکوں میں سے کوئی ولی ہوگا۔ الحمد للہ اب اس خواب سے مفصل معلوم ہو گیا کہ میرا نواسہ ولی کامل ہوگا (تذکرہ مشاہیر کاکوری صفحہ 374)

230- حضرت شاہ محمد معصوم اویسی صدیقی کاکوروی کے تمام علوم وہی تھے۔ جب عمر 18 سال کی ہوئی تو آپ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زیارت ہوئی اس طور پر کہ سب کو ایک بلند مکان پر دیکھا۔ عرض کیا کہ میں کس طرح حاضر ہوں۔ فوراً حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑی سی گھاس نیچے ڈال دی اور ارشاد فرمایا کہ اس پر چلے آؤ۔ چنانچہ آپ پہنچ گئے اور اچھی طرح زیارت سے مشرف ہوئے۔ اور اس واقعہ کے بعد سے طلب حق پیدا ہو گئی۔ آپ کو بیعت بہ طریق اویسی حضرت رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل تھی اور اسی طریقہ پر مرید کرتے تھے۔ بزرگان معاصرین آپ کو ابدال کہتے تھے۔ 28 جمادی الاول بروز پنج شنبہ وقت شب 1162ھ میں وصال فرمایا۔ نماز جنازہ حسب وصیت ملا احمد عبدالحق فرنگی محلی نے پڑھائی۔ مزار مبارک لکھنؤ (یوپی۔ بھارت) محلہ سرائے معالی خان میں ہے (تذکرہ مشاہیر کاکوری صفحہ 378)

231- ایک بزرگ کا ایک لڑکا تھا۔ لوگوں نے اس کو قید کرا دیا۔ وہ بزرگ اندلس سے مدینہ منورہ آئے اور حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور فریاد کی۔ آپ نے ان سے خواب میں فرمایا کہ تم اپنے وطن واپس جاؤ جب وہ بزرگ اپنے وطن واپس آئے تو بیٹے کو گھر میں موجود پایا۔ اس سے حال دریافت کیا تو وہ بولا کہ فلاں شب مجھ کو اور ایک جماعت کو اللہ تعالیٰ نے خود بخود قید سے رہائی دلا دی۔ ان بزرگ نے حساب لگایا تو واقعہ رہائی اسی شب پیش آیا تھا جس رات کہ انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے فریاد کی تھی (بغیثہ ذوی الاحلام)

232- ایک بزرگ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کی امت کے ابدال کہاں رہتے ہیں۔ آپ نے اپنے دست مبارک سے ملک شام کی طرف اشارہ فرمایا۔ اس کے بعد انہوں نے دریافت کیا کہ کیا عراق میں کوئی ابدال نہیں ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ ہیں۔ اور چند نام بھی بتائے۔ (المقاصد الحسنہ)

233- حضرت سید احمد شہید کا قیام لکھنؤ میں ایک ماہ رہا۔ ایک روز مولانا محمد اشرف نے کہ اس وقت لکھنؤ میں علم معقول و منقول میں یگانہ سمجھے جاتے تھے اپنے یہاں کے سب سے زیادہ ذکی اور فاضل طالب علم مولانا ولایت علی عظیم آبادی کو سید صاحب کے تحقیق حال کے لئے بھیجا اور پیغام بھجوایا کہ میں تخلیہ

میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں۔ مقصد یہ تھا کہ تنہائی میں سید صاحبؒ کے علم کو ٹولیں۔ سید صاحبؒ نے درخواست منظور کر لی۔ ملاقات کے وقت آپ نے سید صاحبؒ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمتہ للعالمین فرمایا ہے ”وما ارسلناک الا رحمتہ للعالمین“۔ میں آپ کی زبان مبارک سے اس کی تفسیر سننا چاہتا ہوں۔ سید صاحبؒ نے دو گھنٹہ اس پر بیان فرمایا۔ اس وقت مولانا محمد اشرف اور مولوی ولایت علی کی روتے روتے آنسوؤں سے ڈارھی تر ہو گئی اور فوراً بیعت کر لی۔ مولانا محمد اشرف صاحب فرماتے تھے کہ اسی روز میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوا اور اس کے علاوہ مجھے بے انتہا فیوض و برکات حاصل ہوئے۔ مولانا ولایت علی صاحب سب چھوڑ چھاڑ کر سید صاحبؒ کے ساتھ ہو گئے اور اپنے کو شیخ کی خدمت میں فنا کر دیا (احوال و مناقب حضرت سید احمد شہیدؒ صفحہ 95 تا 96) (سیرت سید احمد شہیدؒ از مولانا سید ابوالحسن ندوی صفحہ 72 تا 73)

234- حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ ”حجتہ اللہ البالغہ“ کے رباچہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ میں ایک دن عصر کی نماز کے بعد مراقبہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ یکایک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک نظر آئی اور ایک کپڑا سا مجھ پر ڈال دیا گیا اور اسی وقت میرے دل میں ایک ایسا نور معلوم ہوا جو کہ ہر وقت ترقی پذیر تھا۔ پھر کچھ عرصہ بعد مجھ کو یہ الہام ہوا کہ اس عظیم الشان کام کے لئے یعنی ”حجتہ اللہ البالغہ“ تحریر کرنے کے لئے کسی نہ کسی دن آمادہ ہونا میری قسمت میں لکھ دیا گیا ہے اور اس وقت ایسا معلوم ہوا جیسے تمام زمین اپنے پروردگار کے نور سے جگمگا اٹھی ہے اور گویا عین غروب کے وقت روشنی اپنی شعاعیں زمین پر بکھیر رہی ہے اور وقت آگیا ہے کہ شریعت مصطفویہ (علیٰ صاحبہا صلوة و سلاما) دلائل و براہین کے مکمل لباس سے آراستہ کر کے میدان میں

لائی جائے۔

235- امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کو یہ سرفرازی بھی نصیب ہوئی کہ خود حامل میزان حق و باطل صلی اللہ علیہ وسلم نے براہ راست آپ کو اس بشارت سے مفتخر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعہ امت مرحومہ کے منتشر اجزاء کو جمع کرنا چاہتا ہے۔ اس لئے آپ کو چاہئے کہ فروعات میں اپنی قوم کی مخالفت نہ کریں اور ملت کی تنظیم کے لئے انبیاء علیہم السلام کا طریقہ اختیار کریں اور ان کے بارہائے گراں کو اٹھائیں اور ان کی خدمت کے لئے کوشاں ہوں (فیوض الحرمین کا اردو ترجمہ مشاہدات و معارف۔ صفحہ 45) (143ھ میں جب شاہ صاحبؒ اچانک سفر حجاز کے لئے روانہ ہوئے تو مدینہ منورہ میں آپ کو یہ سرفرازی نصیب ہوئی کہ خود حضرت ختمی ماب صلی اللہ علیہ وسلم نے براہ راست اس بشارت سے مفتخر فرمایا۔ یہاں امت مرحومہ سے مراد ہندوستان ہی کی امت مرحومہ تھی (تذکرہ حضرت شاہ ولی اللہ از علامہ مناظر احسن گیلانیؒ صفحہ 118)

236- استاذ الكل في الكل و شيخ المشايخ و امام الائمہ و سند الوقت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اپنی کتاب ”فیوض الحرمین“ میں تحریر فرماتے ہیں کہ میں اس مجلس میں کہ مولد اقدس میں بروز ولادت شریف مکہ معظمہ میں منعقد تھی حاضر تھا۔ لوگ درود شریف پڑھتے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر کر رہے تھے۔ ناگاہ میں نے کچھ انوار دیکھے کہ دفعتاً بلند ہوئے۔ میں نہیں کہتا کہ میں نے انہیں بدن کی آنکھ سے دیکھا نہ یہ کہوں گا کہ فقط روح کی بھر سے دیکھا۔ اللہ تعالیٰ کو خوب علم ہے کہ کیا کیفیت تھی اس کی اور اس کے درمیان۔ میں نے ان انوار میں تامل کیا تو وہ انوار ان فرشتوں کی طرف سے پائے جو ایسی مجالس اور مشاہدہ پر موکل ہیں اور انوار ملائکہ انوار رحمت الہی سے ملے ہوئے

دیکھے۔

نیز کتاب ”انتباہ“ و ”در ثمین“ و ”انفاس العارفين“ میں اپنے والد بزرگوار شاہ عبدالرحیم قدس سرہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں ایام مولد شریف میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیاز کا کھانا کیا کرتا تھا اور اس کا التزام یہاں تک تھا کہ ایک سال بوجہ عسرت کچھ میسر نہ ہوا تو نخود بریاں (بھنے چنے) اور گڑ پر نیاز کر دی اور لوگوں کو وہی تقسیم کر دیئے۔ نہایت مقبول بہ بارگاہ بیکس پناہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوئے کیونکہ میں آپ کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوا۔ دیکھا کہ وہ چنے آپ کے سامنے رکھے ہوئے ہیں اور نہایت شاداں و مسرور ہیں اور آپ نے بکمال پرورش و غلام نوازی ان کو قبول فرمایا (الاشباہ فی سلاسل اولیاء اللہ)

237- خاتم المحدثین حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ ”وحدت الوجود“ کا مسئلہ اپنی جگہ امر حق سی لیکن اگر اس سے تہذیب نفس نہیں ہوتی تو وہ بیکار محض ہے۔ اس ضمن میں آپ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے یہ حقیقت معلوم ہوئی کہ وہ شخص جس سے غیر اللہ سے تعلقات محبت کو بالکل منقطع کرنے، صرف اللہ تعالیٰ ہی سے محبت رکھنے، غیر اللہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح عداوت رکھنے اور نیز اللہ تعالیٰ کے ساتھ محض علم و معرفت کے اعتبار سے نہیں بلکہ عملاً اور واقعاً عشق و محبت رکھنے میں کوتاہی ہو تو بے شک وہ شخص فریب زدہ ہے خواہ اس کا سبب یہ ہو کہ وہ شخص کائنات کی اس کثرت میں ایک ہی وجود کو جاری و ساری دیکھنے میں منہمک ہے اور اس کی وجہ سے وہ اس کائنات کی ہر چیز سے محبت کرنے لگتا ہے کیونکہ اس کے نزدیک وہی ایک وجود جو کہ اس کا محبوب ہے اس کی کل کائنات میں جاری و ساری ہے (فیوض الحرمین کا اردو ترجمہ مشاہدات و معارف صفحہ 21 تا 22)

اگر حضرت ابن العربی کو سرالوصال اور حضرت مجدد الف ثانی کو سرفراق کہا

جائے تو ان کے فلسفوں (وحدت الوجود اور وحدت الشہود) کا امتیاز بخوبی ذہن نشین ہو جاتا ہے۔ دنیا کی ہر چیز کے لئے کوئی نہ کوئی وقت ہوتا ہے۔ کوئی وقت محبت کرنے کا کوئی نفرت کرنے کا یعنی کسی وقت سرالوصال کی رہنمائی مفید ہوتی ہے اور کسی وقت سرالفراق کی۔ یا تصوف کی اصطلاح میں یوں سمجھئے کہ کوئی وقت شان جمالی کا ہوتا ہے اور کوئی وقت شان جلالی کا۔ اسی وجہ سے حضرت شاہ ولی اللہؒ نے ان دونوں فلسفوں کو ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی۔ اور حضرت شیخ اکبرؒ اور حضرت شیخ مجددؒ کے خیالات کی تطبیق کی ہے۔ ایک کے پیروکار مشاہدوں اور رنگ رلیوں کو دیکھتے ہیں۔ جبکہ دوسرے کی نظر اختلافات پر پڑتی ہے۔ ابن العربیؒ، رومیؒ، غزالیؒ، داراشکوہ، عیسائی، افلاطون اور ہندو طریقوں اور فلسفوں کو کھنگالتے ہیں کہ ان میں کوئی اچھی چیز ہو تو حاصل کی جائے۔ لیکن ابن تیمیہؒ، ابن عبدالوہابؒ، مجدد الف ثانیؒ اور نگ زیبؒ اور اقبالؒ ان چیزوں کو اسلام کی کسوٹی پر پرکھتے ہیں تاکہ جو چیز شرعی معیار پر پوری نہ اترے اسے روک دیا جائے۔ اگر پہلا گروہ نہ ہو تو اسلامی خیالات اور فلسفہ کی نشوونما ختم ہو جائے اور دماغ ایک محدود و تنگ دائرے سے نہ نکلے۔ خیالات میں وسعت و لچک باقی نہ رہے اور اگر دوسرا گروہ اپنا کام بند کر دے تو ہر رطب و یابس بلکہ طہرانہ اور مضر خیالات تک قبول کر لئے جائیں اور قوم کا نہ صرف شرعی بلکہ فکری اور روحانی نظام تک بگڑ جائے۔ یہی وجہ ہے کہ تاریخ اسلام میں وحدت الوجود اور وحدت الشہود دونوں فلسفے اور اصول ہمیشہ کارفرما رہے۔ (صاحب ”رود کوثر“ جناب شیخ محمد اکرام۔ ایم۔ اے، ایم آر سی اے ایس، سی ایس پی)

حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ سے ایک مرتبہ آپ کے مرید خاص شیخ عبدالاحد نے فلسفہ وحدت الوجود اور وحدت الشہود کی وضاحت چاہی تو آپ نے فرمایا کہ ڈورے میں گانٹھیں لگا دی جائیں تو ڈورے سے زیادہ گانٹھیں نمایاں ہو جاتی ہیں۔ بس یہی حال فلسفہ وحدت الشہود کا ہے لیکن وحدت الوجود یعنی ڈورے کے بغیر گانٹھوں کا

کوئی وجود نہیں۔

اسی طرح ایک اور بزرگ نے دودھ اور گھی سے ان فلسفوں کو سمجھایا ہے۔  
دودھ اگر وحدت الوجود ہے تو گھی وحدت الشہود۔ لیکن دودھ کے بغیر گھی ممکن نہیں۔  
حضرت مولانا مودودیؒ نے فرمایا کہ ابن عربیؒ کا کہنا ہے کہ خالق و مخلوق ایک ہی  
حقیقت کے دو رخ ہیں جبکہ حضرت مجددؒ فرماتے ہیں کہ خالق و مخلوق کے درمیان کوئی  
اتحاد نہیں۔

یونانی فلسفے کا اصول ہے کہ شئی واحد، شئی واحد ہی کو پیدا کر سکتا ہے۔ کثرت  
وحدت اس سے صادر نہیں ہو سکتی۔ اس سے حضرت ابن عربیؒ کے ذہن میں سوال  
پیدا ہوا کہ پھر کائنات اپنی کثرت کے باوجود الہ واحد سے کیسے پیدا یا سرزد ہو گئی۔ اس  
کا جواب خود ہی دیا کہ کائنات میں فی الحقیقت کثرت نہیں ہے بلکہ خود خدا کی وحدت  
نے کائنات کی شکل میں ظہور کیا ہے یعنی کائنات کی کثرت اور خدا کی وحدت میں  
حقیقی مغایرت نہیں بس اعتباری مغایرت ہے۔

مسئلہ وحدت الوجود کے متعلق جب علامہ اقبالؒ کے خیالات پر خواجہ حسن  
نظامی دہلویؒ نے شدید اختلاف کیا اور بات بہت بڑھ گئی تو اکبر الہ آبادی اور شاہ  
سلیمان پھلوارویؒ نے مداخلت کر کے معاملہ رفع دفع کرایا تھا۔

238- حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت حضرت شاہ ولی اللہ محدث  
دہلویؒ کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی اس عنایت کا جو تمام نوع بشر کے لئے ہدایت عامہ  
کے مترادف تھی، جسم انسانی میں مٹھن ہونا ہے اور یہی مطلب ہے تدلی اعظم  
کے مثالی مظہر کا جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود مثالی کے ساتھ  
عالم مثالی میں قائم تھا، عالم ناسوت میں آنے کا اس تدلی اعظم کا ذکر کرتے ہوئے  
شاہ صاحبؒ ایک مکاشفہ میں لکھتے ہیں۔ میں تدلی اعظم کے اس مثالی مظہر سے جو  
سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس عالم ناسوت میں نازل ہوا



متصل ہو گیا اور اس سے گھل مل گیا۔ اس وقت میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ اس مثالی مظہر کے جو دو قالب ہیں میں ان میں سے ایک ہوں.... تدلی اعظم کے اس مثالی مظہر کا یہ دوسرا قالب وجود علمی سے قریب ہوتا ہے۔ یعنی میں نے اللہ تعالیٰ کی اس عنایت ازلی کا جو ہدایت عامہ کی شکل میں انبیاء علیہم السلام کی صورت میں بالعموم اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود مبارک میں بالخصوص ظہور پذیر ہوئی، علمی احصار کر لیا اور میں علمی طور پر اس عنایت الہی کا مظہر بن گیا۔ شاہ صاحب کے لئے اس عنایت ازلی کا احصار تجدید دین کے لئے ضروری تھا کیونکہ جب تک کسی مسئلہ کا تاریخی منظر سامنے نہ ہو اور اس کے تمام پہلوؤں کو نہ جان لیا جائے اس مسئلہ کا صحیح جائزہ نہیں لیا جاسکتا (فیوض الحرمین کا اردو ترجمہ مشاہدات و معارف۔ صفحہ 46)

239- یہ انبیاء علیہم السلام کی خلافت کیا ہے؟ ایک تو خلافت ظاہری ہوتی ہے جیسے سیاسی اقتدار یا سلطنت۔ دوسری خلافت باطنی ہے جس سے مقصود تعلیم و تربیت کے ذریعہ قوم کی تنظیم ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کو ایک مکاشفہ میں دکھایا گیا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہر دو قسم کی خلافتوں کے لئے اسوۂ حسنہ ہے چنانچہ آپ کی مکی زندگی خلافت باطنی کا نمونہ ہے اور مدنی زندگی خلافت ظاہری کا نمونہ ہے۔ پہلے آپ نے مسلمانوں کو وعظ و ارشاد اور تعلیم و تربیت کے ذریعہ تیار کیا اور اس کا نتیجہ تھا کہ آگے چل کر مسلمان مدینہ منورہ میں سیاسی اقتدار کے مالک ہو گئے۔ شاہ صاحب کو بھی اسی طریقہ پر کام کرنے کو کہا گیا (مشاہدات و معارف صفحہ 45)

240- حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی گو اپنے اہل وطن کے خیال سے حنفی مسلک رکھتے تھے لیکن حدیث کی اہمیت کو بھی جانتے تھے اس لئے چاہتے تھے کہ کوئی ایسی صورت نکل آئے کہ حنفی مسلک اور احادیث میں اختلاف نہ رہے۔

اس سلسلہ میں آپ کو ایک مکاشفہ ہوا جس میں حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حنفی مسلک کے ایک بڑے اچھے طریقے سے آپ کو آگاہ فرمایا اور حنفی مسلک کا یہ طریقہ ان مشہور احادیث سے جو حضرت امام بخاریؒ اور آپ کے اصحاب کے زمانے میں جمع کی گئیں اور ان کی اس زمانہ میں جانچ پڑتال بھی ہوئی موافق ترین ہیں اور وہ طریقہ یہ ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے اقوال میں سے وہ قول لیا جائے جو مسئلہ زیر بحث میں مشہور احادیث سے سب سے زیادہ قریب ہو اور پھر ان فقہائے احناف کے فتاویٰ کی پیروی کی جائے جو علماء حدیث میں شمار ہوتے ہیں۔ بہت سی ایسی چیزیں ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ اور آپ کے دو ساتھی جہاں تک ان چیزوں کے اصول کا تعلق ہے وہ اس معاملہ میں خاموش رہے اور انہوں نے ان کے بارے میں ممانعت کا کوئی حکم نہیں دیا۔ لیکن ہمیں ایسی احادیث ملتی ہیں جن میں ان چیزوں کا ذکر ہے۔ اس حالت میں ان چیزوں کا اثبات لازمی اور ضروری ہے۔ اعمال اور احکام میں اس روش کو اختیار کرنا بھی مذہب حنفی میں داخل ہے (مشاہدات و معارف صفحہ 38)

241- حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اپنے مشہد نمبر 11 میں تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کا مطلب دریافت کیا کہ حضرت آدم علیہ السلام ابھی آب و گل ہی میں تھے اور میں نبی ہو چکا تھا۔ میرا یہ سوال زبان کے مقال اور دل کے خطرات سے نہ تھا بلکہ اس سراور راز کی آرزو اور شوق سے میری روح لبریز تھی۔ اس کے بعد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جس قدر قوت و طاقت تھی آپ کی صورت مثالیہ کے قریب ملا تو آپ نے مجھے اپنی وہ صورت کریمہ مثالیہ دکھائی جو پہلے عالم اجسام میں پائی جاتی تھی۔ اس کے بعد مجھے عالم مثال سے اس عالم میں آنے کی کیفیت بتائی اور مجھے انبیاء مبعوثین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شکلیں بتائیں اور کس طرح حضرت

تدبیر سے ان پر نبوت کا اضافہ ہوا۔ اس کے مقابلہ میں آپؐ کو عالم مثال میں حضرت تدبیر سے ملا اور مجھے اولیاء اللہ رجبم اللہ کی صورتیں بتائیں اور کیونکر انہیں علوم و معارف حاصل ہوئے۔ اس کے بعد میرے لئے اس چیز کی حقیقت واضح اور روشن ہو گئی (فیوض الحرمین کا اردو ترجمہ از مولانا عبدالرحمن صدیقی کاندھلوی۔ صفحہ 98 تا 99)

242- حضرت اقدس شیخ المشائخ مسند ہند امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اپنی تصنیف ”حرز ثمین فی مبشرات النبیؐ الامین“ جس میں آپؐ نے چالیس خواب یا مکاشفات اپنے یا اپنے والد ماجد کے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے سلسلے میں تحریر فرمائے ہیں۔ اس میں نمبر 12 پر تحریر فرمایا کہ ایک روز مجھے بہت ہی بھوک لگی (نہ معلوم کتنے دن کا فاقہ ہوگا) میں نے اللہ جل شانہ سے دعا کی تو میں نے دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مقدس آسمان سے اتری اور آپؐ کے پاس ایک روٹی تھی گویا اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا تھا کہ یہ روٹی مجھے مرحمت فرمائیں۔

243- حضرت عبدالعزیز دباغؒ فرماتے ہیں کہ عید الاضحیٰ کے تیسرے دن 125ھ مجھے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ اس وقت عبداللہ برناویؒ نے فرمایا: اے عبدالعزیز اب تک تو مجھے تمہارے متعلق اندیشہ تھا مگر آج چونکہ حق تعالیٰ نے تمہیں اپنی رحمت کاملہ یعنی سید الوجود حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا دیا اس لئے میرا دل مطمئن ہو گیا ہے۔ اب میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے حوالہ کر کے جاتا ہوں۔ چنانچہ مجھے چھوڑ کر وہ اپنے وطن برنو چلے گئے۔ دراصل ان کا میرے ہمراہ رہنے کا یہ مقصد تھا کہ جو مشاہدات مجھے پیش آ رہے تھے انہیں ظلمت کا دخل ہونے سے بچائے رکھیں۔

حتیٰ کی مشاہدہ محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نصیب ہو جائے کیونکہ صاحب فتح پر اس کے بعد کوئی اندیشہ نہیں رہتا۔ جو خطرات ہوتے ہیں اس مشاہدہ سے پہلے ہی ہوتے ہیں (خزینہ معارف حصہ اول صفحہ 13 و 14۔ اردو ترجمہ ”ابریز“ از ڈاکٹر پیر محمد حسن صاحب ایم اے۔ پی ایچ۔ ڈی)۔ الجزائر (افریقہ) کے بارہویں صدی ہجری کے مشہور بزرگ غوث زماں حضرت سید عبدالعزیز دباغ مغربی امی محض تھے۔ علوم ظاہری سے نابلد ہونے کے باوجود علوم باطنی میں آپ کا مقام نہایت بلند تھا۔ آپ کے علوم کا اندازہ لگانے کے لئے ”ابریز“ کا مطالعہ ضروری ہے۔

244- غوث زماں سید عبدالعزیز دباغ فرماتے ہیں کہ میں نے شب قدر میں دونوں کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ دیکھا تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نور ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نور سے زیادہ تھا (”ابریز“ کا اردو ترجمہ خزینہ معارف حصہ دوم صفحہ 388۔ علمی کتب خانہ۔ اردو بازار۔ لاہور)

245- حضرت علامہ احمد بن مبارک سلجھاسی نے عربی کی مشہور کتاب ”ابریز“ لکھی ہے جس میں غوث زماں حضرت سید عبدالعزیز دباغ کی مختصر سوانح حیات، عقائد، کرامات اور بعض آیات قرآن و حدیث نبوی (علیٰ صاحبہا صلوة و سلاما) کی بے نظیر تشریحات اور علم و عرفان کی نادر باتیں جمع ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے شیخ کی شکل میں دیکھا اور میں نے آپ کو بغل میں لے لیا۔ اور چاہا کہ آپ کو اپنے باطن میں لے لوں۔ اس پر مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بات ایک ہی بار نہ ہو سکے گی بلکہ بتدریج تھوڑا تھوڑا کر کے ہوگی۔ اس سے آپ کا مقصد یہ تھا کہ دیکھنے والے کے باطن میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا داخل ہونا بتدریج ہو سکتا ہے۔ میں نے یہ الفاظ شیخ کی جانب اس لئے منسوب کئے ہیں۔

(کیونکہ دراصل انہوں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا) کیونکہ انہوں نے ایک اور پہلو سے بات کی تھی اور جس ذات کو میں نے بغل میں لیا تھا اس نے صرف تبسم فرمایا تھا اور مجھ سے خوشی کا اظہار کیا تھا (ابریز کا ترجمہ اردو جلد اول صفحہ 203)

246- الارضی سیدی العربی الزیادیؒ اپنے شیخ حضرت عبدالعزیز دباغؒ کی کرامات کا بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نے کئی بار آپ سے اس حدیث کے متعلق سوال کیا: ان هذا القرآن انزل علی سبعتہ احرف (قرآن پاک سات حرفوں پر اتارا گیا ہے)۔ آپ نے اس کے کئی جواب دیئے مگر پھر بھی طبیعت مطمئن نہ ہوئی اور جواب شافی کا منتظر رہا۔ جاننا چاہتا تھا کہ ”سبعہ احرف“ سے کیا مراد ہے (علماء کے درمیان اس مسئلہ پر سخت اختلاف ہے اور قریب چالیس اقوال بیان کئے گئے ہیں)۔ لہذا میں نے شیخ سے عرض کیا کہ میں تو صرف آپ سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کیا مراد لی ہے۔ فرمایا انشاء اللہ کل جواب دوں گا۔ دوسرا دن ہوا تو فرمایا اور سچ فرمایا کہ میں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ آپ کی اس حدیث پاک سے کیا مراد ہے تو آپ نے ”مراد“ کی تشریح فرمادی۔ میں نے اس مسئلہ میں حضرت سے تین دن بحث کی اور آپ تشریح فرماتے رہے کہ اس سے یہ معنی مراد لئے گئے ہیں جس سے مجھے معلوم ہو گیا کہ اس حدیث کی بڑی شان ہے اور اس کے متعلق میں نے وہ اسرار سنے جن کی کیفیت بیان نہیں کی جاسکتی اور نہ کوئی سمجھنے کی طاقت رکھتا ہے (خزینہ معارف حصہ اول صفحہ 73 تا 75)

247- ایک بزرگ اپنے مریدوں کے ساتھ بیٹھے ذکر میں مشغول تھے کہ ان میں سے ایک شخص کا رنگ بدل گیا اور حالت دگرگوں ہو گئی۔ اس نے اپنی نشست کو بھی بدل دیا۔ کسی نے وجہ پوچھی تو کہا ”خبردار ہو جاؤ کہ حضرت رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم یہاں موجود ہیں۔“ اس کی مراد یہ تھی کہ آپ وہاں موجود تھے اور اس نے آپ کا مشاہدہ کیا تھا۔ کسی نے حضرت عبدالعزیزؒ سے فرمایا کہ یہ مشاہدہ جو اس شخص کو حاصل ہوا مشاہدہ فتح تھا یا مشاہدہ فکر۔ حضرت عبدالعزیزؒ نے فرمایا کہ وہ مشاہدہ فکر تھا۔ بہت سے لوگ اس مشاہدہ کو مشاہدہ فتح سمجھ بیٹھتے ہیں۔ اگرچہ مشاہدہ فکر کا درجہ مشاہدہ فتح سے کم ہے مگر اس شخص کو نصیب ہوتا ہے جس کا ایمان خالص، محبت پاک اور نیت صادق ہو۔ مختصر یہ کہ مشاہدہ بھی ان ہی لوگوں کو حاصل ہوتا ہے جن کا تعلق سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کمال کو پہنچا ہوتا ہے۔ اس قسم کے لوگ جو صاحب فتح نہ ہونے کے باوجود مشاہدہ کرتے ہیں اگر عامۃ المؤمنین کا ان سے مقابلہ کیا جائے تو وہ کالعدم ہوں گے اور ان کا ایمان اس کے ایمان کے مقابلہ میں لاشی ہوگا (ابریز کا اردو ترجمہ ”خزینہ معارف“ حصہ دوم صفحہ 427)

248- حضرت خواجہ سید شاہ قطب الدینؒ حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں فنا تھے اور ایک مدت سے روضہ اطہر (علیٰ صاحبہا صلواتہ و سلاما) کی زیارت کے اشتیاق میں بے خور و خواب تھے۔ حج بیت اللہ سے فراغت کے بعد راہی مدینہ سیکھنے ہوئے تو ہر دو دو قدم پر سو سو بار درود شریف پڑھتے اور ہر ہر فرسنگ پر دو گانہ ادا فرماتے تھے۔ راہ میں طرح طرح کے عجائبات ملاحظہ میں آئے۔ جب یہ مدینہ کے قریب پہنچے دو گانہ بطور شکرانہ ادا کر کے پابریہ شہر میں داخل ہوئے اور غایت اشتیاق سے درو دیوار کو چومتے نہایت ذوق و شوق کی حالت میں روضہ مبارک (علیٰ صاحبہا صلواتہ و سلاما) پر حاضر ہوئے اور شرف زیارت سے مشرف ہو کر سعادت ابدی اور دولت سرمدی کو پہنچے۔ پھر مدینہ شریف کی جدائی گوارا نہ ہوئی اور وہاں کی فضائے جاں فزا دل کو ایسی بھائی کہ زبان حال سے اس شعر کا مضمون ادا کرتے۔

کرا مجال کہ از کوئے یار برخیزد  
نشتہ ایم کہ از ماغبار برخیزد

(کس کی مجال ہے کہ دوست کی گلی سے اٹھ کر چلا جائے۔ ہم بھی ارادہ کر بیٹھے ہیں کہ اب انھیں گے تو غبار بن کر ہی انھیں گے)۔ جنت البقیع میں حضرت امام حسنؑ کی قبر مبارک کے قریب جا بیٹھے اور ذکر میں مشغول ہو گئے۔ لوگوں کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بشارت ہوئی کہ قطب الدین میرا فرزند اور میرا مہمان ہے۔ اس سے علم باطن کی نعمت حاصل کرو۔ پس بہت سے لوگ آپ کی خدمت کیسے خاصیت میں بعقیدت تمام حاضر ہو کر آپ کے سلسلہ ارادت میں داخل ہوئے اور کمال فیض کو پہنچے۔ قبر مبارک حضرت خواجہ محمد پارساؒ کی قبر کے برابر ہے اور یہ دونوں قبریں حضرت امام حسنؑ کی قبر مبارک کے شمال مغربی گوشے میں واقع ہیں اور دوسری قبروں سے ممتاز معلوم ہوتی ہیں۔ جس طرح حضرت خواجہ غریب نواز اجمیریؒ ہندالولی مشہور ہیں اسی طرح مدینہ شریف میں آپ بھی ہندالولی کہے جاتے ہیں۔ ۱۱ رجب المرجب ۱۱۸۰ھ کو وصال فرمایا تھا (تذکرہ از خلیفہ محمد سعید سجادہ نشین درگاہ عالیہ صدیقیہ۔ آلو مہار شریف صفحہ 79 تا 80)

(جنت البقیع میں اب ان میں سے کسی قبر کے آثار باقی نہیں۔ مولف)

249- حضرت مولانا فخر الدین دہلویؒ کے خلیفہ حاجی احمدؒ مدینہ منورہ میں رہا کرتے تھے۔ ایک دن خواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حضرت شاہ فخر الدین دہلویؒ کو موجود پایا۔ چنانچہ آپ اسی وقت مدینہ طیبہ سے روانہ ہو گئے اور دہلی پہنچ کر آپ سے بیعت ہو گئے (ملفوظات و حالات شاہ فخر دہلویؒ صفحہ 268) (ہفتاد اولیاء از حضرت شاہ مراد سروردیؒ صفحہ 399)

250- سید غلام سرور عرف سید صاحبؒ ایک رات حضرت جنید بغدادیؒ سے عالم رویاء میں ملے۔ امام طریقت حضرت جنید بغدادیؒ نے آپ کو حضرت رسول اللہ



صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں داخل کیا اور فرمایا کہ یہ میرے فرزند حافظ محمد طاہر کا مرید ہے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے سینہ اور منہ پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ تجھ کو اور تیرے مریدوں کو (الم نشرح لک صدق) کی بشارت مبارک ہو۔ سید صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے اسی وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر اپنا سر رکھ دیا اور شکریہ ادا کیا۔ آپ کا وصال 1207ھ میں حیدر آباد (دکن) میں ہوا۔ شاہ ابوالحسن حسینی کے روضہ میں مدفون ہیں (تذکرہ اولیاء دکن جلد دوم۔ صفحہ 565 تا 566)

251- شیخ الشیوخ حضرت شاہ عبداللہ المعروف شاہ غلام علی مجددی مظہری دہلوی نے فرمایا کہ ہر شب تمجید اور تسبیح پڑھ کر اس کا ثواب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پر فتوح پر بھیج کر سویا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ ترک ہو گیا۔ خواب میں دیکھا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اسی حلیہ مبارک میں جو ثنائیل ترمذی میں تحریر ہے تشریف لائے اور شکایت فرمائی (مشائخ نقشبندیہ مجددیہ از مولانا محمد حسن نقشبندی مجددی۔ صفحہ 326)

252- حضرت شاہ عبداللہ المعروف شاہ غلام علی دہلوی نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تیرا نام عبداللہ اور عبدالہیمن ہے (مشائخ نقشبندیہ مجددیہ صفحہ 327)

253- حضرت شاہ عبداللہ المعروف شاہ غلام علی دہلوی نے فرمایا کہ ایک مرتبہ قبل نماز عشاء سو گیا۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے منع فرمایا اور وعید بیان کی (مشائخ نقشبندیہ مجددیہ صفحہ 326)

254- ایک شب حضرت شاہ عبداللہ المعروف شاہ غلام علی دہلوی نے کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ آواز آئی لبیک اور میرا نام عبدالصالح فرمایا (مشائخ نقشبندیہ مجددیہ۔ صفحہ 328)

255- حضرت شاہ عبداللہ المعروف شاہ غلام علی دہلویؒ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ خواب میں ایک شخص نے مجھ سے آکر کہا کہ جناب تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے منتظر بیٹھے ہیں۔ میں بکمال شوق حاضر ہوا۔ آپ نے معانقہ فرمایا۔ تا وقت معانقہ آپ کی شکل اپنی تھی بعد ازاں سید امیر کلالؒ کی شکل پر ہو گئی (مشائخ نقشبندیہ - مجددیہ صفحہ 326)

256- حضرت شاہ عبداللہ المعروف شاہ غلام علی دہلویؒ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ”من رانی فقد رانی الحق“ آپ کی حدیث ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا ”ہاں“ (مشائخ نقشبندیہ مجددیہ - صفحہ 326)

257- حضرت شاہ عبداللہ معروف بہ شاہ غلام علی دہلویؒ کی ولادت 1158ھ میں بمقام بٹالہ (مشرقی پنجاب) ہوئی۔ آپ کے والد ماجد شاہ عبداللطیف کریلا جوش دے کر کھاتے اور جنگل میں جا کر ذکر جہر کیا کرتے تھے اور حضرت ناصر الدین قادری سے بیعت تھے۔ حضرت شاہ عبداللہؒ کی ولادت سے قبل آپ کے والد نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خواب میں دیکھا۔ فرماتے ہیں کہ اپنے لڑکے کا نام علی رکھنا۔ چنانچہ بعد تولد آپ کا نام آپ کے والد نے علی رکھا۔ آپ کی والدہ نے حضرت محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کو خواب میں دیکھا۔ فرماتے ہیں کہ اس لڑکے کا نام عبدالقادر رکھنا۔ آپ کے چچا نے جو نہایت بزرگ تھے اور ایک مہینہ میں قرآن مجید حفظ کیا تھا۔ انہوں نے بحکم حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا نام عبداللہ رکھا (مشائخ نقشبندیہ مجددیہ صفحہ 308) (آثار الضادید از سر سید احمد خاں - صفحہ 208)

آپ نے ہفتہ کے دن 26 صفر 1240ھ دار الفنا سے دار البقا کو کوچ کیا۔ آپ کو آپ کی خانقاہ میں پیر کے پہلو میں دہلی میں دفن کیا گیا۔ اپنے دور کے مجدد تھے۔ آپ

کی ذات سے اس قدر فیض جاری ہوا کہ دور حاضر میں مثال نہیں ملتی۔ آپ کے بے شمار خلفاء تھے جو ہندوستان کے علاوہ باہر بھی تھے۔ گاہ گاہ خود بخود حضرت شاہ عبداللہ المعروف شاہ غلام علی دہلوی کے مکان میں خوشبو آنے لگتی تھی۔ اس وقت لوگوں کو وہاں سے علیحدہ کر دیتے تھے۔ شاید حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و دیگر پیران کبار کی ارواح مبارک کا ظہور ہوتا تھا۔

258- حضرت سید احمد کردی نے اولاً حضرت مولانا خالد کردی سے اخذ طریقہ کیا۔ بعد ازاں حسب الارشاد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے حضرت شاہ غلام علی دہلوی سے کسب فیوض بطریقہ مجددیہ کیا اور اپنے وطن واپس آگئے اور مرجع خلائق ہوئے۔ ایک مرتبہ راہ میں آپ سخت بیمار ہو گئے۔ خواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک وظیفہ آپ کو تعلیم فرمایا جس کے پڑھنے سے شفا ہو گئی (مشائخ نقشبندیہ مجددیہ صفحہ 355)

259- حضرت مولانا غلام نبی نے دستار فضیلت و خلافت حضرت مولانا غلام محی الدین قصوری خلیفہ اجل حضرت شاہ غلام علی دہلوی سے حاصل کی تھی۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے ایک سبز چیز مثل زمرہ مجھ کو عطا فرمائی اور فرمایا یہ ہماری نسبت ہے۔ آپ اللہ ضلع جہلم میں 1234ھ میں پیدا ہوئے۔ نہایت صاحب فیض بزرگ تھے۔ 21 ربیع الاول 1306ھ بروز یکشنبہ وصال فرمایا۔ (مشائخ نقشبندیہ مجددیہ۔ صفحہ 378)

260- حضرت مولانا غلام نبی نے فرمایا کہ ایک مرتبہ خاتمہ کا نہایت خوف تھا۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ کسی جگہ تشریف لے جا رہے ہیں اور میں آپ کے پیچھے پیچھے ہوں۔ جس جگہ سے آپ قدم مبارک اٹھاتے جاتے ہیں میں اپنے قدم اسی جگہ رکھتا جاتا ہوں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی چھوٹے سے کام کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ جو یہ

کام کرتا ہے اس کا بھی خاتمہ بالآخر ہوتا ہے (مشائخ نقشبندیہ مجددیہ - صفحہ 387)

261- ایک شخص سید اسماعیل مدنی مدینہ منورہ سے بحکم حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسب نسبت کے لئے حضرت شاہ غلام علی دہلوی کی خدمت میں آئے تھے۔ آپ کے حکم سے ایک روز وہ جامع مسجد دہلی میں آثار نبویہ (علی صاحبہ الف الف صلوة و الف الف سلام) کی زیارت کو گئے۔ وہاں سے واپس ہو کر انہوں نے عرض کیا کہ اگرچہ وہاں تبرکات حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موجود ہیں لیکن ظلمت کفر بھی معلوم ہوتی ہے۔ تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ بعض اکابرین کی وہاں تصاویر بھی رکھی ہیں۔ آپ نے اسی وقت بادشاہ وقت اکبر شاہ ثانی کو ایک نہایت پر زور خط لکھا کہ وہ تصاویر وہاں سے ہٹوا دیں۔ (مشائخ نقشبندیہ مجددیہ صفحہ 312)

262- عارف باللہ حضرت شاہ محمد کاظم قلندر علوی کاکوروی اکثر اوقات حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوئے۔ آپ نے ایک روز حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تناخ کی بابت دریافت کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ امم سابقہ میں تھا مگر میرے زمانے سے موقوف ہو گیا۔ اسی طرح ایک روز وقت قیلولہ آپ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی باتیں ارشاد فرمائیں اور یہ بھی فرمایا کہ مونچھوں میں سبال رکھو اور اپنے دست مبارک سے مقدار معین فرمادی۔ اس سے قبل آپ اپنی مونچھیں بہت باریک کترواتے تھے۔ ایک بار پھر زیارت بابرکت سے مشرف ہوئے تو عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھ سے علاوہ مسلمانوں کے اہل ہنود بھی بہت رابطہ رکھتے ہیں۔ میں ان کو درود شریف بتا دیتا ہوں۔ ارشاد ہوا کس قدر؟ عرض کیا کہ ایک ہزار مرتبہ ورد کرنے کو کہتا ہوں۔ ارشاد ہوا کہ ان کی نجات کے لئے اس قدر کافی ہے (انفاس

القلندریہ - صفحہ 358)

263- حضرت عارف باللہ شاہ محمد کاظم قلندر علوی کاکوروی نے ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں توحید بیان کی۔ ارشاد ہوا کہ اعلانیہ نہیں کہنا چاہئے۔ یہ فرما کر استراحت کی۔ آپ پیردا بنے لگے اور مصاحبانہ عرض و معروض کرنے لگے۔ آخر میں عرض کیا کہ کیا فقر محمدی و مرتضوی میں میرا حصہ ہے۔ اس پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی پشت پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ ہاں میرے فقر میں تمہارا حصہ ہے (انفاس القلندریہ - صفحہ 358)

264- حضرت عارف باللہ شاہ محمد کاظم قلندر علوی کاکوروی نے ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو مع چند حضرات کے خواب میں دیکھا۔ آپ کے دل میں خیال گذرا کہ اگر تخلیہ ہوتا تو میں کچھ عرض کرتا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے خطرہ پر مشرف ہو کر سب کو ہٹا دیا اور آپ کو اپنے روبرو بٹھا کر فرمایا کہ قلب کے گرد نور سفید دیکھنا چاہئے۔ تم کیسے دیکھتے ہو۔ آپ نے عرض کیا کہ میں سب محو کر دیتا ہوں۔ ارشاد ہوا یہ بہت اعلیٰ ہے۔ (انفاس القلندریہ - صفحہ 358)

265- حاجی محمد احسن بیان کرتے ہیں کہ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے نانا حافظ عبدالعلی تشریف لائے ہیں اور میرے ماموں ابوالحسنات قطب الدین احمد صاحب بھی موجود ہیں۔ اتنے میں ایک بزرگ سفید لباس نورانی شکل تشریف لائے۔ نانا صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ احسن آپ ہی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ کہہ کر اپنا عمامہ آپ کے پائے مبارک میں ڈال دیا اور میں دوڑ کر آپ سے لپٹ گیا اور ایک عالم بیخودی طاری ہو گیا۔ آنکھ کھلنے پر تمام دن میرے اوپر حالت محویت اور عالم گریہ طاری رہا (رفع الوسوسہ والاحتمال عن روبنہ النبی بعد الارتحال - حکایت 144 - صفحہ 53)

266- حاجی محمد احسنؒ بیان کرتے ہیں کہ قبل روانگی حج ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں ”تعال یا وحشی“۔ یہ خواب سن کر میں جاگ پڑا اور بعد نماز صبح تلاوت کلام پاک میں مشغول ہو گیا۔ پڑھتے پڑھتے سورہ محمد پر پہنچا۔ یکبارگی اس قدر جوش گریہ ہوا کہ زبان رک گئی۔ مجبوراً ”مصحف مجید کو بند کر دیا لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا مستقل وہی آواز ”تعال“ کی چلی آتی ہے اور اشتیاق زیارت حرمین دم بدم زیادہ ہوتا گیا۔ آخر میں نے بلا کسی سامان ظاہری کے عزم حج کر لیا اور بتائید ایزدی غیب سے ایسا انتظام ہو گیا کہ بڑے آرام و آسائش سے اس سفر مبارک کو پورا کیا۔  
(رفع الوسوسہ..... حکایت 145- صفحہ 53)

267- حافظ الحدیث سید محمد جلال الدین شاہ نقشبندیؒ بظاہر بصارت سے محروم تھے لیکن اس معذوری کے باوجود تمام علوم و فنون حفظ کر لئے تھے اور دور حاضر میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا زندہ معجزہ تھے۔ 1978ء میں ایک دن نماز عصر ادا فرمانے کے بعد آپ پر گریہ طاری ہو گیا۔ فیملی اسپتال مزنگ روڈ۔ لاہور میں بیمار ہونے کی وجہ سے زیر علاج تھے۔ مولانا عبداللطیف مجددی نے دریافت کیا کہ کیا زیادہ تکلیف ہے۔ فرمایا کہ ہر بات بتانے کی نہیں ہوتی۔ ان کے اصرار پر بتایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خوانِ نعمت سے ایک روٹی کے پانچ ٹکڑے کر کے ایک حصہ مجھے عنایت فرمایا ہے۔

آپ 1915ء میں حکمی شریف ضلع منڈی بہاؤ الدین میں پیدا ہوئے تھے۔ 1985ء میں وصال فرمایا۔ آپ کا دربار عالیہ حکمی شریف میں مرجعِ خلافت ہے۔ جید علماء بھی آپ کی عظمت و جلالت کے قائل تھے۔

268- ایک مرتبہ الحاج حضرت شیخ سید قلندر علی شاہ سروردیؒ نے فرمایا کہ میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ میں دیکھوں کہ حضرت نبی آخر الزماں صلی اللہ

علیہ وسلم کس طرح اول اور کس طرح آخر ہیں۔ تو میرے رب نے مجھے اس طرح دکھایا کہ تمام مخلوق ایک قطار میں کھڑی ہے اور سب سے اول اور سب سے آخر سید الاولین و الاخرین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات ستورہ صفات ہے (علم لدنی یا علم الہی۔ صفحہ 102 تا 103)

269- ایک مرتبہ حضرت شیخ سید قلندر علی شاہ سروردیؒ نے برسر محفل فرمایا کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سیر معراج کو دیکھا ہے یعنی عالم رویا میں مشاہدہ کیا ہے۔ آپ اس مشاہدہ کی کیفیات بیان کرتے کرتے رک گئے اور فرمایا اس سے آگے مجھے کہنے کی اجازت نہیں ہے۔ (علم لدنی یا علم الہی از سید محمد ریاض الدین سروردی۔ صفحہ 103)

سروردیہ سلسلے میں سماع کا رواج نہیں اور شاید چشتیہ سلسلہ کی نسبت اس میں شرع کی زیادہ پابندی ہے۔ لیکن امر قابل غور ہے کہ اس سلسلے کے کئی بزرگ ملامتیہ اور بے شرع گروہ میں داخل ہو گئے۔ مثلاً "حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی" کے خلیفہ مخدوم لال شہباز قلندرؒ جن کا مزار سندھ کی سب سے بڑی زیارت گاہ ہے۔ اسی طرح حضرت شیخ صدر الدین عارف سروردیؒ کے خلیفہ شیخ احمد معشوقؒ۔ احمد آباد (بھارت) کے شاہ موسیٰ سہاگؒ۔ قلندروں کا ایک گروہ اپنے کو سید جلال بخاری سروردیؒ کے نام پر جلالی کہتا ہے۔ اسی طرح مغلیہ سلطنت کے زوال پر جو بے شرع رسول شاہی فرقہ شروع ہوا اس کے بانی بھی ایک سروردی بزرگ تھے۔ قادریوں میں آزاد مشرب قلندروں کی اتنی افراط نہیں جتنی سروردیوں میں ہے لیکن وہاں بھی لاہور کے شیخ حسین اور مادھو لال حسین قادری کے نام نظر آ جاتے ہیں۔ البتہ چشتیوں میں بالخصوص نظامی چشتیوں میں سماع کے شوق کے باوصف آزاد اور بے شرع حضرات کے نام مشکل سے ملیں گے (آب کوثر صفحہ 332 تا 333) قلندری سلسلہ حضرت عبدالعزیز مکیؒ سے جاری ہوا۔ یہ بزرگ حضرت صالح علیہ السلام کی اولاد میں



سے تھے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر مشرف بہ اسلام ہوئے تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی آپ کو قلندر کے نام سے مشرف فرمایا تھا۔ یہ بھی مشہور ہے۔

270- حضرت شاہ علاؤالدین عرف شاہ الہدیہ احمد قلندر لاہوریؒ حضرت شاہ فتح قلندر جونپوریؒ کے مرید ہوئے اور تعلیم و تلقین پا کر اجازت و خلافت پائی۔ قطب وقت تھے۔ ایک روز حضرت شاہ فتح قلندرؒ نے حضرت شاہ بہاء الحق قلندر خیر آبادیؒ سے فرمایا کہ تم کو مبارک ہو اس وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حضور سے تمہارے بھائی شاہ الہدیہ احمد کو خلعت قطبیت عطا ہوئی ہے۔ اس وقت آپ وہاں موجود تھے (انفاس القلندریہ صفحہ 273)

271- حضرت سید محمد واصل عرف شہنشاہ قلندرؒ چھوٹے بھائی تھے حضرت شاہ باسط علی قلندر الہ آبادیؒ کے۔ جب وقت وفات قریب آیا تو جو کچھ آپ کے پاس تھا سب تقسیم کر دیا۔ وفات سے تین روز قبل سے حضور ارواح طیبہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور حضرت خواجہ اجمیریؒ وغیرہ کی آپ کو رہی۔ وفات 2 ذی الحجہ 1168ھ بروز چہار شنبہ تین بجے شب ہوئی۔ دوسرے روز دفن ہوئے۔ حضرت باسط علی شاہ قلندرؒ نے وفات کے بعد آپ کو حضرات پنج تن پاک کا چنور بردار دیکھا اور اس طرح کہ پہلے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی گس رانی کرتے ہیں پھر خاتون جنت حضرت فاطمہ الزہراءؑ پھر حضرات امامینؑ اور پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی۔ انہوں نے آپ سے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ حضرات پنجتن پاک خصوصاً خاتون جنت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گس رانی بجز مخصوص فرزندوں کے کسی اور کو نصیب نہیں (نجات العنبریہ من انفاس

272- مولوی محمد حیات 190ھ میں رام پور (یوپی۔ بھارت) میں پیدا ہوئے۔ محلہ نالہ پار کی مسجد میں تنہا شب و روز رہتے تھے۔ قرآن مجید اور درود شریف کا ورد تھا۔ ہر ماہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوتے تھے۔ ان کے نواسے عبدالحق خان کا بیان ہے کہ ایک درود شریف مجھے بھی بتائی تھی۔ بارہ سال کی عمر میں میں نے اسے پڑھا تھا۔ دو مرتبہ زیارت بابرکت سے مشرف ہوا۔ مولوی محمد حیات مجالس میلاد شریف میں نہایت محبت سے شریک ہوتے تھے۔ 20 رمضان المبارک 1281ھ میں شب جمعرات انتقال فرمایا اور مسجد کے حجرہ میں دفن ہوئے۔ نواب رام پور سید کلب علی خان نے قبر چختہ بنوادی تھی۔ (تذکرہ کاملان رام پور صفحہ 352)

273- حضرت سید ہاشم علوی بن شاہ برہان الدین نے جب دوبارہ حرم شریف کی زیارت کی تو مشہور ہے کہ وہاں سے آپ کو بہت فیضان حاصل ہوا۔ کتاب حزب الاعظم اور گیتی مبارک کا قبضہ جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا آپ کو ملا۔ مزار مبارک بیجاپور (بھارت) محلہ شاہ پور میں ہے (تحفۃ الابرار صفحہ 57)

274- حضرت مولانا مولوی حقی نازلی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ میں آپ کے پیچھے پیچھے جا رہا ہوں اور آپ مجھ سے از حد نرمی سے کلام فرما رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) جب آپ کو کوئی السلام علیکم کہتا ہے تو آپ اسے کس طرح جواب دیتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں وعلیکم السلام کہتا ہوں۔ میں نے عرض کیا جب آپ نماز میں ہوتے ہیں تو کس طرح سلام کا جواب دیتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا "انت سائل قوی" (محبوب الابرار ترجمہ اردو

خزینتہ الاسرار مصنفہ حضرت مولانا حقی نازلیؒ صفحہ 130)

275- حضرت مولانا مولوی حقی نازلیؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپؐ نے میری پیشانی پر بوسہ دیا۔ ایک اور مشہد میں دیکھا کہ آپؐ نے میرے ساتھ معانقہ کیا اور میری گردن کی بائیں جانب بوسہ دیا۔ ایک اور مشہد میں دیکھا کہ آپؐ چھوٹے بچے کی طرح میری گود میں بیٹھے ہیں۔ میں نے کہا لا الہ الا اللہ انک حبیب اللہ۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ تیرے والدین اور تیرے بھائیوں کے لئے شفاعت ہے۔ ایک اور مشہد میں میں نے آپؐ کی زیارت بحالت خواب کی جس میں آپؐ کے دونوں ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دیا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا ”ثبت اللہ ایمانک“ (اللہ تعالیٰ تیرے ایمان کو سلامت رکھے)۔ ایک مشہور مشہد میں آپؐ کی زیارت کی جس میں میں نے دو مرتبہ آیتہ الکرسی آپؐ کے روبرو پڑھی۔ (محبوب الابرار صفحہ 131)

276- حضرت مولانا مولوی حقی نازلیؒ فرماتے ہیں ”اللہم صل و سلم علی سیننا محمد و علی ال سیننا محمد فی کل لمحنتہ و نفس بعد کل معلوم لک“ یہ درود شریف جب میں مدرسہ محمودیہ مدینہ منورہ میں مقیم تھا میرے پیر حضرت شیخ مصطفیٰ ہندیؒ نے عنایت فرمائی تھی اور فرمایا تھا کہ اگر تو اس درود شریف کو پڑھے گا تو اسرار و علوم بلا واسطہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے لے گا۔ پہلی ہی رات میں نے اس درود شریف کو ایک سو مرتبہ پڑھا۔ خواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بابرکت حاصل ہوئی۔ آپؐ نے مجھ سے فرمایا شفاعت تیرے لئے تیرے والدین اور تیرے بھائیوں کے لئے ہے۔ اور اس درود شریف کے اسرار کو اسی طرح پایا جس طرح میرے پیر صاحبؒ نے فرمایا تھا (محبوب الابرار صفحہ 133 تا 134)

277- حضرت مولانا مولوی حقی نازلی فرماتے ہیں کہ ایک روز میں نے بحالت خواب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے اور آپ کے پاس میں بیٹھا ہوا تھا۔ اور میری گود میں آپ کے صاحبزادے ابراہیمؑ کھیل رہے تھے (محبوب الابرار صفحہ- 131)

278- حضرت مولانا مولوی حقی نازلی فرماتے ہیں کہ ایک روز میں روضہ اطہر (علیٰ صاحبہا صلوة و سلاما) میں امام مقرر ہوا اور میرے پیچھے بہت سے لوگوں نے اقتداء کی جن میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی موجود تھے (محبوب الابرار صفحہ- 130)

279- حضرت مولانا مولوی حقی نازلی فرماتے ہیں کہ جن ایام میں میں مدینہ منورہ میں تھا تو ایک مرتبہ میں نے خواب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا اور اس وقت میں نے یہ آیت پڑھی ”ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الآخرة حسنۃ و قنا عذاب النار“ (سورہ بقرہ آیت 202) پھر میں نے اللہ تعالیٰ کے آگے سجدہ کیا اور پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے ارشاد فرمایا کہ تو نے ابھی اللہ تعالیٰ کو دیکھا (محبوب الابرار- صفحہ 130)

280- حضرت مولانا مولوی حقی نازلی نے فرمایا کہ میں نے ایک مرتبہ خواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا اور میں نے یہ ارادہ کیا کہ آپ کو پانی پلاؤں۔ آپ نے فرمایا تو پی میں نہیں پیتا اور میں نے اس وقت دیکھا کہ آپ کے دست مبارک سے پانی بہ رہا تھا۔ اور پھر آپ نے اپنی چھنگلی مبارک کو میرے منہ میں ڈال دیا۔ اس سے پانی بہ رہا تھا۔ میں نے اس پانی کو پیا اور پھر آپ نے اپنی ہتھیلی شریف کو میری پیشانی پر رکھ کر اپنی چھنگلی مبارک کو میرے منہ سے نکال لیا۔ (محبوب الابرار صفحہ 130)

281- حضرت مولانا مولوی حقی نازلی فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کو بحالت خواب دیکھا کہ آپؐ باب السلام کی طرف اپنی مسجد میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں بھی آپؐ کے قریب آپؐ کے حجرہ مبارک میں جا بیٹھا اور اس وقت آپؐ نے سفید عمامہ باندھا ہوا تھا اور آپؐ کے دونوں شانوں کے درمیان سے ایک نور بلند ہو رہا تھا اور آپؐ مجھے اپنے کلام کثیر سے مشرف فرما رہے تھے۔ (محبوب الابرار۔ صفحہ 131)

282- مولانا مولوی حقی نازیؒ فرماتے ہیں کہ 1221ھ میں مدینہ منورہ میں مدرسہ محمودیہ میں اقامت پذیر تھا۔ وہاں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپؐ نے مجھے پکڑ کر ایک بہت گہرے دریا میں ڈال دیا اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپؐ مجھے پانی پلائیں۔ اسی طرح بارہا میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوتا رہا (محبوب الابرار۔ صفحہ 131)

283- مولانا مولوی حقی نازیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو بحالت خواب ایسی حالت میں دیکھا کہ آپؐ نے اپنا دہن مبارک میرے منہ کے ساتھ لگایا اور آپؐ کے دہن مبارک سے بہت سا پانی میرے پیٹ میں چلا گیا جس کی وجہ سے افکار کے آثار کا میں نے اپنے تمام جسم میں مشاہدہ کیا یہاں تک کہ مجھے یہ خوف پیدا ہو گیا کہ کہیں میں مجنون نہ ہو جاؤں۔ پھر آپؐ نے میری ناف کو پکڑا جس کی وجہ سے میری حالت درست ہو گئی (محبوب الابرار صفحہ 130)

284- حضرت سائیں توکل شاہؒ نے ایک مرتبہ دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک تخت پر جلوہ گر ہیں اور تاج سر پر ہے۔ جب آپ قریب پہنچے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین آدمی دنیا میں سے۔۔۔ ایک تم اور دو اور شخص ہمارے پاس آتے ہیں۔ کسی مولوی صاحب

نے دریافت فرمایا کہ وہ دو کون ہیں؟ آپ نے ان کا نام نہ بتایا اور فرمایا کہ ان میں ایک پاجامہ شتالنگ سے اونچا رکھتا ہے (تذکرہ توکلیہ صفحہ 98)

285- حضرت سائیں توکل شاہ نے فرمایا کہ میں نے ایک مرتبہ دیکھا کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے روضہ مبارک پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعظ فرما رہے ہیں اور یہ فقیر خدمت میں حاضر ہے اور پارچہ برداری کی خدمت انجام دے رہا ہے (تذکرہ توکلیہ صفحہ 98)

286- جس روز سائیں توکل شاہ صاحبؒ کا وصال ہوا اس شب کو ایک بڑے کامل بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ ایک چوپبیہ گاڑی میں ایک نہایت ہی حسین و جمیل اور باشوکت و پرہیزگار شخص سوار ہیں اور حضرت شاہ صاحبؒ ان کی گود میں بیٹھے ہوئے ہیں اور گاڑی چلی جا رہی ہے۔ ان بزرگ نے پوچھا یہ کون صاحب ہیں؟ پاس والوں نے جواب دیا کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور آپؐ کی آغوش میں حضرت سائیں توکل شاہؒ ہیں (ذکر خیر صفحہ 285)

287- حافظ خیر الدین صاحبؒ جب حضرت سائیں توکل شاہؒ کے مرید ہوئے تو انہوں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ پہلے ایسے بزرگ گذرے ہیں کہ جب ان سے کوئی شخص بیعت ہوتا تھا تو وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرا دیا کرتے تھے۔ جب وہ سو گئے تو ان کو خواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو گئی۔ جب وہ حضرت سائیں توکل شاہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ بھائی ایسا خیال نہیں کرنا چاہئے (تذکرہ توکلیہ۔ صفحہ

(72)

288- مولوی پیر محمد صاحب کی اہلیہ (مائی صاحبؒ) بھی حضرت قطب الاقطاب خواجہ قادر بخش قدس سرہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئیں اور کچھ دن بعد مجذوب ہو گئیں۔ ایک دن مانگے شاہ مائی صاحبؒ کے پاس آئے اور کہنے لگے

مجھے آج تک حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب نہیں ہوئی۔ مائی صاحبہ نے ان کے دل کی طرف توجہ ڈالی تو ماگھے شاہ پر ایک کیفیت طاری ہو گئی اور تمام جسم میں شمع کی طرح روشنی ہو گئی۔ وہ مست و بیخود ہو کر گر پڑے اور بالکل ہوش نہ رہا۔ پھر مائی صاحبہ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یہ شخص آپ کی زیارت کا متمنی ہے۔ میں آپ سے سفارش کرتی ہوں کہ اس کی مراد پوری فرمائیے۔ پس آپ نے ماگھے شاہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور ان کو بہت پیار کیا اور فرمایا تم بھی یہاں آ جایا کرو۔ اس وقت سے ماگھے شاہ بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں شامل ہو گئے (لمعات کمالات قادریہ صفحہ 162)

289- حضرت خواجہ عبدالخالق فرماتے ہیں کہ میں اپنے والد صاحب قطب الاقطاب حضرت خواجہ قادر بخش قدس سرہ کے عرس کے بعد خلیفہ عالم شاہ صاحب کے ہمراہ ایک مرتبہ موضع لکھنا ضلع لدھیانہ (مشرقی پنجاب) پہنچا۔ خلیفہ موصوف کا وہاں ایک مرید محمد بخش مدرس تھا۔ وہ نہایت گستاخی اور بے ادبی سے پیش آیا۔ کہنے لگا کہ تم کو سائیں تو کل شاہ سمجھ کر مرید ہوا تھا اور مدرسہ بند کر کے بڑ بڑاتا ہوا چلا گیا۔ مجھے اس کی اس حرکت پر سخت افسوس ہوا اور کہا کہ یا تو اس گاؤں سے واپس چلو یا کسی اور مکان میں چلو مگر خلیفہ عالم شاہ صاحب جو میرے والد ماجد کے خلیفہ تھے وہیں ٹھہرے رہے۔ میرے کہنے کا کوئی خیال نہ کیا اور بازار سے میرے لئے روٹی اور اپنے لئے بھنے چنے لائے اور کھا کر سو گئے۔ جب آپ تہجد کے لئے بیدار ہوئے تو وہی مدرس وائے واویلا کرتا ہوا آیا اور خلیفہ صاحب کے قدموں پر گر کر آہ و زاری کرنے لگا اور معافی مانگی۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے تیری بکو اس کا کچھ خیال نہ کیا تھا اور اب بھی میرے دل میں کوئی رنج نہیں۔ چونکہ تو اللہ کے واسطے معافی مانگ رہا ہے اس لئے معاف کرتا



دوسرے روز محمد بخش مدرس نے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا کہ مجھے خلیفہ عالم شاہ صاحبؒ کی بدولت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اس طرح نصیب ہوئی کہ آپ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گود میں لیٹے ہوئے ہیں اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کا چہرہ چوم چوم کر اس طرح فرما رہے ہیں کہ عالم شاہ جو تیرا مقبول ہے وہ میرا مقبول ہے اور جو تیرا مردود وہ میرا مردود۔ میں دست بستہ آپ کی پابوسی کے لئے آگے بڑھا۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غصہ سے حکم دیا کہ اس مردود کو فوراً باہر نکال دو۔ اس صدمہ سے میری آنکھ کھل گئی۔ اسی وقت افتاں و خیزاں خلیفہ صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی طلب کی۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ آپ نے مجھ کو معاف فرما دیا (معاون برکات خالقہ)

290- مولانا حسرت موہانیؒ کو 2 مئی 1948 رات کے آخری نصف حصہ میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ ایسا معلوم ہوا کہ روضہ مبارک (علیٰ صاحبہا صلوة و سلاما) میں جو گنبد خضراء کے تحت محصور و محدود ہے آپ لحد مبارک کے قریب کسی چیز سے ٹیک لگائے بیٹھے ہیں۔ تہ بند جاوی وضع کا ہے اور بند کوٹ پھولدار کپڑے کا ہے جس کے درمیان ایک پٹی ہے جس کی وضع وہی ہے جیسی کہ حجاج استعمال کرتے ہیں۔ میرے دل میں بے اختیار خواہش پیدا ہوئی کہ آپ میرا ہاتھ اپنے دست مبارک میں لے کر اسی وقت مجھ کو مرید کر لیں۔ میں نے بغور دیکھا تو حلیہ مبارک قریب قریب ایسا ہی پایا جیسا کہ کتب احادیث مثل "شمال ترمذی" میں منقول ہے۔ ایک موقعہ ایسا بھی آیا کہ میں اس قدر قریب ہو گیا کہ جسد مبارک کی خوشبو بخوبی محسوس ہوئی۔ اس کے بعد کیا ہوا وہ مجھ کو آنکھ کھلنے پر یاد نہ رہا۔ دوبارہ آنکھ لگنے پر

ایک بار پھر وہی منظر پیش نظر ہوا مگر اس کی تفصیل بھی باوجود کوشش یاد نہ آئی۔  
(کلیات حسرت موہانی صفحہ 49 تا 50)

291- الحاج حضرت مولانا عبدالمعبود شاہ قدس سرہ (عرف بابا جی) نے اپنا یہ خواب مجھے سنایا اور اسے اس کتاب میں شامل کرنے کی خواہش کا اظہار فرمایا۔ پس اسے بطور تبرک جگہ دے رہا ہوں۔ آپ 1947 میں حج بیت اللہ سے واپسی پر کراچی میں شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی نور اللہ مرقدہ کے دولت خانے پر قیام پذیر ہوئے۔ پاکستان بن چکا تھا اور مسلمانوں کا قتل عام جاری تھا۔ ہندوؤں کی پوری کوشش تھی کہ کسی صورت پاکستان کو ختم کیا جائے۔ ایک رات آپ نے خواب دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ آیا ہے۔ جہاز بلا کسی آواز کے زمین پر اترا۔ اس کے قریب دو فٹ چوڑی ایک چارپائی نکالی گئی جس پر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کپڑے پنے لیٹے ہیں۔ کپڑوں پر کفن لپٹا ہوا ہے اور چہرہ انور کھلا ہوا ہے۔ بے شمار مخلوق جمع ہو جاتی ہے۔ حضرت مولانا عبدالمعبود شاہؒ بھی دیدار کرتے ہیں۔ چہرہ مبارک اس قدر لاغر ہے کہ ہڈیاں نظر آ رہی ہیں۔ آپ خیال کرتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو زندہ ہیں۔ یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں۔ آنکھ کھل جاتی ہے۔ صبح آپ نے یہ خواب شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کو سنا کر تعبیر دریافت کی۔ حضرت مولانا عثمانیؒ نے شاہ صاحبؒ سے فرمایا آپ کے ذہن میں کیا تعبیر ہے وہ بیان فرمائیں۔ اس پر شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ جنازہ کا مطلب یہ ہے کہ آپؐ کی امت شہید کی جا رہی ہے جس کا آپؐ کو غم ہے اور چونکہ آپؐ کو اپنی امت سے بے حد محبت ہے اس کا یہ اثر ہے۔ آپؐ نحیف و لاغر ہیں کیونکہ امت گناہوں میں مبتلا ہے۔ ضعف ایمان کا دور دورہ ہے اس سے بھی آپؐ کو تکلیف ہے۔ پاکستان میں آپؐ اترے ہیں یعنی پاکستان قائم رہے گا اور دشمن اس کو ختم نہ کر سکے گا۔ حضرت

شیخ الاسلام نے بھی اس تعبیر کی تصدیق فرمائی۔ (غیر مطبوعہ)

جن بزرگوں کی میں نے زیارت کی ہے ان میں حضرت مولانا عبدالمعبود شاہ صاحب عرف بابا جی تبرک اور تحفہ تھے۔ صحیح معنی میں پرانے دور کے بزرگوں کی یادگار۔ مجھے بارہا آپ کی صحبت حاصل رہی اور آپ کی زبان مبارک سے کثرت سے عجیب و غریب واقعات سنے۔ 30 نومبر 1985ء مطابق 16 ربیع الاول 1406ھ بروز ہفتہ اسلام آباد میں وصال فرمایا۔ عمر 162 سال اور یہاں کے مرکزی قبرستان پلاٹ نمبر 25 قبر نمبر 88 میں دفن کئے گئے۔ ریاست بنزہ وطن تھا۔ سو سال کی عمر ہو جانے کے بعد تین چار مرتبہ نئے دانت نکلے۔ بال کبھی سفید اور کبھی کالے ہو جاتے تھے۔ آخر وقت تک صحت قابل رشک رہی اور ہوش و حواس سو فیصد درست۔ حافظہ اس عمر میں بھی اس قدر اعلیٰ درجہ کا تھا کہ مثال دی جا سکتی ہے۔ لاتعداد واقعات، حکایات، تواریخ، عربی و فارسی کے اشعار، احادیث و اقوال از بر تھے۔ بلا کی سادگی اور غضب کی چستی اور پھرتی دیکھی۔ قریب قریب ہر سال حج کرتے تھے۔ چالیس سال مدینہ طیبہ میں گزارے۔ فرماتے تھے کہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہ العزیز کا خلیفہ مجاز ہوں۔ بینائی عرب کی سر زمین پر قدم رکھتے ہی بحال ہو جاتی تھی اور اخبار تک پڑھ لیتے تھے۔ 1973ء میں حج کے موقع پر آخری مرتبہ میری ان سے مکہ مکرمہ میں ملاقات ہوئی تھی۔ فوراً پہچان لیا۔ اگر بابا جی سے کم از کم دو درجن مرتبہ خود نہ مل چکا ہوتا تو ان کی بہت سی باتیں قبول کرنے سے دل یقیناً ہچکچاتا۔

292- شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہ ارشاد فرماتے تھے کہ ایک دن درس قرآن مجید کے بعد ایک شخص علیحدگی میں ملا اور کہنے لگا کہ مجھے امام الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں فرمایا ہے کہ اپنے مکانوں میں سے ایک مکان آپ کو دے دوں۔ آپ تشریف لا کر ایک مکان پسند فرمائیں۔ پھر اس کے تقریباً دو ماہ بعد تک وہ شخص نہ آیا۔ پھر دوبارہ آیا اور کہنے لگا کہ مجھ کو

خواب میں حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ میں مکانوں میں سے ایک مکان آپ کو دے دوں۔ چند روز بعد پھر وہی شخص تیسری مرتبہ آیا اور کہنے لگا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر وہی حکم دیا ہے۔ اس مرتبہ آپ رنجیدہ خاطر تھے کیونکہ مجھ سے تعمیل ارشاد میں سستی ہو گئی ہے۔ لہذا آپ ابھی میرے غریب خانہ پر تشریف لے چلیں اور جو سا مکان پسند فرمائیں لے لیں تاکہ میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی سے بچ سکوں۔ چنانچہ وہ مجھ کو ہمراہ لے گیا اور وہاں جا کر میں نے ایک مکان اپنی ضرورت کے مطابق لے لیا۔ اب رہائش وہاں اختیار کر لی اور میں اپنی عادت کے مطابق جماعت سے چند منٹ پہلے مسجد کی طرف روانہ ہوتا مگر راستے میں مصافحہ وغیرہ کرتے کرتے دیر ہو جاتی۔ کبھی دوسری اور کبھی تیسری رکعت میں شامل ہوتا۔ مجھ کو اب بڑی پریشانی لاحق ہوئی۔ میں نے اس شخص سے کہا کہ آپ نے اگر یہ عاریتاً دیا ہے تو واپس لے لیں میں جماعت میں تکبیر اولیٰ سے رہ جاتا ہوں۔ اس نے کہا جناب یہ مکان اب آپ کی ملکیت ہے آپ جیسا چاہیں کریں۔ پس میں نے وہ مکان فروخت کر کے یہ موجودہ مکان (محلہ خضریٰ والا) بنوالیا (مقامات ولایت یعنی انوار ولایت حصہ دوم.... سوانح شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی نور اللہ مرقدہ۔ مصنف ماسٹر لال دین اختر، صفحہ 78 تا 79، دفتر انجمن خدام الدین۔ شیرانوالہ دروازہ۔ لاہور) یہ مولوی امام الدین صاحب پرائمری اسکول کے مدرس تھے جن کے اکبری منڈی کے پاس تین مکان تھے.... آپ یا تو مجھے مکان بیچ کر لائن سبحان خان میں دوسرا مکان خریدنے کی اجازت دیں یا اپنا مکان واپس لے لیں۔ مولوی صاحب نے خوشی سے اجازت دے دی اور اس مکان کو بیچ کر میں نے اپنے موجودہ مکان کا ایک حصہ بنا لیا (مرد مومن از عبدالحمید خان۔ فیروز سنز لیٹڈ۔ لاہور۔ صفحہ 45 تا 46)

حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ 2 رمضان المبارک بروز جمعہ المبارک

1304ھ/1887ء کو اپنے آبائی وطن قصبہ جلال (ضلع گجرانوالہ) میں پیدا ہوئے۔ والد ماجد شیخ حبیب اللہ ایک دیندار بزرگ اور نسبت چشتیہ میں بلند مقام رکھتے تھے۔ ابھی نو برس کے تھے کہ والد ماجد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ اس کے بعد آپ کے رشتہ کے چچا، سوتیلے والد اور خسر حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ نے آپ کی تعلیم و تربیت اپنے ذمہ لی اور اس دور کے عظیم بزرگ سلطان العارفین حضرت خلیفہ غلام محمد دین پوری قدس سرہ سے سلسلہ قادریہ میں بیعت ہوئے اور بعد کو خرقہ خلافت سے نوازے گئے۔ شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسنؒ اور محدث اعظم حضرت سید انور شاہ کشمیریؒ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت دین پوریؒ (دین پور سندھ میں ایک مقام کا نام ہے) کے چہرے پر صرف نظر ڈالنے سے کئی مقامات طے ہو جاتے ہیں۔ لاہور میں آپ نے 46 برس درس قرآن مجید دیا۔ آپ کے خطبات جمعہ کئی جلدوں میں شائع ہو چکے ہیں۔ ہفت روزہ ”خدام الدین“ آپ کی یادگار ہے۔ 23 فروری بروز جمعہ 1962ء کو مغرب تک تمام نمازیں باہوش ادا کیں۔ اسی رات 9-1/2 بجے نماز عشاء کی نیت باندھی اور بحالت سجدہ وصال فرمایا۔ کئی لاکھ افراد نے آپ کی نماز جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔ لاتعداد لوگوں نے زندگی میں آپ سے فیض حاصل کیا۔ آپ نے بہت سی مساجد تعمیر کرائیں اور کئی بار حج کیا۔ آپ ہی مولانا لاہوریؒ کہلاتے ہیں۔

293- شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کھلی ہوئی ہے۔ نعش مبارک سفید کفن میں قبر مبارک کے پاس باہر رکھی ہے۔ کفن کھلا ہوا ہے۔ چہرہ مبارک تروتازہ گورا گورا اور تمام جسم مبارک تروتازہ ہے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چت سو رہے ہیں۔ مگر آپ کی لبیس اور ناخن بڑھے ہوئے ہیں۔ میں نے قینچی سے آپ کی لبیس اور ناخن کتر

دیئے۔ قیام دوران مدینہ شریف یہ خواب دیکھا تھا۔ (نقش حیات جلد اول صفحہ

(91)

294- امام الاولیاء صوفی محمد علی صاحب نے ایک روز اپنے رب سے کہا اے رب میری ملاقات حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کراؤں تاکہ میں اسلام کو سیکھوں۔ میری کوئی دنیاوی خواہش آپ سے نہیں ہے۔ یہ نیت کر کے میں سو گیا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک مولوی صاحب وعظ فرما رہے ہیں۔ سامعین میں کچھ کے چہروں پر نقاب ہے اور کچھ کے نہیں۔ میں ایک ستون سے لگا کھڑا ہوں۔ مولوی صاحب نے مجھ سے کہا تمہارے پیروں کے پاس کیا چیز ہے۔ یہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤ۔ میں نے دیکھا کہ ایک صندوق رکھا ہے۔ میں نے وہ صندوق اٹھا کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کے پاس رکھ دیا۔ آپ مسکرائے اور خاموشی سے فرمایا کہ آپ کے پاس یہ کیا چیز ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ خزانہ ہے۔ فرمایا تم اس کا کیا کرتے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ میں اس سے اپنی دنیاوی حاجتیں رفع کرتا ہوں۔ فرمایا تم اس کو پھینک دو۔ میں اٹھا کر اسے پھینکنے چلا۔ پھر آپ نے فرمایا ادھر آؤ۔ میں آیا تو آپ نے فرمایا یہ ایمان کا خلل ہے ایمان کو کھونے والی چیز ہے۔ ایمان کو ضائع کرنے والی چیز ہے۔ آپ اس سے محبت تو نہ کریں گے۔ میں نے کہا کبھی بھی اس سے محبت نہ کروں گا۔ آپ نے فرمایا۔ آپ کبھی اس سے محبت تو نہ کریں گے۔ میں نے کہا نہیں۔ غرض تین مرتبہ یہ عہد لیا۔ اس کے بعد حکم دیا کہ اچھا میرے سامنے اس کو پھینک دو۔ میں نے پھینک دیا۔ پھر میری آنکھ کھل گئی۔ اس کے بعد کہا کہ اے اللہ میں نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ہدایت پائی تو مجھے اس کو سمجھنے کی عقل عطا فرما اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے جو وعدہ لیا ہے میں اس

کے خلاف نہ کر سکوں۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیرہن مبارک سفید، سفید صاف، سرخ چغہ، سفید کرتا تھا اور کرتے کے اوپر نہ معلوم کیا بندھا ہوا تھا۔ پتھر تھا یا لکڑی تھی۔ خزانے کے پھینکنے سے یہ مطلب نہیں ہے کہ اس کو پھینک دو بلکہ مطلب یہ ہے کہ تمہارا یہ غلام ہے۔ تم اس کے غلام نہ بنو۔ جب تم اس سے اپنی حاجت پوری کر لو تو اس کو اللہ تعالیٰ کی راہ پر خرچ کر ڈالو اور اس کی لالچ میں نہ پڑو۔ (اللہ کی آواز مخلوق کے لئے۔ صفحہ 25 تا 27)

295- مورخہ 6 دسمبر 1957ء بروز جمعرات صوفی عاشق محمد صاحب نے برمکان صوفی محمد سعید پانی پتی مقیم حال جیکب لائن۔ کراچی مراقبہ کیا اور درود شریف پڑھی۔ مراقبہ میں غنودگی طاری ہو گئی۔ تو دیکھا کہ پانچ آدمی مدینہ طیبہ پہنچ کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کے سامنے کھڑے سلام پڑھ رہے ہیں۔ صوفی محمد علی صاحب امام مسجد دارالسلام ہاؤسنگ سوسائٹی کراچی بھی سلام پڑھ رہے ہیں۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صوفی محمد علی سے فرمایا کہ محمد علی قرآن کریم، درود شریف اور کلمہ شریف پڑھا کریں۔ پانچ آدمی یہ ہیں۔ امام الاولیاء صوفی محمد علی صاحب، صوفی عاشق محمد صاحب، صوفی سعید احمد صاحب، فضل الہی صاحب، اور محمد سلیم صاحب۔ صوفی محمد علی صاحب نے صوفی عاشق محمد صاحب نقشبندی کو مشورہ دیا تھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو ہدایت وغیرہ آپ کو دیا کریں اس کو لکھوا لیا کریں۔ اس کے بعد خود حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی زیارت کے دوران یہی فرمایا کہ صوفی عاشق محمد جو ہدایت تمہیں ملے اسے لکھوا لیا کرو (اللہ کی آواز مخلوق کے لئے صفحہ 143)

296- مورخہ 4 دسمبر 1957ء کو صوفی عاشق محمد صاحب نے برمکان حاجی محمد سلیم صاحب رات کو سوتے ہوئے خواب دیکھا کہ ایک بہت بڑا میدان صاف ستھرا



ہے جس میں ایک قافلہ جا رہا ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک اونٹنی پر سوار ہیں۔ قافلہ بیت اللہ شریف کی طرف جا رہا ہے اور ہم باری باری سوار ہو رہے ہیں۔ صوفی محمد علی صاحب سے حضرت رسالتاب صلی اللہ علی وسلم فرماتے ہیں کہ تم بھی سوار ہو جاؤ۔ اس پر صوفی صاحب اونٹنی پر سوار ہو جاتے ہیں۔ پھر حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صوفی صاحب امام الاولیاء ہیں۔ بات یہ ہے کہ صوفی عاشق محمد صاحب نقشبندی نے صوفی محمد علی صاحب سے پوچھا تھا کہ سیدنا ابوالبراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بابت آپ کا کیا عقیدہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب آپ تشریف لاتے ہیں تو مجھ سے مل کر بیٹھ جاتے ہیں۔ اب اللہ نے خود ان کو میری حالت بتلا دی کہ میرا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کتنا تعلق ہے اور کیا عقیدہ ہے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود میری جانب سے جواب دے دیا۔ (اللہ کی آواز مخلوق کے لئے صفحہ 142)

297- تیس چالیس سال پہلے پنجاب کے محکمہ تعلیم کے ایک مشہور ڈپٹی ڈائریکٹر سید شیر محمد ترمذی تھے۔ انہوں نے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا سراپا لکھا اور خدمت اقدس میں نعت پیش کی۔ یہ کتاب کی شکل میں طبع ہوئیں۔ میرے پاس یہ کتاب تھی لیکن اب تلاش بسیار پر بھی نہیں ملی اور نہ ہی نام یاد آ رہا ہے۔ یہ خوب یاد ہے کہ ترمذی صاحب نے تحریر کیا ہے کہ وہ شعر گوئی نہیں کرتے تھے لیکن حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے کسی غیبی طاقت نے ان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سراپا اور نعت لکھوائے۔

نعت درج ذیل ہے:

”بہ حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم“

**اللهم صل على سيدنا و مولانا محمد و على آل سيدنا و مولانا محمد  
بعد بكل نرة مائته الف الف مرة و بارک و سلم عليه**

اے کہ تیرے نام سے مقبول ہوتی ہے دعا اے کہ تیرے ذکر سے رحمت کے در ہوتے ہیں وا  
اے کہ تیری بارگہ ہے مرجع شاہ و گدا اے کہ ہے کونین کو تیرے کرم کا آسرا  
اے کہ تیری یار ہے وجہ قرار جان و دل اے کہ تیری دید ہے فکر دو عالم کی دوا  
تجھ کو بخشا ہے خدا نے اختیار کائنات میری گجڑی بھی بنا دے از رہ لطف و عطا  
میری قسمت میں لکھے ہیں بندہ پرور کب تک تالہ ہائے بے اثر آہ و فغان نارسا  
فرش راہ ہیں دیدہ و دل انتظار دید میں رحم کر اپنے غلام زار پر بہر خدا  
اک نظر کی آرزو میں ہے جہان آرزو اک نظر بہر کرم امی الی روحی ندا  
اے شفیع المنبیر اے رحمتہ للعالمین میں خطا کی اتنا ہوں تو عطا کی اتنا  
شامت اعمال سے گو ہو چکا ہوں رویہ دیکھ تو اپنے کرم کو میرے عیبوں پر نہ جا  
ذات تیری ہے ہمیشہ سے خطا پوش و کرم اپنی رحمت میں چھپالے میرے جرموں کو شہا  
ہے ترے لطف و کرم پر انحصار آرزو ورنہ جزا شک ندامت میرے دامن میں ہے کیا

ہدیہ چشم کرم ہے قلب و جان ترمذیؒ

مر قبول افتد زہے عز و شرف شاپنشا

اس نعت کے صلے میں ترمذی صاحب زیارت النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے  
مشرف ہوئے۔ ترمذی صاحب سے میری اپنی ملاقات تاحال نہیں ہوئی۔ مندرجہ بالا  
نعت اور اس کے انعام کے طور پر زیارت کی بات مجھے ان کے حلقہ کے ایک صاحب  
غلام ربانی صاحب نے بتائی۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ اس نعت کو پڑھتے رہنے سے  
ان کا اپنا نصیب بھی جاگ اٹھا اور ان کو بھی زیارت النبی صلی اللہ علیہ وسلم خواب  
میں ہوئی۔ میں نے کتاب کے بارے میں اشتیاق کا اظہار کیا تو انہوں نے مہیا کر دی  
اور ساتھ ہی روضتہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عکس کو پس منظر میں رکھ کر کسی

خوش نویس کی کتابت کردہ چھپی ہوئی یہ نعت بھی مجھے دی۔ یہ میں نے فریم کرائی اور  
تاحال میرے کمرے میں آویزاں ہے۔ غلام ربانی صاحب میرے پاس لاہور میں 1963ء  
تا 1969ء کے قیام کے دوران میں کبھی کبھی تشریف لایا کرتے تھے۔

298- میرے پڑوس سے تلاوت کلام پاک کی آواز آیا کرتی۔ ایک روز اتفاقاً  
ایک بزرگ درمیانی دیوار کی دوسری طرف نظر آئے۔ ہماری جان پہچان ہو گئی تو  
پھر ہفتہ عشرہ کے بعد اسی طور سے دیوار کے آر پار کھڑے ہو کر یا کبھی ان کے  
یہاں کبھی میرے یہاں باقاعدہ ملاقات ہو جاتی۔ حاجی صاحب کا نام نامی  
وصی الدین صاحب ہے۔ وہ پہلے صدر میں مقیم تھے۔ جدا "تاجر ہیں۔ صدر میں  
اقامت کے دوران بقول ان کے انہوں نے کامران ہوٹل، سی بی، گرلز کالج اور  
صدر مارکیٹ سے ملی ہوئی سب سے بڑی مسجد کی تعمیر کی نگہداشت کی۔ ان کے  
صاحبزادے اور پوتے آج کل زیب سنز کے نام سے مری روڈ پر بجلی کی مصنوعات  
کی تجارت کرتے ہیں۔ حاجی صاحب ضعیف العمری کی وجہ سے کافی عرصہ سے  
تجارت میں عملی حصہ نہیں لیتے۔ ہماری ملاقاتوں میں جہاں اور باتیں ہوتیں وہاں  
ایک روز زیارت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات بھی چل نکلی۔ انہوں نے مجھے  
بتایا کہ انہیں "بے شمار" مرتبہ یہ سعادت حاصل ہو چکی ہے۔ انہوں نے مجھے  
بتایا کہ وہ درج ذیل درود پڑھا کرتے ہیں اور بالخصوص دوسرے پر تاکید کی۔

1- اللھم انی اسئلك العافیتہ والعفتہ واسئلك حبك بحق محمد صلی اللہ  
تعالی علیہ۔

2- اللھم رب العجل والعزائم، وعلبیت العزائم، و رب الرکن والمقام، جلف لروح  
سیدنا و مولانا محمد منا السلام۔

حاجی صاحب میرے پڑوس سے دوبارہ صدر منتقل ہو گئے۔ ازاں بعد ملاقات  
سے محرومی رہی۔

299- میں پچیس سال کی وقفے وقفے کی کاوش کے بعد میں نے شاہ حسین لاہوری کی کافیوں کا اپنا اردو منظوم ترجمہ ”کے حسین فقیر“ کے عنوان سے چھپنے کے لیے ایک پبلشر صاحب کے سپرد کیا۔ انہوں نے اس کی کتابت جناب محمد عارف گورداس پوری کے سپرد کی۔ کتابت کو آخری شکل دینے کے لئے میں نے عارف صاحب کو دو تین بار اپنے یہاں آنے کی زحمت دی۔ معلوم ہوا کہ وہ ٹیلی ویژن مرکز اسلام آباد سے بطور کاتب حال ہی میں سبکدوش ہوئے ہیں اور خود بھی عارف تخلص کرتے رہے ہیں۔ وہ پابند صوم و صلوة ہیں۔ باتوں باتوں میں انہوں نے انکشاف کیا کہ ان کو گیارہ مرتبہ بحالت خواب حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو چکی ہے۔ ایک بار ذرا زیادہ دنوں کے بعد تشریف لائے تو اس شرف میں ایک اور اضافہ ہو چکا تھا۔ بات چل نکلی کہ کچھ لوگوں کا عقیدہ ہے کہ جس کسی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بحالت خواب زیارت کا شرف بخشے ہیں اسے بحالت بیداری بھی زیارت نصیب ہوتی ہے۔ عارف صاحب نے فرمایا کہ اس وقت تک وہ تو منتظر ہی ہیں البتہ ان کے نانا کو جو لاہور میں قلعہ گوجر سنگھ کی ایک بالائی منزل کے کمرے میں تنہا رہائش پذیر تھے یہ سعادت بھی کئی بار نصیب ہوئی تھی۔

عارف صاحب آریہ محلہ میں رہائش پذیر تھے۔ وہ چار پانچ سال قبل عمرہ کے لئے جانے کے لئے بیتاب تھے اور واپسی کا ارادہ نہیں رکھتے تھے۔ تب سے اب تک میرا ان سے رابطہ نہیں ہوا۔

300- 1957ء تا 1959ء میں سابقہ ڈی اے وی کالج روڈ۔ راول پنڈی پر ایک مکان میں قیام پذیر تھا جس کو عرف عام میں ”پونچھ کی رانی“ کا مکان کہا جاتا تھا۔ اس مکان کے عقب میں اسی مالکہ کا ایک اور ملحقہ مکان تھا جس میں آج کل امریکہ کی ریاست اوکلاہوما کے شہر بروکن ایرو (تیر شکلتہ) میں مقیم جناب علامہ

قمر نقوی اپنی طالب علمی کے زمانے میں رہائش پذیر تھے۔ تعلیم سے فراغت کے بعد لاہور میں امریکہ کے ادارے U.S.A.I.D میں ملازمت کے بعد نجی کاروبار بھی کیا۔ پھر ایران میں بسلسلہ ملازمت شاہی خاندان کے چند افراد کے نزدیک رہے۔ انقلاب کے بعد العین چلے گئے اور وہاں سے امریکہ جہاں گذشتہ دس پندرہ برس سے مقیم ہیں۔ موصوف کے جد اعلیٰ مخدوم جہانیاں جہاں گشت ہیں اور شاید اسی لقب کا اثر ہے کہ منظور حسین نقوی ملک ملک گھومے ہیں۔ شاعر، ناول نگار، تاریخ نویس، ماہر شکاریات اور عابد و صوفی۔ قمر نقوی کے قلمی نام سے مختلف النوع کتابیں اوائل میں فیروز سنز لاہور نے اور بعد میں مقبول اکیڈمی لاہور نے چھاپی ہیں۔ اور شعری مجموعے شاید قمر نقوی نے امریکہ میں ہی طبع کروائے ہیں۔ وہاں بیٹھے بیٹھے انہوں نے تین مبسوط جلدوں میں اسلامیان پاک و ہند کی منظوم تاریخ لکھی ہے جس کے تین لاکھ سے کچھ اوپر شعر ہیں۔ اس اور ان کی دیگر استعدادات خدا داد کی بناء پر امریکہ کے پاکستانی اور ہندوستانی نژاد امریکی جو ان سے متاثر ہوئے، انہیں علامہ اور اسی قبیل کے دوسرے خطابات سے یاد کرتے ہیں۔ قمر نقوی کا تعارف طویل تو نہیں ہوا لیکن مجھے اصل موضوع کی طرف آنا چاہئے اور وہ ہے زیارت النبی صلی اللہ علیہ وسلم بحالت خواب جو قمر نقوی صاحب کو نصیب ہوئی۔ انہوں نے اپنے نامہ گرامی مورخہ 6 فروری 1993ء میں مجھے لکھا:

”جس نعت کے طفیل مجھے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا وہ ملاحظہ فرمائیے۔“

جہاں میں کوئی ان سا عالی نہیں ہے      حقیقت ہے یہ خوش خیالی نہیں ہے  
نگاہوں میں نور الہدیٰ بس گئے ہیں      کوئی رات اب میری کالی نہیں ہے  
مجھے کالی کالی کے سائے میں رکھئے      کہ منزل مری دیکھی بھالی نہیں ہے  
اسے عرش اعظم کی چلمن بھی سمجھو      یہ صرف ان کے روضے کی جالی نہیں ہے  
مرے ساتھ توشہ ہے لطف نبیؐ کا      سفر میں میرا ہاتھ خالی نہیں ہے

کہاں تک نہیں ہوگی چشم عنایت

قرنٹنے والا سوالی نہیں ہے

301- 1971ء میں مجھے اور میری اہلیہ کو جناب احمد علی چغتائی مرحوم و مغفور اور ان کی بیگم صاحبہ کے ساتھ حج بیت اللہ کی سعادت نصیب ہوئی۔ مزدلفہ سے واپسی پر منیٰ میں شعائر سے فارغ ہوئے تو مغرب کے بعد سڑک کے کنارے ایک خیمہ میں نصب چائے خانہ میں مرحوم اور میں جا بیٹھے۔ وہاں مشرقی پاکستان کے ایک صاحب متشرع شکل و صورت کے پہلے سے تشریف فرما تھے۔ تعارف ہوا تو انہوں نے بتایا کہ ان کا نام (مولانا) عبدالرحمن ہے۔ انہوں نے دینی تعلیم سارنپور کے مشہور مدرسہ میں مکمل کی اور ان دنوں مسجد بیت المکرم، ڈھاکہ میں حدیث پڑھاتے ہیں۔ ادھر ادھر کی باتوں کے بعد انہوں نے سیاست کی بات شروع کی اور بڑے بھائی یعنی مغربی پاکستان کی چھوٹے بھائی یعنی مشرقی پاکستان پر زیادتیوں کا تذکرہ چھیڑا۔ میں نے ان سے درخواست کی کہ موقع محل کی مناسبت سے وہ یہ باتیں نہ کریں۔ لیکن تھوڑی دیر کسی اور موضوع پر گفتگو کے بعد وہ اپنے پسندیدہ موضوع کی طرف لوٹ آئے۔ ان سے پھر التجا کی کہ ان معاملات پر بات نہ کریں۔ لیکن برادر چغتائی صاحب اور میری عرض گزاروں کے باوجود وہ رہ رہ کر پھر اسی سیاسی گلے شکوے شکایت پر اتر آتے رہے۔ نتیجہ بالا خر تلخ کلامی پر ہوا۔ ازاں بعد دو روز کے قیام منیٰ میں نہ ہم دونوں اس خیمے میں گئے اور نہ

ہی مولانا موصوف سے ملاقات ہوئی۔ کئی روز بعد میں مسجد نبوی میں نماز، نوافل وغیرہ ادا کر کے مواجہہ شریف پر حاضر ہو کر فارغ ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں کی جانب برآمدے میں دیوار کے ساتھ ایک خالی جگہ پر پشت لگا کر بیٹھ گیا۔ دیکھا کہ میری دائیں جانب مولانا عبدالرحمن تشریف فرما تھے۔ آج کا رویہ اور انداز گفتگو پہلے جیسا نہیں تھا۔ مختلف مناسب محل باتوں کے بعد انہوں نے مجھے بتایا کہ ان کے ایک خوب اچھی طرح کی جان پہچان کے دوست کچھ سال پہلے ہماری طرح ہی مدینہ منورہ میں روضہ نبیؐ پر حاضر ہوئے۔ عشاء کی نماز کے بعد ان کے دل و دماغ پر یہ خواہش چھا گئی کہ وہ رات روضہ کے پاس ہی گذاریں۔ یہ ممکن نہیں تھا اس لئے کہ رات کو مسجد سے سب کو نکال کر باہر سے دروازوں کو مقفل کر دیا جاتا ہے۔ لیکن وہ صاحب کسی نہ کسی طرح محافظین کی نگاہوں سے چھپنے میں کامیاب ہو گئے۔ محافظین روضہ جب دروازے باہر سے مقفل کر کے چلے گئے تو یہ صاحب نوافل وغیرہ کی ادائیگی میں مصروف ہو گئے۔ کرنا خدا کا کیا ہوا کہ جب رات آدھی سے زیادہ گزر گئی تو ان کو فطرت کے تقاضے نے مجبور کرنا شروع کیا۔ یہ اتنے مجبور ہو گئے کہ ایک سے دوسرے، دوسرے سے تیسرے دروازے کی طرف بھاگنا شروع کر دیا کہ شاید کوئی کھلا مل جائے تو یہ جلد از جلد باہر نکل جائیں لیکن کوئی ایسی صورت نظر نہ آئی۔ جب انتہائی مجبوری کا عالم تھا تو دیکھتے ہیں کہ ایک بزرگ عربی لباس میں ملبوس کہیں سے نمودار ہوئے اور ان کو نزدیک ترین دروازے کے پاس لے گئے۔ وہاں انہوں نے دروازے پہ ہاتھ رکھا تو وہ کھل گیا۔ انہوں نے ان صاحب کو اشارہ کیا کہ وہ باہر تشریف لے جائیں۔ اس طرح سے غیبی امداد ان کو ملی اور وہ جس مشکل صورت حال سے دوچار تھے اس سے ان کو رہائی ملی۔

مولانا نے یہ بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ چونکہ مشکل حالات میں مدد کو آنا



سوائے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کسی کے لئے ممکن نہیں۔ لامحالہ یہ خود بذات گرامی (صلی اللہ علیہ وسلم) تھے جو اس طرح نمودار ہوئے تھے اور اپنے ایک فدائی امتی کی مدد فرمائی تھی۔ میں نے اپنے دوست کی آنکھوں کو بوسہ دیا کہ وہ بحالت بیداری حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئی تھیں اور اپنے دوست کو اس سعادت پر بہت بہت مبارکباد پیش کی۔ ائمہ شریعت نے اس کی تصریح کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی ولی کرامت کے طور پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بحالت بیداری بھی کر سکتا ہے اور آپ کی محفل میں حاضر بھی ہو سکتا ہے بلکہ اپنی استعداد کے مطابق علوم و معارف سے استفادہ بھی کر سکتا ہے۔ اس کی تصریح کرنے والوں میں ائمہ شافعیہ میں غزالی، بارزی، ابن النبکی اور یافعی جیسے حضرات ہیں اور ائمہ مالکیہ میں امام قرطبی، حافظ ابن ابی جمرہ، ابن الحاج وغیرہ حضرات ہیں۔ حضرت ابن العربی فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک مومن اور کافر دونوں کے لئے انبیاء علیہم السلام اور فرشتوں کی زیارت اور ان کا کلام سنا بھی ممکن ہے مگر مومن کے لئے بطور کرامت اور کافر کے لئے عقوبت کے طور پر۔ شیخ عبدالوہاب شعرانی نے علامہ حافظ جلال الدین سیوطی سے نقل کیا ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو 70 مرتبہ سے زیادہ بحالت بیداری دیکھا ہے۔ ایک مرتبہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں جنتی ہوں؟ فرمایا ”ہاں“ میں نے عرض کیا۔ کیا عذاب کے بغیر؟ آپ نے اس پر ارشاد فرمایا ”جاؤ تمہارے لئے یہ بھی سہی“۔ (ترجمان ا لسنتہ حصہ سوم صفحہ 379 تا 381 سے ماخوذ۔ از حضرت مولانا بدر عالم میرٹھی ثم مہاجر مدنی قدس سرہ۔ سابق استاذ الحدیث دارالعلوم دیوبند (یوپی۔ بھارت) ادارہ اسلامیات۔ انارکلی۔ لاہور نمبر 2)

راقم کو 23 سال گذر جانے کے بعد یہ صحیح طور پر یاد نہیں آ رہا۔ گو اغلب یہی ہے کہ میں نے آنا، فانا، مولانا کی ان آنکھوں کو چوم لیا جنہوں نے کہ اس شخص کی

آنکھوں کو بوسہ دیا تھا جو بحالت بیداری زیارت سے مشرف ہوئی تھیں۔

مذکورہ بالا پانچ خواب نمبر 297 تا 301 مجھے جناب مقبول الہی نے تحریری طور پر عنایت فرمائے جس کے واسطے میں آپ کا ممنون ہوں۔ آپ 11 دسمبر 1994ء کو عمرہ کر کے واپس ہوئے ہیں۔ روضہ اطہر (علی صاحبہا صلوة و سلاما) پر پہنچ کر میرا سلام بھی عرض کر دیا ہے جس کے واسطے میں آپ کا تمہ دل سے شکر گزار ہوں۔ 19 سال قبل ممبر سی۔ بی۔ آر کی حیثیت سے ریٹائر ہو چکے ہیں۔ مستقل قیام راولپنڈی میں ہے۔ ڈاکٹر مقبول الہی صاحب پرانے بزرگوں کی یادگار اور صحیح معنوں میں بحر العلوم ہیں۔ پانچ زبانوں پر کامل عبور حاصل ہے: عربی، انگریزی، فارسی، اردو اور پنجابی۔ عربی اور انگریزی میں طلائی تمغے حاصل کر چکے ہیں۔ بڑے اچھے شاعر ہیں۔ علامہ اقبال کے کلام کا انگریزی میں منظوم ترجمہ کیا ہے۔ بہت سی کتابوں کے مصنف اور مولف ہیں۔ میرے بڑے ہی قدر دان ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ تا دیر آپ کو سلامت رکھے۔ آمین ثم آمین۔ آپ نے 75 برس کی عمر میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی ہے۔

302- جناب غازی احمد (سابق کرشن لال) نے اپنے قبول اسلام کی داستان ”من الظلمات الی النور“ میں مفصل طور پر بیان کی ہے جسے ہر مسلمان کو پڑھنا چاہئے۔ آپ عربی کے اسکالر ہیں اور بطور پرنسپل گورنمنٹ کالج بوجھال کلاں (ضلع چکوال سے) ریٹائر ہو چکے ہیں۔ یکم جون 1924ء تاریخ پیدائش ہے۔ آپ سے ملاقات کے بعد کوئی کہہ ہی نہیں سکتا کہ آپ نو مسلم ہیں۔ دینی تعلیمات کا آپ پر غلبہ ہے۔ کئی کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔

یہ فروری 1938ء کا ذکر ہے جب میں آٹھویں کلاس کا طالب علم تھا اور باقاعدہ دعا کر کے سویا کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ راہ راست کا انکشاف فرما دے۔ اواخر فروری میں خواب دیکھا۔ کہ میں اپنے ہم جماعت لال خاں کے ساتھ اپنے گاؤں میانی (ضلع چکوال) سے حج بیت اللہ کے لئے مکہ مکرمہ روانہ ہوا۔ راستہ میں ایک سادھو ملا اور

ہمارا عندیہ معلوم کر کے کہنے لگا میں راستہ سے واقف ہوں اور بحفاظت تمہیں مکہ مکرمہ پہنچا دوں گا۔ تین چار میل بعد ہم ایک نہایت خطرناک اور تاریک جنگل میں داخل ہو گئے جو خونخوار جانوروں سے بھرا پڑا تھا۔ سادھو نے ہماری ہجانی کیفیت دیکھ کر کہا کہ گمراہ کرنا میرا کام ہے۔ یہ راستہ مکہ مکرمہ کو نہیں جاتا۔ یہ کہہ کر غائب ہو گیا۔ ہم نے درندوں کے خوف سے گاؤں کی طرف بھاگنا شروع کر دیا۔ جب ہم گاؤں پہنچے تو سورج غروب ہو چکا تھا اور تاریکی چھا گئی تھی۔ مجھے وہاں میرا ہم جماعت محمد صادق ملا جو جج کو جا رہا تھا۔ میں نے اس سے کہا صبح روشنی میں سفر کا آغاز کریں گے کہ مجھے بھی جج کو جانا ہے۔ محمد صادق نے یہ سن کر کہا ارے بھئی ابھی چلو۔ اسلام کی راہ میں یہ اندھیرا کوئی حیثیت نہیں رکھتا اور ہم دونوں روانہ ہو گئے۔ چند قدم ہی اٹھائے تھے کہ مغرب کی جانب آسمان پر ایک بہت بڑا چاند نمودار ہو گیا جس کی روشنی اس قدر تیز تھی کہ روئے زمین پر تاریکی کا نام و نشان باقی نہ رہا۔ یوں محسوس ہوا کہ کچھ مسافت طے کرتے ہی ہم مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔ جب حرم محترم میں داخل ہوئے تو بیت اللہ شریف ہماری نظروں کے سامنے تھا۔ بے شمار صحابہ کرام سفید لباس میں ملبوس بیت اللہ شریف کی طرف رخ کئے بیٹھے تھے اور سید المرسلین بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کی دیوار سے پشت لگائے صحابہ کرام کی طرف رخ زیبائے تشریف فرما تھے۔ یہ رکن یمانی اور حطیم کے کونے والی دیوار تھی۔ ہم نے دور ہی سے آپ کو پہچان لیا۔ محمد صادق نے مصافحہ کے لئے ہاتھ آگے بڑھائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جلوس کی حالت ہی میں ان سے مصافحہ فرمایا۔ پھر میں حاضر ہوا تو حضرت نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کھڑے ہوئے اور مجھ جیسے غیر مسلم، حقیر اور ناقص انسان کو گلے لگانے کا شرف بخشا۔ پھر اپنی جگہ بیٹھ گئے اور مجھ ناکارہ کو بھی اپنے پاس بٹھا لیا۔ فرمایا کیسے آئے ہو؟ میں نے عرض کیا آپ کی خدمت میں مسلمان ہونے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ اس کے بعد آپ نے میرے دائیں ہاتھ کو اپنے دست مبارک

میں لیا اور کچھ دیر کچھ پڑھنے کے بعد فرمایا کہ اب تم مسلمان ہو۔ آپ کا یہ ارشاد سن کر میں بہت خوش ہوا۔ میں کتنا خوش قسمت ہوں کہ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اسلام کی دولت سے بہرہ مند فرمایا۔ عالم خواب ہی میں ہم نے کچھ وقت مکہ مکرمہ میں گزارا اور پھر اپنے گھروں کو لوٹ آئے۔ (من الظلمات الی النور یعنی کفر کے اندھیروں سے نور اسلام تک) المکتبہ العلمیہ۔ 15 لیک روڈ۔ لاہور صفحہ 16 تا 19 سے ماخوذ)

303- مذکورہ بالا میرا خواب مولانا عبدالرؤف صاحب نے سنا تو خوشی سے انکا چہرہ گلاب کے پھول کی طرح کھل گیا اور فرمایا دعا کو ابھی ترک نہ کرو۔ ہر رات پڑھ کر سویا کرو۔ دوسری رات خواب دیکھا کہ اسکول میں چھٹی کی گھنٹی بج چکی ہے اور ہم میانی کے طلباء اپنے گھروں کو واپس جا رہے ہیں کہ میانی کی جانب سے ایک دیوقامت شخص جس نے لنگوٹی باندھ رکھی ہے ہماری طرف آ رہا ہے۔ اس کے ماتھے پر ایک بڑا سا سینگ ہے۔ جب وہ ہمارے قریب آ گیا تو طلباء خوف سے کانپنے لگے۔ میں نے کہا یہ دجال ہے جو قیامت کی ایک علامت ہے۔ اس اثناء میں وہ ہمارے قریب آ گیا اور میرے ہم جماعت غلام نبی سے پوچھا تم کس کے بندے ہو۔ اس نے ڈرتے ڈرتے جواب دیا۔ اللہ کا بندہ ہوں۔ جس پر اس نے غلام نبی کو ہوا میں اچھال کر زور سے زمین پر پٹخ دیا۔ وہ مر گیا۔ پھر ایک ہندو لڑکے سے یہی سوال کیا۔ اس نے کہا میں تمہارا بندہ ہوں۔ جس کو سن کر وہ بہت خوش ہوا اور اسے کھانے کے لئے بہت سی مٹھائی دی۔ میری یاد کے مطابق دیگر تمام لڑکوں نے اس کی بندگی قبول کر لی اور مٹھائی کھانے میں مشغول ہو گئے۔ سب سے آخر میں اس نے مجھ سے یہی سوال کیا۔ میں نے ڈرتے ڈرتے جواب دیا۔ اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں۔ اس پر اس نے اس زور سے میرے چپت رسید کی کہ میں دس پندرہ گز دور جا گرا۔ اٹھ کر رونے لگا تو اس نے حکیمانہ

لہجے میں کہا ”اوہر آؤ“ میں نے روتے روتے قدم اٹھایا ہی تھا کہ دیکھتا ہوں کہ حضرت سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم میرے قریب ہی جلوہ افروز ہیں۔ آپ نے فرمایا ”میرے پاس آؤ“۔ آج کی رات میں نے آپ کو بڑی واضح صورت میں دیکھا۔ سفید لباس پر سفید چادر لپٹی ہوئی تھی۔ سر پر عمامہ تھا۔ ریش مبارک مشتمل بھر تھی جس میں اکثر بال سیاہ تھے اور کچھ سفید تھے جن کا رنگ حنائی تھا۔ دست مبارک میں خاکستری رنگ کی تسبیح تھی اور کعبتہ اللہ کی جانب رخ کئے آپ کچھ پڑھ رہے تھے۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیٹھ گیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا ”دیکھو بیٹا میں اتنی دور سے صرف تمہاری مدد کے لئے آیا ہوں۔ اب رونا ختم کرو“۔ ساتھ ہی اپنا دست شفقت میری پشت پر پھیرتے رہے۔

فرمایا ”دجال کی بات ہرگز تسلیم نہیں کرنا۔ وہ اب تمہیں تکلیف نہیں دے سکتا۔ یہ دنیاوی عیش و آرام آخرت کے انعام و اکرام کے مقابلہ میں بیچ ہے۔ اگر تم اس آزمائش میں ثابت قدم رہے تو آخرت میں انعامات وافرہ سے نوازے جاؤ گے۔ دجال کی بات پر توجہ نہ دینا۔ میں تمہاری کامیابیوں کے لئے دعا کر رہا ہوں۔ تمہیں انشاء اللہ ناکامیوں کا منہ نہیں دیکھنا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ تمہاری مدد فرمائے گا“۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ مقدس ارشادات میری عزیز ترین متاع حیات ہیں جن پر میں بجا طور پر فخر کرتا ہوں۔ میں وہ خوش قسمت و صاحب سعادت انسان ہوں جس کے لئے سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کامیابی کی دعا مانگی۔ اس دعا کا اثر میں نے پوری زندگی نمایاں طور پر دیکھا۔ الحمد للہ کبھی کسی معاملہ میں آج تک ناکامی نہیں ہوئی۔

دجال نے دوبارہ آواز دی۔ میں اس کے پاس گیا اور دیکھا کہ اس کی بات تسلیم کرنے والے لڑکے انواع و اقسام کی مزیدار چیزیں کھا رہے ہیں۔ لڑکوں نے مجھ سے

کہا تم بھی اس کی اطاعت کر کے مزے لوٹو۔ میں نے کہا۔ دوستو یہ دنیاوی نعمتیں محض چند روزہ اور زوال پذیر ہیں۔ میں انشاء اللہ جنت میں اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ انعامات حاصل کروں گا مگر تمہارے لئے وہاں کوئی سکون نہ ہوگا۔ دجال میرے یہ الفاظ سن کر غضبناک ہوا اور مجھے مارنے کے لئے ہاتھ اٹھایا ہی تھا کہ ڈر کے مارے میری آنکھ کھل گئی۔ مجھ پر خوف کی عجیب کیفیت طاری تھی۔ مگر جب احساس ہوا کہ یہ تو خواب تھا تو خوف جاتا رہا۔ لیٹے لیٹے خواب کو دہرانا شروع کر دیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ کی شیرینی میرے دل و دماغ میں رس گھول رہی تھی۔

(”من الظلمات الی النور“ صفحہ 19 تا 22 سے ماخوذ)

304- ایک مرتبہ گورنمنٹ انٹر کالج کے طلبہ نے مرکزی حکومت کی ایک مقتدر شخصیت کو یونین کی ایک تقریب کے سلسلے میں کالج میں مدعو کیا جس پر حکومت پنجاب کی ایک بااثر شخصیت نے پرنسپل جناب عبدالسلام قریشی اور مجھ پر اظہار ناراضگی کیا حالانکہ دعوت دینے سے ہمارا کوئی تعلق نہ تھا۔ معلوم ہوا کہ ہمارے تبادلے کے احکام جاری ہو رہے ہیں۔ میں ان دنوں کچھ پریشان تھا۔ انہی ایام میں میرے بڑے بیٹے طاہر جمیل نے خواب دیکھا کہ وہ اور ابا جان (غازی صاحب) ایک جنگل میں کھڑے ہیں۔ سامنے سے ایک شخص تلوار ہاتھ میں لئے چلا آ رہا ہے۔ میں نے محسوس کر لیا کہ یہ ابا جان پر حملہ کرنے والا ہے پس میں دفاع کے لئے دو تین قدم آگے بڑھ گیا۔ وہ شخص ذرا دور ہی تھا کہ میں نے مڑ کر ابا جان کی طرف دیکھا مگر اب ابا جان کی بجائے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑے پایا۔ میں احتراماً پیچھے ہٹ گیا۔ میرے دل میں فوراً خیال آیا کہ یہ شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ آور ہوگا۔ جس طرح صحابہ اکرام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع کے لئے جان قربان کر دیتے تھے۔ آج میں بھی آپ کے لئے جان کی بازی لگا دوں گا۔ اتنے میں وہ شخص

قریب آگیا۔ میں اس سے لڑنے کے لئے قدم بڑھانے ہی والا تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کر کے منع فرما دیا۔ میں حسب الحکم کھڑا ہو گیا۔ تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی اور اس نے عرض کیا کہ آپ مجھے مسلمان بنا لیں۔ چنانچہ وہ اسلام لے آیا اور میں بہت خوش ہوا۔ اتنے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ طاہر جمیل یہاں کوئی مسجد قریب میں ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) قریب ہی ایک پرانی مسجد ہے۔ فرمایا آؤ مغرب کی نماز پڑھ لیں۔ ہم آپ کے ہمراہ مسجد میں داخل ہوئے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت کرائی اور ہم دونوں آپ کی اقتدا میں کھڑے ہو گئے۔ نماز کے بعد دعا فرمائی۔ میں ابھی مغرب کی سنتیں ادا کر رہا تھا کہ آنکھ کھل گئی۔

صبح جب طاہر جمیل نے اپنا یہ خواب غازی صاحب کو سنایا تو وہ بے انتہا خوش ہوئے اور کالج جا کر پرنسپل صاحب کو بتایا کہ بے فکر ہو جائیے ہمارا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا اور واقعی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے ہمارے خدشات دور ہو گئے۔

ميجر ڈاکٹر طاہر جمیل 26 جنوری 1955ء کو پیدا ہوئے۔ کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور سے ایم بی بی ایس کا امتحان پاس کیا۔ دو سال آرمی میں سروس کر کے تین سال کے لئے سعودی عرب چلے گئے جہاں ان کو مزید دو بار حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بابرکت کا شرف حاصل ہوا۔ آج کل پاک فوج میں ڈاکٹر کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ غازی احمد صاحب کے دوسرے بیٹے اور بڑی بیٹی بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بابرکت سے مشرف ہو چکے ہیں۔ (من الظلمات الی النور" صفحہ 105 تا 106 سے ماخوذ)

305- سابقہ رمضان شریف سے پہلے مجھے سید نذیر حسین شاہ ہاشمی صاحب سکنہ



لالیاں (ضلع جھنگ) کا خط موصول ہوا۔ میں سمجھا میری کتاب کا مطالعہ کیا ہوگا اور اس سلسلہ میں گفتگو کرنا چاہتے ہوں گے۔ ایک روز لاہور جاتے ہوئے لالیاں ان کے مطب میں پہنچ گیا۔ شاہ صاحب سے اپنا تعارف کرایا تو انہوں نے مجھے گلے لگا لیا اور بہت خوش ہوئے۔ میں نے دریافت کیا آپ نے میری کتاب کا مطالعہ کیا ہے یا نہیں۔ بولے مجھے تو آپ کی کسی کتاب کا علم نہیں نہ ہی میں آپ کے نام سے آشنا ہوں۔ میں نے عرض کیا پھر آپ نے کالج کے پتہ پر مجھے نوازش نامہ کیسے ارسال فرمایا۔ فرمانے لگے کہ یہ ایک راز ہے جو میں میانی آکر بتاؤں گا۔ میں نے کہا جناب عمر رسیدہ اور ضعیف ہیں۔ میں خود حاضر ہو گیا ہوں۔ فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک پیغام آپ کے نام میرے پاس امانت ہے اور مجھے ہدایت کی گئی ہے کہ میں آپ کے یہاں جا کر آپ کو بتاؤں۔ شاہ صاحب کا ارشاد سن کر میں قدرے پریشان ہو گیا۔ میری پریشانی بھانپ کر شاہ صاحب نے فرمایا پریشان نہ ہوں خوشی کا پیغام ہے۔

29 رمضان المبارک کی شام شاہ صاحب میانی تشریف لائے۔ روزہ افطار کر کے فرمایا اگر صبح عید کا اعلان ہو گیا تو کھانے کے بعد گھر واپس چلا جاؤں گا تاکہ عید اہل خانہ کے ساتھ مناؤں۔ نماز مغرب کے بعد میں شاہ صاحب کے پاس بیٹھ گیا اور دھڑکتے دل کے ساتھ ان کی باتیں سننے لگا۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ میری دائیں ٹانگ میں سرطان کا شدید مرض لاحق ہو گیا تھا۔ پاؤں کے زخم سے ہر وقت خون رستا رہتا تھا جس سے ٹانگ کی جسامت کم ہونے لگی اور چلنے پھرنے کے لئے میں بیساکھیوں کا استعمال کرنے لگا۔ ایک روز عزیز کار میں ڈال کر مجھے میو اسپتال لاہور لے گئے۔ معائنہ کے بعد ڈاکٹر صاحب نے کہا سرطان کی وجہ سے ٹانگ بیکار ہو چکی ہے۔ ٹانگ کو نہیں بچایا جا سکتا۔ اس کا کاٹنا ضروری ہو گیا ہے۔ رات کے قیام کے لئے ہم نے ہوٹل میں کمرہ لے لیا۔ عشاء کی نماز ادا کرنے ہوٹل کی مسجد میں بیساکھیوں کے

سارے پہنچ گیا۔ بعد نماز لوگ چلے گئے اور میں مسجد میں تلاوت قرآن مجید میں مشغول ہو گیا۔ تلاوت کے دوران بار بار یہ خیال آتا رہا کہ اے اللہ اب کوئی ڈاکٹر تو میری ٹانگ بچا نہیں سکتا لیکن آپ کی رحمت مجھے شفا یاب کر سکتی ہے۔ یا اللہ آپ کرم فرمائیں تو ناممکن کام بھی ممکن ہو سکتے ہیں۔ دو بجے کے قریب نیند غالب آگئی۔ میں قرآن حکیم بند کر کے مسجد ہی میں لیٹ گیا۔ خواب میں دیکھا کہ ایک خوبصورت مکان ہے جس میں کثرت سے لوگ آ جا رہے ہیں۔ میں نے ایک شخص سے اس کی وجہ دریافت کی۔ اس نے کہا مکان کے اندر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہیں۔ یہ سنتے ہی میں عالم خواب میں اٹھ کھڑا ہوا اور بیساکھیوں کے سارے چلتا ہوا مکان کے اندر پہنچ گیا۔ دیکھا تو سامنے حضرت نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور بہت سے لوگ آپ کے ارد گرد باادب سر جھکائے بیٹھے ہیں۔ میں آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور نہایت ادب و احترام سے سلام عرض کیا۔

فرمایا کیسے آنا ہوا؟ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں آپ کی خدمت میں اپنے مرض کے ازالے کے لئے دعا کی درخواست لے کر حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا ”صبح گھر چلے جاؤ۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے گا۔“ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سن کر مجھے یقین ہو گیا کہ انشاء اللہ میں صحت یاب ہو جاؤں گا۔ اب نہ آپریشن کی ضرورت ہے نہ ٹانگ کٹوانے کی۔ میں نے سلام عرض کیا اور واپس ہونا چاہا تو آپ نے فرمایا ”میرے قریب کھڑے ہوئے ان صاحب کو جانتے ہو؟“ میں نے عرض کیا جناب میں ان سے واقف نہیں۔ آپ نے فرمایا ”یہ میرے رفیق ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ہیں۔ ان کی بات سن کر جانا۔“

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سن کر میں نہایت ادب و احترام کے ساتھ حضرت صدیق اکبرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام پیش کیا۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے سلام کا مشفقانہ جواب دیا اور اپنی جیب سے ایک کانڈ نکال کر

میرے سامنے کیا۔ اس پر الفاظ رقم تھے ”پروفیسر غازی احمد۔ پرنسپل گورنمنٹ انٹر کالج۔ بوچھال کلاں۔ ضلع جہلم“۔ فرمایا غور سے پڑھ لو اور یاد رکھو۔ میں نے عرض کیا جناب میں نے آج تک نہ یہ نام سنا اور نہ انہیں جانتا ہوں۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے اس پر فرمایا۔ ”غازی احمد وہ شخص ہے جسے میرے حبیب مکرم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی نے اسلام کی دولت سے نوازا ہے۔ آپ غازی احمد کے گھر جا کر نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ پیغام دینا کہ ”غازی احمد خدمت اسلام کے لئے کمر بستہ ہو جاؤ“۔

شاہ صاحب نے بتایا کہ میں صبح کی نماز کے بعد ہوٹل میں واپس آیا اور عزیزوں سے کہا۔ چلو گھر واپس چلیں۔ مجھے اب آپریشن کی حاجت نہیں۔ مجھے شفا کی بشارت مل چکی ہے۔ چنانچہ ہم ٹیکسی لے کر واپس لالیاں پہنچ گئے اور تھوڑے ہی عرصہ میں میری ٹانگ بالکل درست ہو گئی۔ شاہ صاحب نے ٹانگ دکھائی جو بالکل صحیح حالت میں تھی۔ پاؤں کا زخم مندمل ہو چکا تھا۔ زخم کا صرف نشان دکھائی دیتا تھا۔ میں نے عرض کیا شاہ صاحب! جس شخص کو سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نگاہ شفقت سے نوازیں۔ اس کی تمام جسمانی اور روحانی بیماریاں دور ہو جاتی ہیں۔ یہ اسلام کا زندہ معجزہ ہے۔

یا رب صل وسلم داغما ابدًا علی حسیک خیر الخلق کلہم

اتنے میں ریڈیو پر صبح کی عید کا اعلان ہوا اور شاہ صاحب گھر کے لئے روانہ ہو گئے۔ ان کی طرز رفتار سے پتہ چلتا تھا کہ ان کی ٹانگ میں کبھی کوئی تکلیف ہوئی ہی نہیں۔ اس خواب کے بعد جب بھی کبھی مجھے کسی جلسہ میں تقریر کی دعوت موصول ہوتی ہے تو حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام گرامی میری نگاہوں کے سامنے آ جاتا ہے اور اسی کی تعمیل کی نیت سے جاتا ہوں (من الظلمات الی النور۔ صفحہ 133 تا 136 سے ماخوذ)

306- دو تین دوسرے دوستوں نے بھی اسی نوعیت کے خواب دیکھے ہیں جن میں مجھے (پرنسپل غازی احمد صاحب) ارشادات نبوی علیہ التحيه والنسليم کی تعمیل کی سعادت حاصل کرتے دیکھا ہے۔ ایک دوست نے بتایا کہ میں ایک عمارت میں جانا چاہتا ہوں جس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں مگر دروازے پر ایسا ستادہ کچھ حضرات مجھے اندر جانے سے روک دیتے ہیں کہ تمہاری قماش کے لوگوں کو اندر جانے کی اجازت نہیں۔ میں یہ بات سن کر رونے لگتا ہوں۔ اتنے میں غازی صاحب سے ملاقات ہو جاتی ہے۔ وہ مجھے روتا ہوا دیکھ کر تسلی دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میں اندر جانے کا طریقہ بتا دوں گا پھر انشاء اللہ تمہیں اجازت مل جائے گی۔

ایک دوست نے بتایا کہ ایک مقام پر آپ (پروفیسر غازی احمد صاحب) قرآن مجید کا درس دے رہے ہیں اور بہت سے لوگ درس سن رہے ہیں۔ میں نے خواب ہی میں پوچھا آپ کس حکمت کے تحت اس مقام پر درس دے رہے ہیں؟ تو آپ نے بتایا کہ اس جگہ درس دینے کا ارشاد حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ دو ایک اور دوستوں نے بھی اسی قسم کے خوابوں کے بارے میں بتایا ہے۔ میں اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھتا ہوں کہ اسلام نے مجھے عزت و احترام کے اس مقام پر لاکھڑا کیا ہے کہ میرا پورا خاندان مل کر بھی وہاں تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا۔ یہ سب اسلام کی برکت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو پکا سچا مومن بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ دنیاوی عزت اور وقار تو محض عارضی چیزیں ہیں۔ سب سے بڑی عزت تو آخرت کی کامیابی ہے۔

لطف دنیا کے ہیں کے دن کے لئے کھو نہ جنت کے مزے ان کے لئے  
(من الظلمات الی النور۔ صفحہ 136 تا 137 سے ماخوذ)

307- جناب نور حسین جو اس زمانے میں ہرنائی (بلوچستان) میں کیشن ایجنٹ تھے

علامہ اقبالؒ سے شدت سے عقیدت رکھتے تھے اور لاہور کو ”مدینہ محمد اقبالؒ“ کا نام دیتے تھے۔ انہوں نے مارچ 1937ء میں علامہ اقبالؒ کو اپنا یہ خواب تحریر کر کے تعبیر دریافت کی تھی۔

”بندہ گنبد خضرا کے اندر پالتی مارے بیٹھا ہے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم مقبرے کے چبوترے پر بیٹھے ہیں۔ چہرہ خوفناک ہے، آنکھیں ماتھے پر ہیں۔ خوف اور کراہیت ہو رہی ہے۔ تھوڑی دیر بعد صورت منقلب ہوتی ہے۔ چہرہ مبارک نورانی، ڈاڑھی نصف سیاہ نصف سفید ہے۔ رات کی جگہ دن ہے۔ پھر صورت منقلب ہوتی ہے۔ چہرہ بست نورانی ہے۔ تیس بتیس کاسن ہے۔ سر پر بال پٹے رکھتے ہیں۔ ڈاڑھی چھوٹی چھوٹی سیاہ۔ پھر چوتھی حالت پیدا ہو گئی ہے۔ آپ کاسن 19، 18 سال کا ہے۔ سبزہ آغاز نوجوان ہیں۔ بندے نے حضرت اقبالؒ کے کلام سے پڑھنا شروع کیا ہوا ہے۔ جو ہی علامہ اقبالؒ کے کلام سے بندہ نے شعر پڑھا تو آپ نے بھی حضرت اقبالؒ کے کلام کو اسی طرح پڑھنا شروع کر دیا۔ بندہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بالکل آمنے سامنے جیسے استاد شاگرد یا دوست دوست۔ حضرت علامہ اقبالؒ کے کلام کو دہراتے اور داد دیتے ہیں۔ سرور کا وہ عالم ہے جس کی کیفیت تحریر میں نہیں آ سکتی۔“

علامہ اقبالؒ نے جواب میں فرمایا کہ میں فن تعبیر سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ البتہ عام مسلمانوں کی طرح میرا بھی یہ عقیدہ ہے کہ حضور رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت خیر و برکت کا باعث ہے۔ گذشتہ دس پندرہ سال میں کئی لوگوں نے مجھ سے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے حضور رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کو جلالی رنگ میں یا سپاہیانہ لباس میں خواب میں دیکھا ہے۔ میرے خیال میں یہ علامت احیائے اسلام کی ہے۔ (انوار اقبال مرتبہ بشیر احمد ڈار۔ صفحہ 215 تا 216، اقبال اکادمی، کراچی، مارچ

(1967ء)

308- پہلی مرتبہ جون 1979ء میں کتاب ”سیرت النبیؐ بعد از وصال النبیؐ شائع ہو

کر جب اہل سنت والجماعت (دیوبندی و بریلوی مسلک) اور اہل حدیث کے ہاتھوں میں پہنچی تو بے حد مقبول ہوئی تھی۔ اسی زمانہ میں محمد عبدالحمید صدیقی (مولف / مصنف کتاب ہذا) نے ایک رات خواب دیکھا کہ وہ لکھنے پڑھنے میں مشغول ہے کہ ایک بزرگ حد درجہ حسین و جمیل دو چھوٹے چھوٹے بچوں کو اپنی دونوں بغلوں میں دابے میرے کمرے میں داخل ہوتے ہیں اور انہیں میری گود میں چھوڑ کر یہ کہہ کر چلے جاتے ہیں کہ یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پوتے ہیں (بیٹے کے بیٹے) یہ دونوں بچے اس قدر حسین ہیں کہ الفاظ میں میں ان کا حسن بیان کرنے سے قاصر ہوں۔ وہ دونوں فوراً "بعد میری گود سے نکل کر ایک دوسرے سے الجھ پڑتے ہیں۔ نچلا بیٹھنا جانتے ہی نہیں۔ میں چوں کہ کوئی نہایت اہم مضمون لکھ رہا ہوں ان کے متواتر لڑنے سے قدرے ترش رو ہو کر کہتا ہوں کہ "بچو خاموش رہو"۔ مگر اس نصیحت یا تنبیہ (Admonition) کے الفاظ کے ساتھ ہی بے چین ہو جاتا ہوں کہ آپ کے پوتوں کو تو نے اتنا بھی کیوں کہا۔ تجھے اس کا کوئی حق نہیں پہنچتا۔ اتنے ہی میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آتے ہیں۔ میں انتہائی ادب سے سلام عرض کرتا ہوں اور آبدیدہ ہو کر آپ سے عرض کرتا ہوں کہ میں معاف کیا جاؤں۔ مجھ سے سو ہو گیا ہے۔ میں نے یہ جانتے ہوئے کہ یہ آپ کے پوتے ہیں انہیں تنبیہ کی ہے۔ مجھے ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا۔ اس پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ کوئی بات نہیں تم بڑے ہو اور اپنے دہن مبارک سے کچھ نکالا جو میں نے اپنے دائیں ہاتھ کی انگلیوں پر لے لیا اور اشارہ کر کے فرمایا اسے اس بچہ کے منہ میں دیدو۔ میں نے حسب الحکم وہ اس بچہ کے منہ میں دیدیا اور اس کے ساتھ ہی میری آنکھ کھل گئی۔ نماز فجر کی اذانیں ہو رہی تھیں۔ چوں کہ تعبیر واضح تھی اس لئے میں نے اس کا کسی سے ذکر نہ کیا (غیر مطبوعہ)

میری کتاب ”سیرت النبیؐ بعد از وصال النبیؐ“ نے بریلوی اور دیوبندی مسلک کے علماء اور عوام کو ایک دوسرے کے قریب لانے میں نہایت اہم کردار ادا کیا ہے اور بجز ان علماء سو کے جن کا کام ہی لڑانا اور اپنا الو سیدھا کرنا ہے سب ہی ایک دوسرے کو برداشت کرنے لگے ہیں کیونکہ بقول مولانا سردار محمد یعقوب خاں صاحب شاگرد رشید شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سردار احمد لائل پوری ”اہل سنت“ کے گروہوں میں اعتقاد کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں۔ محض لفظوں کے ہیر پھیر نے حقیقت کو معمہ بنایا ہوا ہے۔“ حقیقت بھی یہی ہے۔ فروعی اختلاف ہیں۔ حقیقی اختلاف کوئی نہیں۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی قدس سرہ نے ہمیشہ یہی ارشاد فرمایا کہ علمائے دیوبند کا کوئی علیحدہ مسلک نہیں ہے۔ دیوبندی اور بریلوی کوئی علیحدہ مکتبہ فکر نہیں۔ دونوں فقہ حنفیہ کے ہی پیروکار ہیں اور دونوں میں فروعی اختلافات کے مقابلہ میں جو نہایت قلیل ہیں ہم خیالی بہت زیادہ ہے۔ نفاذ اسلام اور استحکام پاکستان کے لئے ان دونوں میں اتحاد و اخوت کا ہونا مشکل مسئلہ نہیں۔ امت کا متحد ہونا عالم اسلام کی تجدید نو کے لئے نہایت ضروری ہے۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا تھا کہ اگر حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلویؒ نماز کی امامت کر رہے ہوں اور اتفاق سے وہاں میرا گذر ہو جائے تو میں ان کی امامت میں ضرور نماز ادا کروں گا کیوں کہ بہر حال وہ اسلام ہی کے نام پر کام کر رہے ہیں۔

حضرت مولانا تھانوی قدس سرہ نے حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ کے وصال کی جب خبر سنی تو بے اختیار دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے۔ دعا کے بعد فرمایا کہ مولانا احمد رضا خاں نے ہم پر کفریہ فتوے اس لئے لگائے کہ انہیں یقین تھا کہ ہم نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی ہے۔ اگر وہ یہ یقین رکھتے ہوئے



بھی کفر کا فتویٰ نہ لگاتے تو خود کافر ہو جاتے۔ حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ نے فرمایا کہ مولانا احمد رضا خاںؒ کی بخشش تو ان ہی فتویوں کی وجہ سے ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تمہیں ہمارے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے اتنی محبت تھی کہ اتنے بڑے عالموں کو بھی معاف نہ کیا۔ تم نے سمجھا کہ انہوں نے توہین رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ہے اور ان پر کفر کا فتویٰ لگا دیا۔ جاؤ اسی ایک عمل پر ہم نے تمہاری بخشش کر دی۔“

علامہ احمد سعید کاظمیؒ بریلوی مسلک کے اعتدال پسند بزرگ تھے۔ جامعہ اسلامیہ بھاوپور میں گیارہ برس شیخ الحدیث رہے اور اسی زمانہ میں علامہ شمس الحق افغانیؒ (دیوبندی) شیخ التفسیر رہے۔ لیکن دونوں میں کبھی کھٹ پٹ نہ ہوئی۔ شیرو شکر ہو کر رہے اور لوگوں نے اس ”قران السعدین“ کا منظر کھلی آنکھوں دیکھا۔ علامہ کاظمیؒ فرماتے تھے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں کو مسلمان بنایا اور ہمارے علماء مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہیں اور محض ذاتی مفاد کے لئے مسلمانوں کو آپس میں لڑاتے ہیں۔ مدرسہ انوار العلوم ملتان آپ کی یادگار ہے۔ اس کی مسجد میں اذان سے پہلے صلوٰۃ و سلام نہیں پڑھا جاتا۔ اس ضمن میں فرماتے تھے کہ اذان مقدم ہے۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ اور اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلویؒ کے درمیان بہت سے مسائل میں اختلاف رائے تھا مگر حضرت تھانویؒ چوں کہ جید عالم اور بزرگ تھے اس لئے منصب کی بے حرمتی پر سخت گرفت فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت بریلویؒ کا اسم گرامی کسی نے آپ کے سامنے بغیر مولانا کے خالی ”احمد رضا“ لیا۔ بس حضرت تھانویؒ بگڑ گئے۔ اس کو خوب ڈانٹا اور غصہ ہوئے۔ معلوم ہوا کہ ادب اور اختلاف دو جداگانہ چیزیں ہیں۔ ہم مسلمانوں کو چاہئے کہ فروعی اختلافات کے باوصف آپس میں مل جل کر الفت و محبت کے ساتھ رہیں۔

معا" ایک واقعہ یاد آگیا۔

دور غلامی میں ایک مرتبہ احناف اور اہل حدیث میں "آمین" کہنے پر لڑائی ہوئی۔ جس میں کئی نمازی لوہان ہوئے۔ مقدمہ ایک انگریز جج کے سامنے پیش ہوا۔ اس نے فریقین کو سننے کے بعد کہا کہ "آمین" نہ تو جائیداد ہے نہ زمین نہ دھن دولت پس لڑائی کے کیا معنی۔ حدیث کی جو روایت جس کو پہنچی ہے اس پر عمل کرے۔ وکلاء کے دلائل سننے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ مسلمانوں میں "آمین" کی تین قسمیں ہیں۔ ایک آمین بالجہر (زور سے) جیسے اہل حدیث کہتے ہیں۔ ایک آمین بالسر (آہستہ سے کہنا) جیسے احناف کہتے ہیں اور ایک آمین بالشر (لڑائی جھگڑے کے لئے آمین کہنا) چونکہ مقدمہ آمین بالشر سے متعلق ہے اس لئے میں دونوں کو سزا دیتا ہوں۔

یاد رہے "فساد العلماء اشد الفساد"۔ علماء کو معاشرے میں نہایت بلند مقام حاصل ہوتا ہے۔ جب یہی آپس میں لڑنے لگیں تو معاشرہ کو بربادی سے کوئی نہیں بچا سکتا کہ علماء کا فساد بدترین فساد ہے۔ نمک جب خود ہی خراب ہو جائے جو گوشت کو خراب ہونے سے بچانے کے لئے اس پر لگایا جاتا ہے تو پھر گوشت کو خراب ہونے سے کون بچا سکتا ہے۔ مسلمانوں کو آپس میں جوڑنے کی ضرورت ہے نہ کہ توڑنے کی۔ بہت ہو چکا۔ خدا را اب ہوش میں آ جاؤ۔

سب سے بڑا یہ فرض ہے اس وقت تمہارا جو تفرقہ آپس کے ہیں ان سب کو مٹا دو متحد ہو کر دین کی خدمت کرو ورنہ اللہ تعالیٰ دشمنان دین کے اندر دین اسلام کے مداح اور خدمت گار پیدا فرما دے گا اور تم خدمت دین اور خدمت انسانیت کے عظیم انعام سے محروم کر دیئے جاؤ گے۔ میری دعا ہے۔

آگہی یا رب عطا کر ہم کو اس کی شان کی ہے اطاعت جس کی شرط ناگزیر ایمان کی

مولای صل و سلم داغما" ابد" علی جیبک خیر الخلق کلم  
309- مستی گیٹ، لاہور کے مشہور و معروف حکیم اور عالم جناب نیر واسطی" ستمبر  
1965ء کی پاک بھارت جنگ کے زمانہ میں مدینہ طیبہ میں مقیم تھے۔ پاکستان آکر  
جنگ کی بابت ریڈیو پاکستان لاہور سے اپنے تاثرات بیان کرتے فرمایا تھا:

کہ لاہور کی ایک خاتون جو گذشتہ 18 سال سے مدینہ منورہ میں مقیم ہے اور  
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کی جالی کے پاس بیٹھی رہتی ہے اس  
نے بتایا کہ 6 ستمبر 1965ء کو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جس قدر پریشان  
دیکھا اس سے پہلے آپ کو کبھی اتنا پریشان نہ دیکھا تھا۔

ایک بزرگ جو روزانہ روضہ اطہر (علی صاحبہا صلوة و سلاما") پر مجھ سے ملتے  
تھے 6 ستمبر 1965ء کو کہیں نظر نہ آئے۔ ان کے ایک مرید نے بتایا کہ وہ جہاد کے لئے  
پاکستان چلے گئے ہیں۔

ایک اور بزرگ نے بتایا کہ غزوہ بدر کے تمام شہداء پاکستان پہنچ چکے ہیں تاکہ  
جہاد میں شرکت کر سکیں (الکھنگری از ممتاز مفتی۔ صفحہ 679) (یہ کتاب مجھ کو جناب  
ڈاکٹر محمد جاوید حیدر ایم ایس سی۔ پی ایچ ڈی (امریکہ) نے برائے مطالعہ دی تھی۔ جس  
کے واسطے میں ان کا ممنون ہوں)۔

ماہ اکتوبر 1965ء روز نامہ جنگ میں کئی خبریں اس موضوع پر شائع ہوئی تھیں  
جن میں بھارتی قیدیوں کے بیانات بھی شامل تھے جن سے صاف ظاہر تھا کہ بھارتی  
سپاہی پاکستان کی اس فوج سے خائف تھے جو تلواروں سے لڑتی تھی اور جس کی  
تلواروں سے بجلی کے شعلے نکلتے تھے۔

ہر نوع اور ہر طبقے کے لوگوں سے ایسے خواب تواتر سے ثابت ہیں جن میں  
انہوں نے مرنے کے بعد روحوں کو ایسے کام کرتے دیکھا جنہیں وہ زندگی میں نہ کر سکتے  
تھے۔ مثلاً "ایک دو روحوں کو لشکر جرار کو شکست دے دینا وغیرہ (روح و روحانیات از

امام ابن قیم۔ مترجمہ اردو۔ صفحہ 203)

افسوس پاکستان کو اب تک کوئی ایسا سربراہ نصیب نہیں ہوا جو مجاہدانہ شان سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اللہ تعالیٰ کے نام پر دشمنوں سے جنگ کرتا اور مسلمان نوجوانوں کو اس کام کے لئے تیار کرتا۔ ”غزوہ ہند“ اب دور کی بات نہیں جس میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود شرکت فرمائیں گے۔ پوری اسلامی دنیا میری اس بات کو نوٹ کر لے۔ یہ ”سریہ نہیں“ ”غزوہ“ ہو گا انشاء اللہ (مصنف)

310۔ جناب آفتاب احمد طارق علم دوست اور دیندار ہونے کے ہمراہ انسانیت اور شرافت کا مرقع ہیں۔ آپ نے سیرت النبیؐ بعد از وصال النبیؐ میں سے مسبغات عشر اور زیارت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وظیفہ کے پمفلٹ ہزاروں کی تعداد میں شائع کرا کے لوگوں میں تقسیم کئے ہیں۔ اس وظیفہ پر عمل کرنے سے کئی حضرات کو زیارت بابرکت کا شرف بھی حاصل ہوا ہے۔ ایسا ہی ایک واقعہ پیش کیا جاتا ہے۔ 1994ء کی بات ہے۔ جلال پور بھٹیاں تحصیل حافظ آباد میں آفتاب احمد طارق صاحب کے چچا ڈاکٹر نور محمد صاحب (قادری میڈیکل ہال) کی میز پر یہ پمفلٹ رکھا ہوا تھا کہ ایک روز ڈاکٹر صاحب مرحوم کے قدردان نوجوان محمد طفیل سپرا ولد غلام محمد سپرانے یہ پمفلٹ پڑھا جس سے ان کا دل و دماغ اس قدر متاثر ہوا کہ اسی رات زیارت بابرکت نصیب ہو گئی۔ خواب میں دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مکان پر تشریف لائے ہیں۔ ان کی خوشی کی انتہا نہیں رہتی اور وہ خوب خاطر و مدارات کرتے ہیں۔ صبح آنکھ کھلی تو نوجوان کے اندر انقلاب آچکا تھا۔ اب وہ پانچوں وقت پابندی سے نماز پڑھتے ہیں۔ ڈاڑھی رکھ لی ہے اور دین کی خدمت کو اوڑھنا بچھونا بنا لیا ہے۔ اور اکثر یہ شعر گنگاتے رہتے ہیں۔

دن کو انہی کی روشنی شب کو انہی کی چاندنی  
 سچ تو یہ ہے کہ روئے یار شمس بھی ہے قمر بھی ہے  
 (غیر مطبوعہ)

311- مکہ معظمہ میں بچوں کو حرم میں داخل ہونے کی اجازت نہیں لیکن مسجد  
 نبوی (علیٰ صاحبہا صلوٰۃ و سلاما) میں بچے کھیلیں یا شور مچائیں تو انہیں کوئی  
 نہیں روکتا۔ پاکستان کا ایک فوجی افسر عمرہ کرنے کے لئے ایک مہینہ کی چھٹی پر  
 یہاں آیا تھا۔ اس نے دیکھا کہ مسجد نبوی (علیٰ صاحبہا صلوٰۃ و سلاما) میں بچے  
 شور مچا رہے ہیں تو اسے بے حد غصہ آیا۔ کہنے لگا یہ سراسر بے ادبی ہے۔ اس  
 نے بچوں کو ڈانٹا۔ اس پر اس کے ساتھی نے جو مدینہ منورہ کی ڈپنٹری کا ڈاکٹر تھا  
 اس کو منع کیا کہ وہ بچوں کو نہ ڈانٹے۔ نظم و نسق کے قائل افسر نے سنی کی ان  
 سنی کر دی۔ رات کو دونوں میں اس موضوع پر بحث چھڑ گئی۔ ڈاکٹر نے کہا حضور  
 اقدس صلی اللہ علیہ وسلم یہ پسند نہیں کرتے کہ بچوں کو ڈانٹا جائے۔ اسی رات  
 افسر نے خواب دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور  
 خشمگین لہجے میں فرمایا۔ ”اگر آپ مسجد میں بچوں کی موجودگی پسند نہیں  
 کرتے تو مدینے سے چلے جائیے۔“

صبح انہیں پاکستان کے فوجی ہیڈ کوارٹر سے ایک تار موصول ہوا جس میں اس  
 افسر کی چھٹی منسوخ کر دی گئی تھی اور اسے ڈیوٹی پر حاضر ہونے کا حکم دیا گیا تھا۔ یہ  
 واقعہ ڈپنٹری کے ڈاکٹر نے جناب قدرت اللہ شہاب کو سنایا تھا (”بلیک“۔ صفحہ 238 تا

(239)

312- قیام پاکستان کے وقت 1947ء میں سکھوں نے حمیدہ کے گاؤں پر حملہ کر  
 دیا۔ دس سال کی حمیدہ کو اپنے ساتھ لے گئے اور تین سال بعد اسے لہنا سنگھ کی

بیوی بنا دیا۔ حمیدہ کور کو لہنا سنگھ کی والہانہ محبت بھی اپنا نہ سکی۔ وہ رات دن اس عذاب سے نکلنے کی فکر میں رہتی۔ یہاں تک کہ ایک دن ہندوستانی پولیس حمیدہ کو پاکستان چھوڑ گئی جہاں کوشش بسیار کے بعد اس کے والدین کا پتہ چل گیا مگر ماں باپ نے اسے حقارت سے ٹھکرا دیا۔ وہ برادری کی وجہ سے مجبور تھے کیوں کہ وہ حمیدہ کور کی شکل میں ایک سکھ کی بیوی رہ چکی تھی جس سے اس کے دو بچے بھی تھے۔

حالات سے تنگ آ کر رو اور گڑ گڑا کر حمیدہ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ مجھ پر میرا وطن تنگ ہو چکا ہے۔ ماں باپ تک نے گھر کا دروازہ بند کر دیا ہے۔ میرے لئے دنیا میں کوئی پناہ گاہ نہیں۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے اپنے قدموں میں بلا لیجئے۔ آپ کے قدموں میں امان پانے کی خواہش حمیدہ کے دل میں جنون کی صورت اختیار کر گئی لیکن مدینہ منورہ پہنچنے کے لئے روپیہ کی ضرورت تھی۔ روپیہ حاصل کرنے کے لئے اس نے اپنا جسم بیچنا شروع کر دیا اور ایک دو سال میں رقم اکٹھی کر کے عازم مدینہ طیبہ ہوئی مگر جوں جوں مدینہ منورہ کے قریب ہوتی گئی اس کے دل پر وحشت بڑھتی چلی گئی یہ خیال کر کے کہ حرام کی کمائی سے کس منہ سے مدینہ طیبہ میں داخل ہوگی۔ ناپاک جسم لے کر کس طرح مسجد نبوی (علی صاحبہا صلوة و سلاما) میں حاضری دے سکتی ہے۔ یہ سوچ سوچ کر روتے روتے حمیدہ کا برا حال ہو گیا۔ اسی عالم میں اس کی آنکھ لگ گئی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود تشریف لائے اور فرمایا ”حمیدہ اٹھو۔ رنجیدہ مت ہو۔ دیکھو تمہارا جسم کس قدر پاکیزہ ہے۔“ حمیدہ نے دیکھا تو اس کا جسم منور تھا۔ جاگی تو اس نے اپنے آپ کو مسجد نبوی (علی صاحبہا صلوة و سلاما) میں پایا۔ حمیدہ اب مدینہ طیبہ ہی میں مقیم ہے (”لبیک“ از جناب ممتاز مفتی۔ صفحہ 207، ناشر: التحریر، کبیر اسٹریٹ، اردو بازار، لاہور)

یہ کتاب مطالعہ کے لئے مجھے جناب ایس، ایم ناظم عثمانی مقیم اسلام آباد نے عنایت فرمائی جس کے واسطے میں ان کا ممنون ہوں۔ ایک سکہ بند سوشلسٹ اور مانے ہوئے دانشور کی جب آنکھ کھل جاتی ہے تو وہ کس قدر بانکا اور رسیلا مسلمان ثابت ہوتا ہے۔ ”بلیک“ سے الرجی کی ضرورت نہیں۔ میں تو کہوں گا ہم سب کو اس کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

313- 1922ء کی ایک شام جوش ملیح آبادی اپنے بچوں کے مستقبل کے بارے میں غور کر رہے تھے اور سمجھ میں نہ آتا تھا کہ اپنی آمدنی اور جائیداد کیونکر بڑھائیں کہ ایک لہر آئی اور نعت کہنے لگے۔

اے کہ ترے جلال سے ہل گئی بزم کافری

رعش خوف بن گیا، رقص بتان آذری

نعت کہہ کر کھانا کھا کر سو گئے۔ صبح ہوتے یہ خواب دیکھا کہ ایک تانباک چہرے کے مرد بزرگ میرے سامنے کھڑے ہوئے ہیں اور چاند ان کا طواف کر رہا ہے۔ میں پہچان کر ان کے قدموں پر گر گیا اور ان کے نعلین پر اپنا منہ ملنے لگا۔ انہوں نے سہارا دے کر مجھے اٹھا لیا۔ میں نے روتے ہوئے پوچھا کیا آپ وہی میرے رسول ہیں جنہوں نے اپنا دیدار لڑکپن میں مجھے کرایا تھا۔ یہ سن کر مسکرا کر ارشاد فرمایا۔ ہاں میں وہی تمہارے پہلے خواب کا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں۔ یہ سنتے ہی میں ان کے قدموں پر گر کر ان کے نعلین سے منہ رگڑ رگڑ کر رومنے لگا۔ میرے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ”اٹھ کھڑے ہو“۔ میں ہاتھ باندھ کر ان کے روبرو کھڑا ہو گیا۔ انہوں نے فرمایا ”تم ہنسنے کے لئے بنے ہو روتے کیوں ہو“ اور یہ کہتے ہی میری پائنتی کی جانب اشارہ کر کے حکم دیا کہ ”تم اس شخص کے پاس چلے جاؤ“۔ میں نے نگاہ اٹھائی تو دیکھا کہ ایک بادشاہ سر جھکائے اور ہاتھ باندھے کھڑا ہوا ہے۔ میں نے کہا ”اے میرے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ کون ہے؟“ انہوں نے فرمایا ”یہ نظام دکن



ہے تم کو دس برس تک اس کے زیر سایہ رہنا ہے۔“ یہ سن کر میرا دل یکایک اس طرح دھڑکنے لگا کہ اس کی ضرب پیہم سے میری آنکھ کھل گئی اور روتے روتے میری ہچکیاں بندھ گئیں۔ میرا کمرہ قریب آدھ گھنٹہ تک ایسی خوشبو سے مہکتا رہا جس کا بیان ممکن نہیں۔ خود میرے پاس سے خوشبو کی لپٹیں نکلتی رہیں جنہیں میری بیوی اور کئی دوسرے عزیزوں نے محسوس کیا (یادوں کی برات از جوش ملیح آبادی۔ تیسرا ایڈیشن صفحہ 201 تا 206 سے اقتباس)

یہی ہوا کہ بلا آخر جوش صاحب جیسے نازک مزاج 1924ء کے اوائل میں حیدر آباد دکن پہنچ گئے۔ نظام تک رسائی ہوئی جنہوں نے کہا کہ نواب عماد الملک نے لکھا ہے کہ نوجوان ہونے کے باوجود تمہاری شاعری میں اساتذہ کی سی پختگی ہے۔ اپنی کوئی چیز سناؤ۔ جوش نے مطلع سنایا۔

ملا جو موقع تو روک دوں گا جلال روز حساب تیرا  
پڑھوں گا رحمت کا وہ قصیدہ کہ ہنس پڑے گا عتاب تیرا  
نظام کے چہرے پر پسندیدگی کا رنگ دوڑ گیا۔ زیر لب ”واہ“ کہا اور جب جوش نے یہ شعر پڑھا۔

جڑیں پہاڑوں کی ٹوٹ جاتیں، فلک تو کیا، عرش کانپ اٹھتا  
اگر میں دل پر نہ روک لیتا، تمام زور شباب تیرا  
تو نظام نے جھوم کر کہا ”بہت اچھا۔ بہت اچھا۔ بہت اچھا“۔ پوری غزل سن کر کہا ”بوڑھے ہو کر استاد جلیل یہ تمہارے ہم پایہ ہو جائیں گے“۔ پھر نواب مہدی یار جنگ نے نظام کو جوش کا پورا خواب سنایا تو نظام کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور کہا تو یہ کہو کہ سرکار دو عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جوش کو میرے سپرد فرما دیا ہے۔ یہ کہا اور اپنے دونوں ہاتھ سینے پر رکھ کر جھک گئے اور تمام دربار پر گہرا سکوت چھا گیا۔ اس بازیابی کے ایک ہفتہ بعد جوش کا عثمانیہ یونیورسٹی کے شعبہ دارالترجمہ میں مترجم کی

حیثیت سے تقرر کر دیا گیا۔ جوش صاحب نے وہاں دس سال خدمت انجام دی۔  
 آموں کا گھریج آباد ہندوستان کی تہذیبی جنت یعنی لکھنؤ (یوپی) سے 13 میل کی مسافت  
 پر واقع ہے۔ یہاں 1896ء میں جوش پیدا ہوئے تھے اور 23 فروری 1982ء کو اسلام  
 آباد میں وفات پائی۔ ”یادوں کی برات“ جوش صاحب کی آپ جیتی ہے اور معلومات کا  
 خزانہ۔ ہر مرد کو جس کا مطالعہ کرنا چاہئے مگر خواتین کے لئے سفارش نہیں کروں گا  
 کیونکہ اس کے اندر کچھ ایسا مواد بھی موجود ہے جو اگر نہ ہوتا تو بہتر تھا۔

314- تذکرۃ المولوی دو حصوں میں از مولانا محمد عبدالرحمن ابوطاہر القادری پروفیسر  
 سینٹ زاویرز کالج۔ کلکتہ۔ مطبع مفید عام۔ آگرہ سے 1330ھ میں شائع ہوئی  
 تھی۔ اس کے پہلے حصہ میں مجتہد زماں مجدد دوراں حضرت مولانا سید  
 عبدالقادر شمس القادری المعروف سید شاہ مرشد علی القادری الحسینی والحسینی  
 البغدادی اصلاً ”والمیدنی پوری مولدا“ و ”مدفنا“ کے حالات زندگی و کرامات کا ذکر  
 ہے اور حصہ دوم میں آپ کی تعلیمات بیان کی گئی ہیں۔ مولانا سید عبدالقادر  
 کلکتہ سے 80 میل دور میدنی پور میں 27 ویں شب رمضان المبارک کہ وہ شب  
 جمعہ و شب قدر بھی تھی 1268ھ مطابق 16 جولائی 1852ء کو پیدا ہوئے اور وہیں  
 27 شوال 1318ھ مطابق 10 فروری 1901ء کو شب یک شنبہ وصال فرمایا۔ آپ کا  
 شمار بنگال کے عظیم ترین بزرگوں میں ہوتا ہے۔ اس کتاب کے دونوں حصے برائے  
 مطالعہ مجھے جناب ناظم عثمانی نے عنایت فرمائے تھے جس کے واسطے میں ان کا  
 شکر گزار ہوں۔ پاکستان کا کوئی پبلشر کاش انہیں پھر شائع کرے تو انشاء اللہ عوام کو  
 بہت فائدہ ہوگا۔

پروفیسر مولانا محمد عبدالرحمن کے احباب میں مسٹر یوسف علی بار ایٹ لاء تھے  
 جن کا کسی مذہب پر اعتقاد نہ تھا اور جو بے حد آزاد منش تھے۔ ایک روز ان کے ایک  
 دوست نے ان سے کہا: میاں کب تک تاریکی میں پڑے رہو گے۔ مولانا سید

عبدالقادر (حضور) کے مرید ہو جاؤ، ایماندار بن جاؤ گے۔ تم جیسے کئی ملحدوں کو وہاں جا کر ایمان پاتے دیکھا ہے۔ بیرسٹر صاحب ایک دن دل کڑا کر کے حضور کی خدمت میں حاضر ہو ہی گئے اور کہا میں مرید ہونے کے لئے آیا ہوں۔ حضور نے حسب دستور انہیں بیعت کر لیا۔ بیعت ہونے کے بعد بیرسٹر صاحب نے کہا کہ آپ نے جن ہدایات پر مجھے عمل کرنے کو کہا ہے وہ مجھ سے نہ ہو سکیں گی اور میں جہاں ہوں وہی رہوں گا۔ چند روز غائب رہنے کے بعد ایک دن حاضر ہوئے اور کہا مجھے کوئی وظیفہ مرحمت نہیں ہوا۔ حضور نے متبسم ہو کر فرمایا کیوں جی بے نماز کا وظیفہ چاہتے ہو۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ بیرسٹر صاحب میں تبدیلی آنے لگی اور آخر کار وہ نہایت دین دار، نمازی اور متقی و پرہیزگار بن گئے۔ دینی تعلیم مطلقاً نہ تھی لیکن دینی نکات اس خوبی سے بیان کرتے کہ بہت سے مولویوں کو بھی یہ بات حاصل نہ تھی۔ ایک مترجم قرآن مجید تھا شب و روز جس کی تلاوت کرتے اور تمام باتوں کی سند اسی سے دیا کرتے تھے۔ فرماتے قرآن مجید ایسی کتاب ہے جس کو پڑھ کر انسان ہرگز سیر نہیں ہو سکتا۔ جس قدر پڑھے گا اسی قدر اس کے محاسن معلوم ہوتے چلے جائیں گے۔ جس سال ان کا انتقال ہوا اس سے دس ماہ پہلے 15 رمضان المبارک کی شب انہیں خواب میں حضور پیرو مرشد کی زیارت حاصل ہوئی (حضور کا وصال کئی سال پہلے ہو چکا تھا)۔ حضور نے فرمایا آئندہ ربیع الثانی کے بعد ایک دو تین کو تمہیں رحلت کرنی ہے آمادہ ہو جاؤ۔ صبح بیدار ہوئے تو برخلاف تشویش و وحشت مسرت و اہتمام کا یہ عالم تھا کہ اشتیاق سفر آخرت میں بالکل مست ہو رہے تھے۔ آنکھوں کے سامنے خوشی کا سماں تھا۔ پہلے موت سے ڈرتے تھے لیکن اب بیان کرتے وقت مارے خوشی کے باچھیں کھلی جاتی تھیں۔ جس شب رحلت کے وقت کا علم ہوا اسی تاریخ سے بالکل تارک الدنیا ہو کر گوشہ نشین ہو گئے تھے۔ شب و روز ذکر و فکر، مراقبہ و مشاہدہ، نماز اور تلاوت میں مشغول رہتے تھے۔ جمادی الثانی کی تیسری تاریخ کو پاس انفاس سے ذکر ”اللہ ہو“ کرتے رہی

عالم بقا ہو گئے۔ رحمہ اللہ رحمتہ "کاملہ"۔

ایک روز بعد نماز مغرب حضور پیر و مرشد کی خانقاہ شریف میں محفل میلاد منعقد ہوئی جس میں بیرسٹر یوسف علی نے بھی شرکت کی۔ فرماتے ہیں کہ جب میلاد خوانوں نے پڑھنا شروع کیا تو یکایک کیا دیکھتا ہوں کہ ایک لٹ و دق میدان ہے۔ جہاں میں بیٹھا ہوں نہ مسجد نظر آتی ہے اور نہ اہل محفل نظر آتے ہیں۔ صرف میلاد خوانوں کی آواز میرے کانوں میں آتی ہے اور وہ بھی بدلی ہوئی یعنی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ چار پانچ برس کے بچے کچھ پڑھ رہے ہیں۔ اس کے بعد دیکھا کہ ایک مرصع تخت پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف رکھتے ہیں اور آپ کے ہمراہ غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی بھی ہیں۔ دیکھتے دیکھتے وہ تخت آنحضرت کو لے کر اس قدر بلندی پر پہنچ گیا کہ ان ستاروں سے جن کی روشنی لاکھوں برس میں زمین تک پہنچتی ہے اس سے بھی پرے نکل گیا۔ برابر اسی طرح اوپر کی طرف چڑھتا رہا یہاں تک کہ ثابت و سیاروں کے سلسلہ سے اس قدر زیادہ بلند ہو گیا کہ جس کا بیان نہیں ہو سکتا۔ جس قدر تخت بلند ہوتا جاتا تھا میری نظر بھی اس قدر تیز ہوتی جاتی تھی اس لئے میں ان دونوں حضرات کو برابر اسی طرح دیکھ رہا تھا جس طرح سے پہلے دنیا کے میدان میں بہت ہی قریب سے دیکھا تھا۔ یہ خواب کی طرح نہ تھا۔ یوں دیکھنے سے مجھ کو نہایت وثوق کے ساتھ معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو قوت معجزہ بخشی ہے اس سے قانون قدرت میں حسب ضرورت استثناء ہو سکتا ہے (تذکرہ المولوی حصہ دوم صفحہ 127 تا 129)

بیرسٹر صاحب اس واقعہ سے قبل معراج شریف کو صرف روحانی سمجھتے تھے لیکن اب ان کو یقین ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو روحانی نہیں جسمانی معراج شریف حاصل ہوئی تھی۔

جو لوگ معراج جسمانی کے منکر ہیں ان سے دریافت کیا جائے کہ آیا وہ براق

کے آنے کے قائل ہیں یا نہیں۔ اگر وہ براق کے آنے کو تسلیم کرتے ہیں تو یقیناً ”  
معراج مبارک بھی جسمانی طور پر ہوئی تھی۔ نزول براق نے معراج جسمانی کا مسئلہ حل  
کر دیا ہے۔ ویسے بھی اب تو جدید سائنس نے تصدیق کر دی ہے کہ معراج مبارک  
روحانی نہیں جسمانی تھی۔ (مفصل جواب کے لئے دیکھئے میری کتاب ”51 سوالات معہ  
جوابات (حصہ اول)“ میں سوال ”معراج النبیؐ پر سائنسی روشنی میں نوٹ لکھئے“۔

315- محمد بن عبداللہ مہلبی نے خواب دیکھا کہ میں فلاں کے چبوترے پر ہوں۔  
رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ٹیلے پر رونق افروز ہیں اور آپ کے سامنے  
حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کھڑے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا  
یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ شخص مجھے اور حضرت ابوبکرؓ کو گالیاں دیتا  
ہے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے یہاں لاؤ۔ وہ لایا گیا تو  
وہ عمانی تھا جو حضرات شیخینؓ کو گالیاں دینے کے لئے مشہور تھا۔ فرمایا اسے لٹاؤ  
اور ذبح کر دو۔ انہوں نے اسے لٹا کر ذبح کر دیا جس کی چیخوں سے میں جاگ  
اٹھا۔ سوچا اسے جا کر خواب سناؤں تو شاید توبہ کر لے۔ جب میں اس کے گھر پہنچا  
تو رونے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ رات کسی نے  
عمانی کو اس کی چارپائی پر ذبح کر دیا ہے۔ میں نے قریب جا کر دیکھا تو کان سے  
کان تک اس کی گردن پر سرخ لائن تھی جیسے خون رکا ہوا ہو (کتاب الروح از  
علامہ حافظ ابن القیمؒ صفحہ 293 تا 294۔ نفیس اکیڈمی۔ اردو بازار۔ کراچی)  
امام حافظ ابن القیمؒ نے کتاب و سنت کی روشنی میں روح کی بابت 21 مختلف  
سوالات کے جوابات تحریر فرمائے جو آپ کی حیات میں شائع نہ ہو سکے۔ بعد میں  
مختلف ناموں سے شائع ہوتے رہے مثلاً ”سرالروح۔ روح و روحانیت۔ کتاب  
الروح۔ اس میں روحوں کے بارے میں خواہ وہ زندوں کی روحوں ہوں یا مردوں  
کی تمام مسائل جمع کر دیئے گئے ہیں۔ اس موضوع پر یہ کتاب آج بھی لاجواب“

بینظیر و بے مثال ہے۔

316- ایک رات نیند سے بیدار ہو کر حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ نے اپنی اہلیہ فاطمہ بنت عبد الملک سے فرمایا کہ میں نے ابھی ایک مسرت انگیز خواب دیکھا ہے۔ پھر نماز فجر کے بعد تنہائی میں اپنا خواب سنایا۔ فرمایا کہ میں ایک سرسبز و شاداب وسیع زمین پر ہوں۔ معلوم ہوتا ہے وہاں زمردیں فرش بچھا ہوا ہے۔ اتنے میں وہاں ایک سفید چاندی کا بنا ہوا محل نظر آیا جہاں سے ایک شخص اعلان کرتا ہے کہ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں؟ اتنے میں آپ تشریف لا کر محل میں داخل ہو جاتے ہیں۔ پھر اس محل سے دوسرا شخص باہر آ کر بہ آواز بلند کہتا ہے کہ ابو بکر بن ابی قحافہ کہاں ہیں؟ حضرت ابو بکر صدیقؓ بھی اسی محل میں داخل ہو جاتے ہیں۔ پھر ایک اور شخص محل سے نکل کر اعلان کرتا ہے کہ عمر بن خطاب کہاں ہیں؟ اتنے میں حضرت عمر تشریف لا کر محل میں داخل ہو جاتے ہیں۔ پھر ایک اور شخص آ کر اعلان کرتا ہے کہ عثمان بن عفان کہاں ہیں؟ وہ بھی محل میں داخل ہو جاتے ہیں۔ پھر ایک اور شخص نکل کر اعلان کرتا ہے کہ علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟ حضرت علیؓ بھی تشریف لا کر محل میں داخل ہو جاتے ہیں۔ پھر ایک اور شخص محل سے نکل کر اعلان کرتا ہے کہ عمر بن عبدالعزیزؓ کہاں ہیں؟ آخر میں بھی اٹھ کر محل میں داخل ہو جاتا ہوں۔ میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچتا ہوں۔ آپ کے چاروں طرف آپ کے اصحابؓ ہیں۔ میں دل میں سوچ رہا ہوں کہ کہاں بیٹھوں۔ آخر اپنے نانا حضرت عمرؓ کے پاس بیٹھ جاتا ہوں۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکرؓ کے درمیان ایک اور بزرگ بیٹھے ہیں۔ میں دریافت کرتا ہوں کہ یہ کون ہیں؟ بتایا جاتا ہے کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ پھر مجھے نور کے پردے کے پیچھے سے آواز آتی ہے کہ اے عمر بن عبدالعزیز جس راہ پر قائم ہو

اسے مضبوطی سے پکڑے رہو اور اس پر جے رہو۔ پھر مجھے باہر جانے کی اجازت مل جاتی ہے۔ پیچھے مڑ کر دیکھتا ہوں تو میرے پیچھے پیچھے حضرت عثمانؓ یہ کہتے تشریف لا رہے ہیں۔ ”الحمد للہ۔ اللہ نے میری مدد فرمائی اور آپ کے پیچھے حضرت علیؓ یہ کہتے آ رہے ہیں۔ ”الحمد للہ۔ اللہ نے مجھے معاف کر دیا۔“ (کتاب الروح صفحہ 69 تا 70)

317- ایک شخص نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ کے پاس آ کر کہا کہ میں نے حضرت رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ کی دائیں جانب حضرت ابوبکرؓ اور بائیں جانب حضرت عمرؓ ہیں۔ آپ ان دونوں کے آگے بیٹھے ہیں۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے فرماتے ہیں کہ اے عمر جب تم عمل کرو تو ان دونوں (ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) جیسے عمل کرنا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ نے اس شخص سے قسم کھلوا کر پوچھا تم نے یہ خواب دیکھا ہے۔ اس نے قسم کھا کر یقین دلایا تو آپ پر گریہ طاری ہو گیا (کتاب الروح صفحہ 71)

318- روزنامہ ”نوائے وقت“ لاہور مورخہ 19 جنوری 1946 میں یہ خواب شائع ہوا تھا:

”قائد اعظم دربار نبویؐ میں“

ہزارہ سے جناب محمد افضل خان بی اے نے حسب ذیل اطلاع عوام کی آگاہی کے لئے مہیا کی ہے:

انہی دنوں (وسط جنوری) پامال شریف۔ علاقہ غیر۔ سرحد ہزارہ کے ایک ضعیف العمر سفید ریش بزرگ زیارت حرمین شریفین سے واپس تشریف لائے ہیں۔ بے حد معمر بزرگ ہیں۔ سر، بھوس، ریش مبارک بالکل سفید ہے اور بڑھاپے کی وجہ سے کمر جھک گئی ہے۔ یہاں آپ نے جا بجا حلقاً بیان کیا کہ میں نے مدینہ منورہ میں روضہ اطہر کے متصل ایک خواب دیکھا کہ حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بہ نفس



نفس تشریف فرما ہیں اور آپ کے ساتھ شانہ بشانہ ایک لمبے معمر صاحب سر پر ٹوپی پنے کھڑے ہیں اور پیچھے لوگوں کا بے پناہ ہجوم ہے۔ کسی نے آپ سے دریافت فرمایا کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ ٹوپی والے صاحب کون ہیں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا ”تم نہیں جانتے؟ محمد علی جناح ہیں۔ اور یہ لوگ سب کے سب مجاہد ہیں۔“ پھر حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے آب زم زم کی بہت سی مقدار لے کر جناح اور ان کے ساتھیوں پر چھڑکی۔

خواب دیکھنے والے بزرگ غستان کے رہنے والے ہیں۔ جنہیں ممالک غیر تو درکنار خود اپنے ملک کا بھی پورا پتہ نہیں۔ نہایت ضعیف، سادہ لوح اور معصوم صورت انسان۔ کانگریس، مسلم لیگ اور سیاست حاضرہ وغیرہ اور واقعات ہند سے بالکل نابلد ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے لفظ جناح پہلی بار حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے اسی خواب میں سنا اور وہیں مجھے اس نام والے مجاہد سے عقیدت و محبت ہو گئی۔ اگر عمر نے وفا کی تو میں جناح صاحب کا جو حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر ہیں ضرور ویدار کروں گا۔ انہوں نے لوگوں سے دریافت کیا کہ جناح صاحب کون ہیں اور کس قسم کا جہاد کر رہے ہیں؟ میں انہیں کب اور کہاں مل سکوں گا؟

قائد اعظم ایک شیعہ خاندان میں پیدا ہوئے لیکن خود کو شیعہ کہنا یا کہلانا پسند نہ فرمایا بلکہ جس وقت کوئٹہ میں ایک شیعہ وفد آپ سے ملا اور اس نے جوں ہی یہ کہا کہ آپ ہمارے فرقہ سے ہیں تو آپ نے پوری جرات سے فرمایا "No I Am a Muslim" (نہیں میں مسلمان ہوں) وہ شیعہ، سنی، وہابی، پنجابی، بلوچی، پٹھان یا سندھی بننے کی بجائے اپنی قوم کو صرف "مسلمان" بننے کی تلقین فرماتے رہے۔ اینگلو عربک کالج۔ دہلی میں مسلم طالبات اور خواتین کے ایک جلسہ میں نومبر 1946 کو فرمایا "ہم جنگ و جدل نہیں چاہتے لیکن جنگ کو ختم کرنے کے لئے بھی ہمیں طاقتور ہونا ہوگا

تاکہ دوسروں کو پتہ چلے کہ اگر انہوں نے مسلمانوں کے خلاف جنگ شروع کی تو انہیں بے ہمد نقصان ہوگا۔ مسلمانوں کی نجات اسی میں ہے کہ وہ متحد ہو جائیں۔ وہ شیعہ، سنی اور وہابی کے امتیازات کو بلائے طاق رکھ دیں۔ وہ صوبائی تعصبات کو بھی خیرباد کہہ دیں۔ بعض مسلمان کہتے ہیں کہ وہ پنجابی ہیں۔ بعض اپنے کو بنگالی کہتے ہیں۔ ایسا طریق فکر مسلمانوں کے لئے سخت مضر ہے۔ ہم صرف اسلام کے خادم ہیں۔ اس وقت مسلمانوں کو اٹھا ہونے کی ضرورت ہے۔ انتشار اور اختلافات ہم کو بہت پیچھے کر دیں گے جس سے دوسری اقوام پورا فائدہ اٹھائیں گی۔ ہمت مردانہ اور استقلال سے کام کرنا چاہئے۔ باتیں کم اور کام زیادہ ہونا چاہئے۔ تنقید اور پروپگنڈے سے صداقت کبھی زائل نہیں کی جاسکتی۔“

قائد اعظمؒ میں احساس گناہ اس قدر تھا کہ جس وقت پٹنہ (صوبہ بہار۔ بھارت) میں 25 دسمبر 1938ء کو حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کا بھیجا ہوا وفد آپ کی خدمت میں پیغام نماز لے کر پہنچا تو آپ نے اس کی گفتگو سن کر نہایت ندامت کے لہجہ میں فرمایا ”میں گنہگار ہوں۔ خطاکار ہوں۔ آپ کو حق ہے کہ مجھے کہیں۔ میرا فرض ہے کہ میں اسے سنوں۔۔۔ الخ۔“ جب نماز شروع کی تو مسنون طریقہ سے۔ جب کبھی باجماعت نماز پڑھنے کا اتفاق ہوا تو سوار اعظم کی مسجد ہی میں نماز ادا کی۔ یہاں تک کہ آپ کی نماز جنازہ بھی شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے مسنون طریقہ پر پڑھائی۔ آپ کی ہمیشہ بیگم فاطمہ جناح کی موجودگی میں آپ کی تجہیز و تکفین مسنون طریقہ پر ہوئی۔ غرض آخر وقت تک صحیح معنی میں مسلمان رہے اور کسی فرقہ سے منسلک نہ ہوئے۔ زندگی میں آپ کو جو مقام حاصل ہوا اس سے کہیں زیادہ اعلیٰ ارفع مقام بعد وصال نصیب ہوا (مشاہدات و واردات از منشی عبدالرحمن خان۔ پھلیک۔ ملتان شہر صفحہ 144 تا 145 سے ماخوذ۔ ناشر: ایم ثناء اللہ خان۔ 26 ریلوے روڈ۔ لاہور)

319- قائد اعظمؒ اپنے ایک معتمد خاص کو جن کا ان کی روحانی تربیت میں بہت زیادہ دخل تھا اپنی وفات سے قبل ایک خاص مشن پر حجاز جانے کا امر فرما چکے تھے۔ ان صاحب کے منشی عبدالرحمن خان سے خاص تعلقات تھے۔ آپ نے ایس۔ ایس۔ محمدی جہاز سے منشی صاحب کو 17 ستمبر 1948 کو خط لکھا جس میں تحریر تھا۔ ”12 ستمبر 1948ء کو پانی کے اس جہاز کی روانگی تھی کہ حضرت قائد اعظمؒ کا انتقال ہو گیا۔ یہ ایسا اچانک صدمہ تھا کہ طبیعت قابو میں نہ رہی۔ سامان جہاز پر چھوڑا اور خود نماز جنازہ میں شمولیت کے لئے واپس کراچی شہر آیا۔ اللہ کا شکر ہے کہ کندھا دیا اور اپنے ہاتھ سے حضرت قائد اعظمؒ کو قبر میں اتارا۔ ان کا وزن بمشکل پندرہ بیس سیر ہوگا۔ جب میں نے سر کی طرف کا بند کھولا اور پیشانی پر آخری بوسہ دیا تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی نہایت ہی میٹھی گہری نیند سو رہا ہے۔ سکرات موت کے کوئی اثرات نہ تھے۔ قوم کا غم آخر اس بوڑھے جنرل کو قبر میں لے گیا۔“ اس خط سے چند یوم بعد محترم اسد ملتانی کا 28 ستمبر 1948ء کا گرامی نامہ منشی صاحب کو ملا جس میں قائد اعظمؒ کی تکفین کا یوں حال درج تھا: ”ان کے لئے کوئی خاص تابوت نہیں بنوایا گیا بلکہ قریب کی مسجد سے ایک عام گھوڑا منگایا گیا۔ اس میں معمولی کھجور کے پتوں والی چٹائی بچھائی گئی۔ کفن کے لئے بھی بالکل معمولی لٹھا ڈپو سے منگایا گیا۔ گھوڑے پر صرف پاکستانی جھنڈا ڈالا گیا۔ دیگر کسی قسم کی قیمتی چادر وغیرہ نہ ڈالی گئی۔ جھنڈے کے اوپر سر کی جانب تھوڑے سے پھول رکھے ہوئے تھے۔ البتہ قبر پر پھولوں کے انبار لگ گئے۔ روزانہ پھول ہٹا دیئے جاتے ہیں اور پھر نئے پھولوں کا انبار لگ جاتا ہے۔ ابھی تک رات دن قرآن خوانی کا سلسلہ جاری ہے اور لوگوں کا ہجوم رہتا ہے۔ اس مرد خدا نے عجیب موت پائی ہے۔“

قائد اعظمؒ کے انتقال کے ساتھ ہی فضائے آسمانی صدائے قرأت قرآن پاک

سے گونج اٹھی۔ پاکستان کے گوشہ گوشہ سے بالخصوص اور دنیا کے کونے کونے سے بالعموم بلا کسی ترغیب و ترہیب والہانہ طور پر لاتعداد ختم قرآن ان کے حضور میں آخری خراج تحسین و عقیدت کے طور پر پہنچنے شروع ہو گئے۔ اگر کوئی بادشاہ، وزیر یا امیر اجرتاً بھی اتنے ختم قرآن اس طرح حاصل کرنا چاہتا تو ہرگز نہ کر سکتا۔ اور نہ کسی عوامی لیڈر نے ابتدائے آفرینش سے آج تک مرنے کے بعد اس قدر ختم قرآن حاصل کئے۔ واقعی۔

مرنا اس کا ہے کرے جس کا زمانہ ماتم ورنہ دنیا میں سبھی آئے ہیں مرنے کے لئے ابھی ختم قرآن کا سلسلہ جاری تھا کہ ماہ نومبر 1948ء میں ان معتمد خاص کے دو خطوط مدینہ منورہ سے منشی صاحب کو موصول ہوئے جن میں تحریر تھا کہ جو کام میرے سپرد ہوا تھا مولا کریم نے اسے پورا کر دیا۔ اس کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ یہ معتمد خاص مدینہ منورہ سے جب واپس آئے تو منشی عبدالرحمن خان صاحب کے مکان پر بھی تشریف لائے اور دیگر کوائف کے علاوہ یہ بھی بتایا کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کے خادم خاص حضرت آغا اسحق علی صاحب کے یہاں ٹھہرے تھے جو روضہ اقدس کے اندر جانے کے واحد مجاز ہیں۔ آغا صاحب نے بتایا کہ جس روز پاکستان میں قائد اعظم کا انتقال ہوا۔ اس روز انہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ بہت مسرور نظر آ رہے تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ”آج ہمارا دوست آ رہا ہے۔ اس کی آمد کی آپ بھی خوشی منائیں۔“ جب میں نے دریافت کیا کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ کون ہیں۔ تو ارشاد فرمایا ”محمد علی جناح۔“ ہم سب نے اس روز شیرینی وغیرہ پکائی اور وہاں سے یہ بشارت بھی لائے کہ ”پاکستان نہیں مٹے گا۔ اس کو مٹانے کی کوششیں کرنے والے ضرور مٹ جائیں گے۔“

آپ نے عند اللہ۔ عند الرسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور عند الناس قائد اعظم کا

مقام دیکھ لیا۔ اب دیکھیں کہ قائد اعظم کے دشمنوں کے نزدیک ان کا کیا مقام تھا۔ گاندھی کو آخر کار اعتراف کرنا پڑا کہ انہیں نہ کوئی خرید سکتا ہے اور نہ وطن و ملت کے خلاف استعمال کر سکتا ہے۔ بقول حضرت خواجہ حسن نظامی ”گاندھی جی کی جیب عمر عیار کی زنبیل ہے کہ بڑے بڑے موٹے موٹے آدمی ان کی جیب میں آجاتے ہیں اور وہ خود بھی چھوٹی سے چھوٹی جیب میں سما جاتے ہیں۔ مگر وہ نہ تو قائد اعظم کو جیب میں ڈال سکے اور نہ قائد اعظم نے انہیں اپنی جیب میں گھسنے دیا۔“

”ہندوستان ٹائمز“ نے لکھا: صرف تاریخ ہی اس امر کا فیصلہ کر سکتی ہے کہ آیا جناح کوئی مسجائے ملت تھا یا ایک قوم کا موس تھا۔ اچھا کیا یا برا کیا۔ اس سے قطع نظر اتنا ضرور ماننا پڑے گا کہ ان کے عزم بالجزم کے سامنے حقائق مٹ گئے اور خواب و خیال حقیقت کی شکل میں مجسم ہو کر دنیا کے سامنے آ گئے۔ انہوں نے اپنے زمانہ کی عظیم ترین شخصیت (گاندھی) کو لکارا اور بازی جیتی۔ ممکن ہے تاریخ ان کی فرقہ پرستی کی بناء پر انہیں نشانہ تنقید بنائے لیکن تاریخ انہیں ہرگز ہرگز فراموش نہیں کر سکتی۔ کیونکہ انہوں نے خود تاریخ بنائی ہے۔

مہا سبھائی آرگن روزنامہ ”پر بھات“ لاہور نے لکھا: ہمیں یہ اعتراف کر لینا چاہئے کہ محمد علی جناح ایک وکیل کی طرح اٹھے اور ہندوستان کے نکلڑے کرانے میں کانگریس جیسی عظیم الشان جماعت کو شکست دی۔ ان کی موت مسلمانوں کو زندگی بخشے والی ثابت ہو سکتی ہے۔ لاکھوں مسلمان نوجوان ان کا نام لے کر میدان میں اترا کریں گے۔ ہمیں اعتراف کر لینا چاہئے کہ متحدہ ہندوستان کی تمام طاقتیں اس ایک شخص سے شکست کھا گئیں۔ غیر جانبدار تاریخ لکھنے والے مجبور ہوں گے کہ محمد علی جناح کو دنیا کے بڑے آدمیوں میں شمار کریں۔ یقیناً وہ ایک بڑے آدمی تھے۔ نہ ہوتے تو تاریخ کا رخ نہ پلٹ سکتے۔

مسلمانوں کے صف اول کے دشمن روزنامہ ”ملاپ“ لاہور نے لکھا: متحدہ

ہندوستان نے مسٹر جناح سے زیادہ مضبوط، زیادہ مستقل مزاج اور زیادہ سخت آدمی آج تک پیدا نہیں کیا۔ مسٹر جناح نے اپنے سامنے جو آورش رکھا اس پر چٹان کی طرح قائم رہے۔ مخالفوں کے طوفان، نکتہ چینی کی آندھیاں، ناموافق حالات کا بھونچال کوئی بھی انہیں اپنی جگہ سے نہ ہلا سکا۔ انہوں نے کہا تھا کہ انڈین نیشنل کانگریس مسلمانوں کی نمائندہ جماعت نہیں اور عملی طور پر انہوں نے ثابت کر دیا کہ ان کی یہ بات درست ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہندوستان اور برطانیہ کو دو قوموں کی تھیوری تسلیم کرنی پڑے گی اور آخر کار دونوں نے عملی طور پر اس تھیوری کو تسلیم کیا۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان بن کر رہے گا اور آخر کار وہ دن آگیا جب وہ بات جسے ہم لغویت کی انتہا کہتے تھے اصلیت بن کر ہمارے سامنے آگئی۔ بے شک مسٹر جناح ایک زبردست قوت ارادی کے مالک تھے۔

کانگریس کے ہوا خواہ روزنامہ ”پرتاب“ لاہور نے لکھا: بعض انسان انسان ہوتے ہوئے بھی انسٹی ٹیوشن (Institution) بن جاتے ہیں۔ اس طرح ان کے سیاسی کارنامے اور حرکات غیر معمولی اہمیت اور پائیداری اختیار کر لیتے ہیں۔ ہمیں یہ ماننے میں چنداں تامل نہیں کہ مسٹر محمد علی جناح ان ہی لوگوں میں سے تھے جو ایک انسٹی ٹیوشن بن چکے ہیں۔ یہ بلا خوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ اگر پاکستان آج دنیا کے نقشے پر ہے تو مسٹر جناح کی بدولت۔ اگر مسٹر جناح نہ ہوتے تو پاکستان نہ بن پاتا۔ یہ ان کی دور درشا تھی جس نے سات سال پہلے دیکھ لیا تھا کہ کانگریسی لیڈر ان کا مطالبہ رد نہ کر سکیں گے۔ اس بات کو دل میں بٹھا کر آپ نے ایک مردہ قوم کو زندہ کیا۔ اور اس کا یہ نتیجہ نکلا کہ جس مطالبہ کی بابت ہندوستان کا سب سے بڑا لیڈر (گاندھی جی) یہ کہتا تھا کہ پاکستان میری قبر پر بنے گا۔ پاکستان 14 اگست 1947ء کو حقیقی شکل میں ان کے سامنے بن گیا۔

یہ خواب نمبر 319 مع دیگر مضمون منشی عبدالرحمن خان صاحب کی کتاب

”مشاہدات و واردات“ کے صفحہ 145 تا 153 سے لیا گیا ہے۔

بمبئی کے مشہور اخبار ”بلٹن“ نے لکھا ”مسٹر جناح نے کانگریس اور برطانیہ دونوں سے بڑی قیمت ادا کرائی۔ حکمت عملی میں دونوں کو یکساں مات دی اور جنگی نقل و حرکت و اقدام میں دونوں کو شکست فاش دی۔ دونوں کے لئے اس کے علاوہ چارہ نہ رہا کہ تقسیم ہند کو قبول کر کے پاکستان کے قیام پر راضی ہو جائیں۔ پاکستان کا وہ فلسفی اور قائد جاتا رہا جس نے اس کو زندگی عطا کی۔ (حیات قائد از رضوان احمد) قائد اعظم کی وفات 8 ذیقعدہ 1367ھ کو ہوئی تھی۔ ایک شاعر مہری پبلی . مصیبتی نے ”غلام رسول“ سے 1367ھ مادہ تاریخ نکالا۔ قطعہ تاریخ یہ ہے۔

اللہ کی نظر میں وہ بطل قبول تھے  
ملت کے پاسباں تھے مجسم اصول تھے  
مہری نے مرگ قائد اعظم پہ یہ کہا  
جنت ان ہی کی ہے وہ ”غلام رسول“ تھے

چودھویں صدی ہجری میں قائد اعظم سے بڑھ کر کسی نے امت محمدی کی خدمت نہیں کی اور عاشقان حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شاندار صف میں ممتاز مقام حاصل کیا۔

320- حضرت مولوی عبدالبصیر میاں کی ولادت 1279ھ میں ہوئی۔ آپ کے جد اعلیٰ صوبہ سرحد کے مشہور ولی کامل حضرت گل بابا میاں کی اولاد میں سے تھے جن کا مزار تور ڈھیر ضلع صوابی (صوبہ سرحد) میں واقع ہے اور جن کا سلسلہ نسب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی سے جاملتا ہے۔ ابتدائی تعلیم تور ڈھیر میں ہوئی۔ پھر پشاور کے مختلف مدارس میں آپ نے صرف و نحو، اصول فقہ اور عربی و فارسی کی کتابیں پڑھیں۔ اصول فقہ کی مشہور کتاب اصول الشاشی پڑھ رہے تھے کہ مدرسہ کے قریب ایک شخص کو دیکھا جو تمام رات رباب بجاتا رہا اور اس کے بعد دن



میں بھی اسی کام میں مشغول رہا۔ اسے دیکھ کر آپ کے دل میں خیال آیا کہ یہ شخص ایک غلط کام کے لئے پوری رات جاگتا ہے تو حصول علم کے لئے میں پوری رات کیوں نہیں جاگ سکتا۔ چنانچہ اسی دن سے آپ پوری پوری رات سبق یاد کرنے میں گزارنے لگے اور چند ہی دن میں پوری کتاب زبانی یاد کر لی۔ پشاور کے بعد علم حدیث و تفسیر کی تکمیل کے لئے یوپی (بھارت) کے مختلف شہروں بجنور، بانس بریلی، رامپور اور پبلی بھیت کے مدرسہ کفایت العلوم میں تشریف لے گئے ایک رات مسجد ڈومنی (پبلی بھیت۔ یوپی۔ بھارت) میں استراحت فرماتے تھے کہ خواب میں آپ کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بابرکت نصیب ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا ”عبدالبعیر پبلی بھیت میں شاہ جی میاں (حضرت شاہ جی محمد شیر میاں پبلی بھیت) کے دست حق پرست پر بیعت کر لو“۔ نیند سے بیدار ہوئے تو آپ پر عجیب کیفیت طاری تھی۔ صبح شاہ جی میاں کے مرید سید عنایت علی صاحب کے پاس گئے جو خواب سن کر بہت خوش ہوئے اور آپ کو ہمراہ لے کر شاہ جی میاں کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جوں ہی آپ شاہ جی میاں کی خدمت میں پہنچے تو انہوں نے ارشاد فرمایا مولوی صاحب آگئے۔ کتنے خوش نصیب ہو کہ تمہیں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرید ہونے کا حکم دیا اور مجھے مرید کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ 24 ربیع الثانی 1306ھ مطابق 28 ستمبر 1888ء بعد نماز مغرب آپ حضرت شاہ جی میاں کے حلقے میں شامل ہو گئے۔ ہمیشہ با وضو رہتے تھے۔ جب سے نماز فرض ہوئی تھی آخر دم تک کوئی نماز قضا نہیں کی۔ ناجائز روزی پر فاقے کو ترجیح دیتے تھے۔ بچپن ہی سے چہرہ پر بزرگی اور پاکیزگی کے آثار نمایاں تھے۔ حقیقی معنی میں فنا فی اللہ تھے۔ تو رڈھیر میں قیام ہوتا تو حضرت گل بابا میاں کے مزار پر تشریف لے جاتے اور اگر پبلی بھیت میں قیام ہوتا تو شاہ جی میاں کے مزار پر تشریف لے جاتے۔ وہیں

نماز مغرب کے بعد نوافل ادا کرتے، قصیدہ غوضیہ اور شجرہ شریف پڑھتے اور پھر مراقب ہو جاتے۔ آپ کا وصال 26 ربیع الاول 1344ھ کو ہوا۔ محمد بشیر میاں بریلوی نے نماز جنازہ پڑھائی۔ پھر پبلی بھیت میں اسی حجرے میں سپرد خاک کر دیئے گئے جس کے لئے آپ نے وصیت فرمائی تھی۔ 26 ربیع الاول کو ہندوپاک میں کئی مقامات پر آپ کا عرس منایا جاتا ہے (شکریہ روزنامہ جنگ۔ جمعہ ایڈیشن کراچی۔ 18 اگست 1995ء)۔

321۔ بوہڑہ لعل دیوان تھے اور شام چوراسی گاؤں (مشرقی پنجاب) کمالیانہ وصول کر کے دہلی کے خزانہ میں جمع کراتے تھے۔ ہر آسائش میسر تھی مگر اولاد نرینہ سے محروم تھے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کی دعا سے اس ہندو گھرانے میں حضرت عبدالنبی شامی المعروف بابا جیؒ 29 رمضان المبارک 1028ھ مطابق 30 اگست 1419ء کو پیدا ہوئے۔ جب سن تمیز کو پہنچے تو ہندو باپ بوہڑہ لعل نے ایک مسلمان استاد بچے کی تعلیم کے لئے مقرر کیا۔ سات سال کی عمر میں حضرت عبدالنبی شامیؒ نے حضرت شیخ سعدیؒ کی گلستان و بوستان ختم کی۔ ان کے اشعار کا دل پر ایسا اثر ہوا کہ استاد سے درخواست کی کہ مجھے دائرہ اسلام میں داخل کر لیا جائے۔ استاد کافی عرصہ پس و پیش سے کام لیتے رہے۔ ادھر آپ کی حالت دن بدن خراب ہوتی گئی۔ کھانا پینا چھوڑ دیا۔ اسی عالم میں ایک رات آپ کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بابرکت کا شرف حاصل ہوا۔ آپ نے بہ نفس نفیس حضرت عبدالنبی شامیؒ کو کلمہ طیبہ پڑھایا اور آپ کے استاد کو بھی خواب میں تاکید فرمائی کہ وہ عبدالنبی شامی کو تعلیم و تلقین فرمائیں۔ صبح ہوتے ہی استاد آپ کے پاس آئے اور دین اسلام کے ارکان کی تعلیم دی اور سید عبدالوہاب بادریؒ نے آپ کو کلمہ پڑھا کر نام عبدالنبی رکھا۔ قبول اسلام کے بعد آپ کو طرح طرح کی اذیتوں کا سامنا کرنا پڑا مگر آپ ثابت قدم رہے۔ جب جو روستم حد

سے بڑھ گیا تو سلطان پور چلے گئے جہاں علوم ظاہری کی تکمیل کے ساتھ حضرت حاجی عبداللہ کے دست مبارک پر سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت کی۔ حاجی صاحب نے آپ پر خصوصی توجہ فرمائی تاہم آپ اپنے پیر بھائی حضرت حاجی سید محمد طاہر عالم پوری کے مرید شمار ہوئے۔ آپ کے روحانی کمالات بہت ہیں۔ یہ بھی آپ کی کرامت تھی کہ جو بھی غیر مسلم عصر کے وقت آپ کے پر نور چہرہ کی زیارت کر لیتا اس کی زبان پر کلمہ طیبہ جاری ہو جاتا تھا۔ 1947ء میں سکھوں اور ہندوؤں کے مظالم سے بچنے کے لئے جس نے بھی آپ کے مزار میں پناہ لی محفوظ رہا۔ یہ بھی مشہور ہے کہ مزار مبارک کے احاطے میں جو کنواں تھا اس میں آپ نے اپنا لعاب دہن ڈال دیا تھا جس کی برکت سے اس پانی کے استعمال سے ہر قسم کی بیماری دور ہو جاتی تھی۔ 1905ء میں ہندوستان میں طاعون کی وبا پھیلی تھی۔ جس کسی نے اس کنوئیں کا پانی پیا اس وبا سے محفوظ رہا۔ بعد کو یہ کنواں خشک ہو گیا اور دوبارہ جاری نہ ہو سکا۔ شام چور اسی میں بعمر 118 سال آپ کا وصال 22 ربیع الاول 146ھ کو ہوا تھا (بشکریہ روزنامہ جنگ جمعہ ایڈیشن کراچی۔ 18 اگست 1995ء)

طاعون اور ہر دوسری وباء کے لئے یہ سات آیات منجیات اکسیر ہیں۔ علامہ ابن سرین نے بھی ان کا ذکر کیا ہے۔ صدیوں سے بزرگان دین کی آزمودہ ہیں۔ وباء کے علاوہ بھی مختلف مواقع پر آپ ان کا استعمال کر کے فائدہ اٹھاتے تھے۔ مجرب ترین عمل ہے۔ افضل صورت یہ ہے کہ ہر کام کے لئے ہر آیت معہ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھی جائے۔ وہ سات آیات مبارک یہ ہیں:-

- 1- قل لن یصیبنا..... المومنون ○ (سورہ توبہ آیت 51)
- 2- وان یمسک..... الرحیم ○ (سورہ یونس آء۔ 107)
- 3- وما من بابتہ..... کتاب المبین ○ (سورہ ہود آیت 6)

4- انی توکلنت.... صراط مستقیم ○ (سورہ ہود آیت 56)

5- وکاین من.... سمیع العلیم ○ (سورہ عنکبوت آیت 60)

6- مايفتح الله.... العزيز الحكيم ○ (سورہ فاطر آیت 2)

7- ولئن سالتهم.... متوكلون ○ (سورہ زمر آیت 38)

جو کوئی صبح شام ایک ایک بار ان کا ورد کر لیا کرے بہت فائدہ اٹھائے۔

معہ بسم اللہ پڑھا کریں۔

322- اپنے زمانہ کا مشہور ماہنامہ علمی رسالہ ”صوفی“ اس کے شمارہ ماہ صفر 1343ھ

مطابق ماہ ستمبر 1924ء میں صفحہ 42 تا 43 پر حسب ذیل خواب و واقعہ شائع ہوا

تھا:-

حضرت سجادہ نشین صاحب جلال پور شریف کا تصرف روحانی:

یہ خط میاں گل حسن صاحب سکنہ ڈھوک میاں غلام داخل بسالی ضلع روالپنڈی

نے حضرت صاحب سجادہ نشین متع المسلمین کی خدمت میں بھیجا لکھتے ہیں:

”ہمارے یہاں پانی کی سخت قلت ہے۔ کوئی کنواں یہاں نہیں۔ ایک رات

خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ایک جنگل میں سیر کر رہے

ہیں اور میں ہمراہ ہوں۔ آپ نے ایک جگہ ٹھہر کر پانی طلب کیا۔ میں نے عرض کیا کہ

یہاں پانی کہاں؟ اس پر آپ نے اپنا پانچ شاخ والا عصا مجھے مرحمت فرمایا اور حکم دیا

کہ اپنے پاؤں کی جگہ میں گاڑ دو۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ پھر ارشاد ہوا ”اسے نکالو“۔

میں نے بہت کوشش کی پر عصا اپنی جگہ سے نہ ہلا۔ دوبارہ حکم ملنے پر پھر ہمت کی پر

بے سو۔ آخر حکم ہوا کہ یہ عصا ہمت ہی سے نکالو گے۔ میں نے تیسری مرتبہ خوب

زور لگایا تو عصا زمین سے باہر نکل آیا اور اس کے ساتھ ہی پانی کے پانچ چشمے رواں

ہو گئے۔ میں نے اپنے ہاتھ دھو کر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پانی پلایا اور

خود بھی پیا۔ اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا ”اب تمام دنیا کے پینے کے لئے یہ

کنواں کافی ہے۔“ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ تہجد کا وقت تھا۔ اٹھ کر نماز ادا کی۔ صبح چند آدمیوں کے ساتھ اس مقام کو کھودنا شروع کیا جہاں رات کو عصا گاڑھا تھا۔ ایک گز کی کھدائی کے بعد معلوم ہوا کہ یہاں ایک پرانا کنواں ہے جو پر ہو چکا ہے۔ تین روز کھودنے کا کام جاری رہا۔ جب ساڑھے تین گز کھد چکا تو پانی کے نشان ظاہر ہوئے۔ اندازہ کیا گیا کہ اب پانی بہت جلد نکل آئے گا۔ پس کچھ مٹھائی منگوا کر درود شریف پڑھ کر تقسیم کی۔ لوگوں کو بلایا۔ ان کی مہمانی کی اور کنواں کھدوا کر صاف کر دیا۔ صفائی کے بعد خاکسار نے نیچے اتر کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ پانی نکلنے کے پانچ چشمے ہیں۔ کل کنواں آٹھ گز ہے۔ پانچ گز تعمیر شدہ اور تین گز پتھر کھود کر بنایا گیا ہے۔

یہ ایک واقعہ ہے۔ جو احباب کنواں دیکھنا چاہیں تحصیل راولپنڈی میں اسٹیشن مندرا کے راستہ سے بسالی گاؤں میں موضع ڈھوک میاں غلام داخل میں میاں گل حسن کے مکان کا پتہ پوچھ کر جاسکتے ہیں۔

(ماہوار علمی رسالہ ”صوفی“ بیادگار اعلیٰ حضرت سرتاج صوفیائے کرام قبلہ عالمیان سید حیدر شاہ صاحب جلال پوری نور اللہ مرقدہ۔ منڈی بہاؤ الدین۔ قیمت دو روپیہ سالانہ علاوہ محصول ڈاک۔ قیمت فی پرچہ تین آنہ)

323- ایک خاتون اولاد سے محروم تھی۔ کسی نے اس سے کہہ دیا کہ پالک کا ساگ کثرت سے استعمال کرنے والی عورت اولاد سے محروم نہیں رہتی۔ یہ حدیث ہے۔ وہ عورت ضرورت مند تھی اس نے اس حدیث کو سچ سمجھتے ہوئے خوب پالک کا ساگ کھانا شروع کر دیا اور کچھ عرصہ بعد واقعی اس کے یہاں اولاد ہو گئی۔ اسی زمانہ میں ایک رات اس کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بابرکت کا شرف حاصل ہوا۔ اس نے آپ کے حضور پالک والی بات کا ذکر کیا۔ یہ سن کر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ میری

حدیث نہیں ہے۔

اربعین میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے فرمایا کہ اگر صرف حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک کسی چیز سے مقرون ہو جائے تو اس سے فیوض و برکات کا ظاہر ہونا بعید نہیں بلکہ متیقن ہے۔ اس ضمن میں اسی کتاب کے اندر دو خواب نمبر 106 اور 126 بھی پڑھے۔

پالک کے ساگ میں چونکہ فولاد زیادہ ہوتا ہے اس وجہ سے صحت کے لئے مفید ہے۔ اس کا مزاج سرد تر ہے۔ خشکی دور کر کے بدن میں تروتازگی پیدا کرتا ہے۔ معدے کی ہاضمہ رطوبات کی ترشی بڑھاتا اور تیزابیت کم کرتا ہے۔ بدن میں رکے ہوئے زہریلے مادے نکال پھینکتا ہے۔ دائمی قبض رفع کرتا اور جگر کے فعل کو درست کرتا ہے۔ شریانوں کی غیر معمولی سختی دور کر کے ان کی قدرتی لچک بحال کرتا ہے۔

324- عبدالغفار ولد علی اختر سکند تحصیل تخت پڑی (ضلع راولپنڈی) کی عمر قریب 21 سال ہے۔ اس کی بھالی (زوجہ ارشد علی) کے بار بار اصرار پر میں (مصنف کتاب ہذا) نے اسے کثرت سے ”صلو علیہ والہ“ پڑھنے کو بتا دیا تھا۔ اول تو اس کا پڑھنا نہایت آسان ہے۔ دوم یہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ مبارک ہیں جن کی اہمیت کا اظہار میرے لئے ممکن ہی نہیں۔ (تفصیلات کے لئے دیکھئے میری کتاب ”سیرت النبیؐ بعد از وصال النبیؐ حصہ دوم کا خواب نمبر 163)۔ 22 اگست 1995 کو عبدالغفار کو ایک باڈی بلڈنگ کے مقابلہ میں حصہ لینا تھا۔ مقابلہ بہت سخت تھا۔ نماز مغرب کے بعد عبدالغفار نے دو رکعت نماز حاجت پڑھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور دل سے دعا کی کہ میں اچھی پوزیشن حاصل کروں۔ خیال و گمان سے بڑھ کر کامیابی حاصل ہوئی۔ جس پر سب کو بہت خوشی ہوئی۔ نماز عشاء کے بعد عبدالغفار بستر پر لیٹ گیا اور اس کا ذہن اچانک حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی کی طرف منتقل ہو گیا۔ ذہن میں کبھی آپؐ کا چہرہ

انور اور کبھی چلنا پھرنا آ رہا تھا۔ زندگی میں پہلی مرتبہ اس شدت سے عبدالغفار کے اندر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے محبت بیدار ہوئی تھی۔ اس نے رو رو کر اللہ پاک سے دعا مانگی کہ بے شک میں گنہگار رہوں مگر تیرا بندہ ہوں اور تیرے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا امتی ہوں۔ مجھے معاف کر دے اور آج کی شب مجھے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کرا دے۔ اس کا دل، آنکھیں اور جسم کا ہر ہر عضو نہایت ہی بے چین تھا۔ ترس رہا تھا۔ آنکھوں سے آنسو جاری تھے کہ یہی درود شریف ”صلو علیہ والہ“ دل سے پڑھنا شروع کر دیا۔ ابھی دو سو کے قریب ہی پڑھا تھا کہ نیند کا غلبہ ہونے لگا اور عبدالغفار دعا مانگ کر سو گیا۔ اسے کامل یقین تھا اور دل گواہی دے رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ اسے مایوس نہیں کرے گا۔ ویسے بھی اس کے خزانوں میں کسی چیز کی کمی نہیں۔ جب رات کو گہری نیند میں تھا دیکھا کہ روضہ اطہر (علیٰ صاحبہا صلوة و سلاما) پر بکثرت لوگ درود و سلام میں مشغول ہیں۔ خود بھی ان کے درمیان ایک کونے میں کھڑا نہایت ذوق و شوق اور انہماک سے ”صلو علیہ والہ“ پڑھ رہا ہے۔ یکایک حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سامنے تشریف لے آئے۔ اتنا حسین و جمیل چہرہ اس سے پہلے نہ دیکھا تھا۔ آپ مسکرا رہے تھے۔ ریش مبارک سفید تھی۔ ایک دندان مبارک نہ تھا۔ ہم سب آپ سے ملنے کے لئے بیتاب تھے مگر جب آپ نے فرمایا کہ میں آج کسی سے نہیں ملوں گا تو میں دھاڑیں مار کر رونے لگا اور عرض کیا کہ سرکار (صلی اللہ علیہ وسلم) میں ملاقات کے لئے نہایت بے قرار ہوں۔ میری گریہ و زاری پر آپ کو ترس آگیا اور ارشاد فرمایا۔ اچھا میں آتا ہوں۔ پھر آپ میرے پاس تشریف لائے۔ میں نے آپ کے دست مبارک پکڑ کر اپنے سینے سے لگائے اور ان کا بوسہ لیا۔ جب میں نے آپ سے یہ عرض کیا کہ آپ کا چہرہ انور اس قدر پر نور ہے کہ میری نگاہیں خیرہ ہو گئیں۔ تو یہ سن کر آپ مسکرا دئے اور



غائب ہو گئے۔ کچھ دیر بعد میری آنکھ کھل گئی۔ دل کی عجیب کیفیت تھی۔ منہ پر درود شریف اور آنکھوں میں آنسو تھے۔ میں اس نعمت عظمیٰ پر جتنا بھی رب کریم کا شکر ادا کروں کم ہے۔ (غیر مطبوعہ)

نوٹ: ورد کے دوران کبھی کبھی پوری رباعی کا پڑھنا بھی موجب برکت ثابت ہو گا جو یہ ہے:-

بلغ العلیٰ بکمالہ      کشف الدجیٰ بجمالہ  
حسنت جمیع خصالہ      صلوا علیہ و آلہ

جناب علامہ عبدالعزیز خالد نے مذکورہ بالا عربی نعتیہ رباعی کا کس قدر حسین اردو

ترجمہ کیا ہے

پہنچا بلندیوں پہ وہ اپنے کمال سے      کیں دور اس نے ظلمتیں اپنے جمال سے  
جمع ہے خوبیوں کا وہ اپنے خصال سے      بھیجو صلوة اس پہ سدا (حال و قال سے)  
اور اس (مختہ دم) پہ جو ہے اس کی آل سے

325- حتیٰ کہ ایک دن بالکل غیر متوقع طور پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ”تمہارے لئے انبیاء کرام کی طرف سے ارشاد اور انعامات میرے پاس، صحابہ اکرام کی طرف سے (حضرت) علی، تابعین و تبع تابعین کی طرف سے (خواجہ) حسن بصری اور اولیاء اکرام کی طرف سے (شیخ) عبدالقادر جیلانی کے پاس ہیں۔ یہ سب وصول کر لو۔ سالہا سال سے چونکہ تمہاری طرف سے کروڑوں درودوں کا گراں قدر تحفہ انہیں وصول ہوتا رہا ہے۔ اس لیے ہل جزاء الاحسان الا احسان ○ (سورہ الرحمن آیت 60) (ترجمہ: نیکی کا بدلہ نیکی کے سوا کچھ نہیں ہے)

(حال سفر از فرش تا عرش) از پروفیسر باغ حسین کمال۔ بانی سلسلہ اویسیہ

کمالیہ۔ صفحہ 81۔ دارالفیضان۔ نزد چپ بورڈ فیکٹری۔ جی ٹی روڈ۔ جہلم)

marfat.com

Marfat.com

پروفیسر کمال کا کمال یہ ہے کہ آپ کے دن اور راتیں درود شریف کے لئے وقف ہو کر رہ گئی ہیں۔ وہ خود ہی اپنے سابقہ ریکارڈ توڑتے اور نئے ریکارڈ قائم کرتے رہتے ہیں۔ 19 فروری 1987ء تک 37 کروڑ مرتبہ درود شریف پڑھ چکے ہیں جب کہ آج 3 اکتوبر 1995ء ہے۔ کم از کم سوا دو لاکھ روز کا معمول ہے اور زیادہ سے زیادہ تو ایک راز ہے (صفحہ 80)

ایک عام دنیا وار انسان روزانہ بلاناغہ گرمی ہو، سردی ہو، غمی ہو، خوشی ہو اس کثرت سے درود شریف کہاں پڑھ سکتا ہے! پھر درود شریف بھی وہ جسے ”درود قادریہ“ کہا جاتا ہے:- **اللهم صل علی محمدن النبی الامی و علی آلہ و اصحابہ و بارک و سلّم**۔

یہی وہ درود شریف ہے جس کے لئے ”حرز ثمین“ میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے فرمایا ہے کہ اس خاندان کو جو کچھ بھی حاصل ہوا ہے اسی درود شریف کی برکت سے حاصل ہوا ہے۔ خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہ درود شریف بے حد پسند ہے۔ اسے جس طرح چاہو پڑھو مجرب ہے۔

”حال سفر“ جو میں پڑھنے بیٹھا تو 120 صفحات کی اس کتاب کو ختم کر کے ہی اٹھا۔ میرا تجربہ اور ایمان ہے کہ درود شریف کی کثرت انسان کو کچھ سے کچھ بنا دیتی ہے۔ یہ تنہا وظیفہ ہے جو کبھی اور کسی بھی حالت میں رد نہیں کیا جاتا۔ خود اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہے اور مسلمانوں کے لئے قرآن پاک میں حکم فرمایا ہے: **ان اللہ و ملکته یصلون علی النبی یا یہا الذین امنو صلوا علیہ وسلمو تسلیما** ○ (سورہ الاحزاب آیت نمبر 56) (ترجمہ = اللہ اور اس کے فرشتے پیغمبر پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو تم بھی پیغمبر پر درود سلام بھیجا کرو)۔

ہم عموماً "نوافل" تلاوت اور تسبیحات وغیرہ پر اپنی توجہ مرکوز رکھتے ہیں۔ اگر درود شریف کی کثرت بھی کریں تو جہاں اللہ پاک کے حکم کی بجا آوری ہوگی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہم سے راضی ہوں گے۔ سرخروئی اور فلاح دارین حاصل ہوگی۔ سیرت النبیؐ بعد از وصال النبیؐ حصہ سوم کے خواب نمبر 203 کو پڑھئے۔ اس میں علامہ اقبالؒ سے دریافت کیا گیا ہے کہ آپ حکیم الامت کیسے بنے؟ اس پر علامہؒ نے فرمایا کہ ایک کروڑ مرتبہ درود شریف کا ورد کیا ہے۔ آپ بھی اس نسخہ پر عمل کر کے حکیم الامت بن سکتے ہیں۔ کمال صاحب نے تو کمال کر دیا ہے اب تک کم از کم نصف ارب مرتبہ درود شریف کا ورد کر چکے ہیں۔ اس کے نتیجہ میں جو بھی انعامات ملیں عین ممکن ہے۔ علامہ اقبالؒ درود حضرتی پڑھتے تھے۔ پروفیسر کمال درود قادریہ پڑھتے ہیں۔ مختصر سی مختصر اور کوئی سی بھی درود پاک آپ بھی اختیار کر لیجئے۔ انشاء اللہ نہایت پر اثر ثابت ہوگی۔ میری اس کتاب کے پانچوں حصوں میں درود شریف کے سلسلہ میں آپ کو کافی مواد ملے گا۔ ارادہ ہے ان تمام درودوں کو علیحدہ کتابچہ میں جمع کر کے شائع کراؤں۔ ابھی وقت ہے۔ وقت ضائع کرنے کی جگہ اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے درود شریف پڑھا کیجئے۔ انشاء اللہ پھر یہی عادت عبادت بن جائے گی۔

"حال سفر" میں ایک ظاہر ہیں کو مبالغہ نظر آئے گا مگر نہیں ایسی کوئی بات نہیں۔ کوئی بھی دیندار باشعور مسلمان حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو درمیان میں لا کر غلط بیانی کی جرات نہیں کر سکتا۔ مجھے یقین کامل ہے پروفیسر کمال نے جو کچھ بھی رقم فرمایا ہے عین حقیقت ہے اور یہ صلہ ہے کثرت درود شریف کا۔

یوں تو "حال سفر" میں کئی واقعات بیان کئے گئے ہیں مگر میں نے قصداً ایک ہی پر اکتفا کیا ہے۔ اس کے مصنف جناب باغ حسین کمال مارچ 1937ء میں پنوال (نواح چکوال) میں پیدا ہوئے تھے۔ والد بزرگوار کا نام قاضی حسن دین ہے۔ نسبی بھٹی راجپوت (حسی طور پر کھوٹ قریش۔ اعوان) - ڈبل ایم اے۔ بی ایڈ (پنجاب۔

یٰٰنورِ سِی) ذاتی محنت اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اس مقام پر پہنچے ہیں۔

(میں حافظ عبدالباسط صاحب کا ممنون ہوں جنہوں نے کتاب ”حال سفر“ مجھے

عنایت فرمائی)

مبغات عشر کی جگہ پروفیسر کمال کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے مندرجہ

ذیل محاسبات عشر (پانچ پانچ بار پڑھی جانے والی دس چیزوں کا وظیفہ عنایت فرمایا ہے)۔

ان کو پڑھنے کی عام اجازت ہے۔

(۱) سورہ فاتحہ (۲) سورہ کوثر (۳) سورہ اخلاص (۴) سورہ نلق (۵) سورہ ناس (۶) پہلا

کلمہ (۷) تیسرا کلمہ (۸) استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوبہ الیہ (۹) ربنا اتنا

فی الدنیا حسنۃ و فی الآخرة حسنۃ و قناعذاب النار (۱۰) درود قادریہ:

اللہم صل علی محمدن النبی الامی و علی الہ واصحابہ و بارک وسلم (حال

سفر صفحہ ۹۴ تا ۹۵)

مبغات عشر کے لئے دیکھئے ”سیرت النبیؐ بعد از وصال النبیؐ“ (حصہ اول) صفحہ

۱۹۳ خواب نمبر ۱۱۰)۔

۲۸-۳۲۶ رمضان المبارک ۱۴۱۵ھ مطابق ۲۷ فروری ۱۹۹۵ء بروز پیر عالم رویا

میں ایک شخص کی معیت میں دربار نبوی (علیٰ صاحبہا صلوة و سلاما) میں حاضری

دیتا ہوں۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہیں۔ بتقاضائے ادب

قدمین شریفین کی طرف دو زانو ہو کر بیٹھ جاتا ہوں اور کہتا ہوں السلام علیک یا

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپؐ مسکراہٹ کے ساتھ جواب عنایت فرماتے

ہیں اور اٹھ کر بیٹھ جاتے ہیں۔ مصافحہ فرماتے ہیں۔ دونوں دست مبارک اس

قدر نرم اور ملائم ہیں کہ میں دیر تک ان کی حلاوت محسوس کرتا ہوں۔ خلفائے

راشدینؓ اور حضرت امیر معاویہؓ بھی وہاں استراحت فرما ہیں۔ میں حضور انور صلی

اللہ علیہ وسلم کا مزاج دریافت کرتا ہوں اور ڈرتا ہوں کہ کوئی بے ادبی نہ ہو

جائے۔ حجرہ مبارک آپ کے چہرہ انور کے نور سے جگمگا رہا ہے۔ نورانی چہرہ گھنی ریش مبارک، سرمہ بھری آنکھیں جو نہایت روشن ہیں۔ غسل بھی تازہ تازہ فرمایا ہوا ہے۔ مجھ سے فرماتے ہیں۔ ”پہنچ گئے“۔ میں عرض کرتا ہوں جی ہاں آپ کے صدقے سے۔ پھر دوسرے شخص کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے ہیں: ”یہ ہمارے چاہنے والوں میں سے ہیں۔ ان کو راستے میں ”او“ ای ”سی“ والوں میں سے ایک شریر جن نے تنگ کیا تھا۔ وہ مسجد اقصیٰ میں مجھے ملے گا تو میں اس سے پوچھوں گا“۔ یہ سن کر میں نے کہا کوئی بات نہیں یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ معاً یہ بھی خیال آیا کہ کس طرح آپ اپنی امت کی اصلاح فرما رہے ہیں۔ اتنے میں اذان کی آواز آئی اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر نماز کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ کے نئے مبارک کھلے تھے۔ (غیر مطبوعہ)

یہ خواب جناب حافظ عبدالباسط نے دیکھا تھا۔ آپ کا آبائی گاؤں چاہواں (کرور) بمقام مری ہے۔ تاریخ پیدائش 8 جون 1967ء۔ حافظ صاحب ایف ایس سی پاس ہیں۔ انجینئر بننے بننے عالم دین بن گئے۔ والد بزرگوار مولانا حافظ عبدالوحید صاحب خطیب مسجد دو منزلہ نثر بازار (بھابڑا بازار) راولپنڈی، اپنے علاقے کے پہلے حافظ ہیں۔ اس خاندان میں اب ماشاء اللہ کئی بہترین حافظ اور قاری ہیں۔ دعا ہے یہ دولت اور دینی علوم اس خاندان میں تاقیامت باقی رہیں۔ آمین۔

بندہ عاجز عبدالباسط مولف کتاب ہذا محمد عبدالمجید صدیقی صاحب کا بے حد ممنون ہے جن کی لگائی ہوئی حب رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آتش شوق مجھے دربار رسالت (علیٰ صاحباً صلوة و سلاماً) تک لے گئی۔ اللہ پاک آپ کے علم اور عمر میں برکت عطا فرمائے اور سیرت النبی بعد از وصال النبی کی صورت میں آپ کی اس مبارک کاوش کے فیضان سے ہر مسلمان تاقیامت بہرہ ور ہوتا رہے۔ آمین ثم آمین۔

327- حضرت مولانا مفتی نیاز محمد حقینی ترکستانی "شیخ الحدیث" مہتمم مدرسہ جامع العلوم عیدگاہ، بھاول نگر نے بروز پیر 30 جمادی الآخر 1412ھ مطابق 6 جنوری 1992ء کو . عمر 85 سال وصال فرمایا۔ مولانا محمد الیاس صاحب جو مفتی صاحب کے شاگرد اور دین پور شریف کے قبرستان کے متولی حضرت مولانا اللہ بخش صاحب کے پوتے ہیں انہوں نے مفتی صاحب کی وفات سے ایک رات قبل یعنی شب دو شنبہ کو خواب میں دیکھا کہ حضرت مولانا مفتی نیاز محمد کا جنازہ قبرستان لایا گیا ہے۔ میں نے دیکھا تو بہت زیادہ روشن ہو رہے ہیں اور آپ کے اعضا بالکل زندوں کی طرح تروتازہ ہیں۔ ہاتھ پاؤں مڑ جاتے ہیں۔ ذرا بھی سختی یا اکڑ پیدا نہیں ہوتی۔ تو میں سوچتا ہوں کہ اگر یہ وفات شدہ ہیں تو پھر جسم زندوں کی طرح کیوں ہے؟ اور اگر زندہ ہیں تو یہ لوگ جنازہ بنا کر کیوں لائے ہیں؟ اتنے میں سامنے سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بڑی شان و شوکت اور وقار و سکینہ سے تشریف لاتے اور فرماتے ہیں کہ ہم اپنے آدمی کا استقبال کرنے آئے ہیں۔ ہم اس کی تدفین کرنے آئے ہیں۔ پھر میری آنکھ کھل گئی اور صبح قبرستان جا کر سب سے بہتر جگہ قبر کے لئے پہلے سے مقرر کر دی۔ تھوڑی دیر بعد اطلاع آئی کہ حضرت مولانا نیاز محمد کا انتقال ہو گیا ہے۔ جب حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی دامت برکاتہم اور برادر م سراج احمد قبر کی جگہ لینے آئے تو میں نے کہا کہ میں تو آپ حضرات کا انتظار کر رہا ہوں۔ (مقالات یوسفی "شخصیات و تاثرات" از مولانا محمد یوسف لدھیانوی صفحہ 390 تا 391۔ مکتبہ لدھیانوی، جامع مسجد فلاح، فیڈرل بی ایریا۔ کراچی نمبر 38)

حضرت مولانا مفتی نیاز محمد کا اصل وطن مشرقی ترکستان کا مشہور شہر ختن ہے جو مشک ختن کے حوالے سے شہر آفاق ہے اور اب جمہوریہ چین کے صوبہ سنک یانگ میں واقع ہے۔ نسل "ترک تھے۔ بے حد غیور اور جنگجو قبیلہ "اڈی فور" سے تعلق

رکھنے کے باوجود ایک علمی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ جب آپ کے استاد محترم مولانا ثبوت اللہ جو امام العصر حضرت مولانا انور شاہ کشمیری کے تلمیذ رشید تھے نے کیونسٹوں سے جہاد کرتے جام شہادت نوش فرمایا تو آپ ۱۸ سال اپنے چند ہم عمر نوجوانوں کے ساتھ کوہ ہمالیہ کے دشوار گزار پر خطر اور برفانی راستوں کو پا پیادہ طے کرتے ہوئے دو ماہ میں دیوبند پہنچے۔ دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا۔ فارغ التحصیل ہوئے اور پھر وہیں کے ہو رہے۔ حضرت الاستاذ مولانا بدر عالم میرٹھی ثم مدنی دو چھپر نما کچے کمروں کی شکل میں مدرسہ ۱۳۶۶ھ میں مدینہ منورہ ہجرت کرتے وقت اپنے اس شاگرد رشید کے سپرد کر گئے تھے۔ مولانا مفتی نیاز محمد غریب الوطن اور اجنبی تھے۔ یہاں کی زبان پر بھی عبور نہ تھا۔ بارہا فاقوں کی نوبت آئی لیکن پائے استقامت میں لغزش نہ آئی۔ قدم قدم پر حق تعالیٰ شانہ نے نصرت فرمائی اور آج وہی مدرسہ اس مہاجر فی سبیل اللہ کی کوششوں سے ایک وسیع و عریض دارالعلوم بن چکا ہے۔ حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوری کے خدام خاص میں سے تھے قاری ابوالحسن صاحب جنہوں نے اپنی سب سے چھوٹی صاحبزادی مولانا مفتی نیاز محمد کو بیابا دی تھی غریب سے غریب گھر میں بھی کچھ نہ کچھ ہو گا مگر اس درویش خدامت کے پاس واقعہ "کچھ نہ تھا مگر اہلیہ محترمہ کبھی حرف شکایت زبان پر نہ لائیں۔ مولانا اپنے بچوں سے سچ ہی فرمایا کرتے تھے "تمہاری ماں ولیہ ہے اس کی قدر کیا کرو۔ میں اپنا وطن قبیلہ اور خاندان چھوڑ کر یہاں تن تنہا آیا تھا اس عورت نے مجھے پورے کنبہ و قبیلہ کا سہارا دیا۔"

328-25 محرم 1406ھ ۱۱ اکتوبر ۱۹۸۵ء بروز جمعہ نواب عشرت علی خان صاحب

کی والدہ ماجدہ کا کراچی میں بعمر ۹۳ سال انتقال ہوا۔ عارف باللہ ڈاکٹر عبدالحی نے نماز جنازہ پڑھائی۔ مرحومہ کا بیعت واردات کا تعلق حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ سے تھا۔ حضرت حکیم الامت رحمۃ



اللہ علیہ کے وصال سے ایک سال قبل مرحومہ کو حضرت والد رحمت اللہ علیہ کے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آفتاب غروب ہو رہا ہے۔

(مقالات یوسفی صفحہ 278) (معرفت الیہ از مولانا حکیم محمد اختر صاحب)

مرحومہ کا کشف آخری عمر میں بڑھ گیا تھا۔ بشارات منامیہ بھی بکثرت دیکھتی تھیں۔ حضرت مفتی محمد شفیعؒ اپنی مجالس میں فرمایا کرتے تھے کہ کشف و کرامات والی بی بی ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف بارہا نصیب ہوا۔ چھ سات روز میں قرآن پاک ختم کر لینا معمول تھا۔ پوری پوری رات تلاوت میں بسر ہو جاتی تھی۔ نتیجتاً کلام الہی کے انوار و تجلیات اپنے گرد و پیش مشاہدہ کرتی تھیں۔ فرماتی تھیں کہ جب بستر پر لیٹتی ہوں تو اپنے جسم کے چاروں طرف قرآن مجید کی آیات نہایت نفیس و منور نقش و نگار کے ساتھ منمشکل دیکھتی ہوں۔ اس قدر کثرت سے نمودار ہوتی ہیں کہ مجھے بوجہ ادب اپنے پاؤں بستر پر سکیڑنے پڑتے ہیں۔ موتیا بند کی وجہ سے بینائی کمزور ہو گئی تھی مگر قرآن پاک کی تلاوت بغیر چشمہ کے کرتی تھیں۔ زکوٰۃ اور قربانی کا باقاعدہ حساب لکھواتی تھیں۔ صدقہ و خیرات دل کھول کر دیتی تھیں۔ ان کی زبان سے اکثر یہ مصرعہ سنا۔

ع پھر نکلنا گور سے ہاتھوں کا ممکن ہی نہیں

فرمایا کرتی تھیں کہ جو کچھ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ہے اپنے ہاتھوں سے دے جاؤں۔

329- الحاج شیخ محمد حبیب الرحمنؒ نے اصلاح معاشرہ کی اپنی مہم کا آغاز 1964ء

میں پولیس ٹریننگ کالج۔ سہالہ میں پولیس کے افسران کو خطاب کرنے سے کیا۔

تقریر کا موضوع تھا ”ارتکاب جرائم کا سبب غیر روحانی انداز فکر ہے“۔ بارگاہ

رب العزت میں اس تقریر کو ایسا شرف قبولیت حاصل ہوا کہ شیخ صاحب کو جو

ان دنوں خود ایک بڑے پولیس افسر تھے کئی پیغمبروں، اولیاء کرامؑ اور فرشتوں کی

خواب میں زیارت ہوئی۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار

مبارک سے بھی مشرف ہوئے۔ دیکھا کہ آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی چارپائی کے داہنی طرف چہل قدمی فرما رہے ہیں اور یوں مخاطب ہیں ”تم یہ اول بھی پڑھا کرو اور بعد میں بھی پڑھا کرو۔ میں اول بھی ہوں اور آخر بھی ہوں۔“ اس خواب کی تعبیر کے مطابق ہدایت یہ تھی کہ تلاوت کلام پاک کے وقت اللہ پاک کی حمد و ثنا اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام اول بھی ہو اور آخر میں بھی ہو۔ اس میں ایک طرف تو اطاعت الہی اور اطاعت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد دہانی ہے اور دوسری طرف اس عمل میں عبادات کی مقبولیت کا راز بھی ہے (فضائل توبہ و استغفار مولفہ شیخ محمد حبیب الرحمن۔ صفحہ 283 تا 284۔ مرکز ذکر۔ 17/A نیو چوبرجی پارک۔ لاہور) شیخ صاحب حال ہی میں انتقال فرما چکے ہیں۔

330- کچھ عرصہ بعد الحاج شیخ محمد حبیب الرحمن کو پھر آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ خواب دیکھا کہ شیخ صاحب غسل کر رہے ہیں اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرما رہے ہیں۔ ”تم مجھے جس چیز میں دیکھو گے وہیں موجود ہوں۔ جب بھی یاد کرو گے وہیں حاضر ہوں۔“ اس خواب کی تعبیر حضرت مولانا سید احمد سعید کاظمیؒ نے جو اس وقت جامعہ اسلامیہ۔ بھاولپور میں شیخ الحدیث تھے یہ فرمائی تھی کہ چونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی امت پر شاہد بھی ہیں لہذا امت کے حال سے اللہ تعالیٰ آپ کو ہر وقت باخبر رکھتا ہے اور غسل سے اشارہ گناہوں سے پاک ہونے کی خوشخبری ہے (فضائل توبہ و استغفار۔ صفحہ 284)

331- ایک مرتبہ الحاج شیخ محمد حبیب الرحمنؒ کو کسی نے گلاب کا پھول دیا جسے آپ نے قبول نہ کیا۔ اسی رات خواب میں آپ سے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ”تم یہ گلاب کے پھول جہاں سے بھی ملیں لے

لیا کرو اپنے لئے نہیں میرے لئے۔“ ایک حدیث پاک میں آپؐ کا فرمان ہے کہ جب بھی تم میں سے کسی کو خوشبودی جائے تو اسے رو نہ کرو کہ خوشبو جنت سے آئی ہے (فضائل توبہ و استغفار۔ صفحہ 286)

332- الحاج شیخ محمد حبیب الرحمنؒ کو 1966ء کے اختتام پر حضرت سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی پھر زیارت نصیب ہوئی۔ اس میں آپؐ کی جوانی اور آخری عمر دونوں حالتوں کا مشاہدہ ہوا۔ نیز حضرت جبریل امین علیہ السلام کے آسمان سے اترنے اور حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عقب سے آکر داہنی جانب نہایت ادب و احترام سے سلام پیش کرنے کا روح پرور منظر دیکھنے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ آپؐ کا چہرہ انور اور ریش مبارک بلکہ سارا جسم اطہر اس قدر نورانی تھا کہ آنکھیں ان کی شعاعوں سے چکاچوند ہو گئیں اور شیخ صاحب فرط محبت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن پاک سے چمٹ گئے اور بوسہ دیا اور خواب کی تعبیر میں یہ شعر کہا۔

غبار راہ کو بخشا گیا ہے ذوق جمال خرد بتا نہیں سکتی کہ مدعا کیا ہے  
(فضائل توبہ و استغفار۔ صفحہ 287)

333- الحاج شیخ محمد حبیب الرحمنؒ نے دسمبر 1972ء میں عصر حاضر کے بے مثال عالم ربانی اور عارف باللہ حضرت مولانا اللہ یار خانؒ کے دست مبارک پر بیعت کی تھی۔ جنوری 1974ء میں اپنے شیخ مکرمؒ اور نو دیگر اکابرین کے ہمراہ دوسری بار حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے۔ دوران سفر بہت سی سعادتوں میں سے ایک یہ تھی کہ مدینہ شریف میں قیام کے دوران شب جمعہ میں جب صالحین کی یہ جماعت نماز تہجد اور ذکر الہی کے معمول سے فارغ ہوئی تو شیخ مکرمؒ کو دربار نبوی (علیٰ صاحبہا صلوة و سلاما) سے ارشاد ہوا کہ حبیب الرحمنؒ کو پیش کرو۔ چنانچہ جب پیش کیا گیا تو فخر موجودات سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک

پر آپ کو روحانی بیعت کرنے کی سعادت حاصل ہوئی آپ کی زندگی کا یہ مبارک ترین دن تھا (فضائل توبہ و استغفار۔ صفحہ 290)

ابتدائی منازل سلوک طے کرانے کے بعد سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روحانی بیعت کرائی جاتی ہے۔ علمی طور پر اس کے شواہد موجود ہیں۔ عقائد علمائے دیوبند مرکزی رسالہ ہے جس پر دیوبندی مسلک کا مدار ہے۔ اس میں سوال نمبر ۱۱ فیض باطنی سے متعلق ہے۔ علمائے دیوبند نے اس کا مفصل جواب دیا ہے کہ وہ روح سے باطنی فیض کے قائل ہیں۔ مشائخ سے روحانی فیض حاصل کرنا اور فیض باطنی ان کے سینوں یا ان کی قبروں سے پہنچنا صحیح ہے۔ یہ امر واقعہ ہے مگر اللہ کے خاص خاص بندوں ہی کو حاصل ہوتا ہے اور وہ طریقہ نہیں ہے جو عوام میں مروج ہے۔

امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ سلسلہ اویسیہ میں روح سے اخذ فیض ہوتا ہے۔ اس کے لئے اتصال ظاہری شرط نہیں، ہاں اتصال نسبت ضروری ہے۔ یہی نسبت اویسیہ ہوتی ہے۔ اس کو اصطلاح میں اویسی طریقہ کہتے ہیں۔ حضرت اویس قرنیؓ نے چونکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہ کر تربیت حاصل نہیں کی تھی بلکہ آپؐ کی روح پر فتوح سے فیض حاصل کیا تھا اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ پہلے اویسی تھے۔ مثال کے طور پر حضرت ابوالحسن خرقانیؒ کو حضرت بایزید بسطامیؒ سے روحانی فیض حاصل ہوا تھا۔ اجازت تربیت ملی تھی اور آپ کے خلیفہ مجاز بھی قرار دئے گئے تھے حالانکہ حضرت بایزید بسطامیؒ آپ سے قریب ایک سو سال قبل دنیا سے رخصت ہو چکے تھے۔ اسی طرح کئی دوسری امثال پیش کی جاسکتی ہیں۔

سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کے بانی حضرت مولانا اللہ یار خان قدس سرہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے شاگردوں کی تربیت نقشبندیہ طریقہ کے مطابق کرتا ہوں۔ میں نے

اپنے محبوب شیخ کی روح سے اخذ فیض اور اجازت حاصل کی ہے۔ میرے اور میرے شیخ مکرم کے درمیان چار سو سال کا فرق ہے۔ تحدیثِ نعمت کے طور پر کہتا ہوں کہ جسے سلوک سیکھانا ہو بندہ کے پاس ان شرائط کے ساتھ رہے جو میں پیش کروں گا۔ پھر انشاء اللہ اسے دکھا دوں گا کہ روح سے فیض کیسے حاصل ہوتا ہے۔ وہ شخص روح سے کلام کرے گا۔ قبر کے عذاب اور انعام دیکھ لے گا۔

انبیاءِ علیہم السلام کی ارواح طیبہ سے ملاقات کرے گا اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر روحانی بیعت کرادوں گا بشرطیکہ وہ شخص تبع سنت ہو اور خلوص لے کر آئے۔ طلب صادق ہو۔ نکتہ چینی اور امتحان مقصود نہ ہو۔ یہ القائی اور انعکاسی چیز ہے جو القاء اور صحبت شیخ سے حاصل ہوتی ہے۔ کتب تصوف سے نشان راہ تو مل سکتا ہے مگر منزل تک رسائی نہیں ہو سکتی۔ یہ کمالات شیخ کامل کے سینے، اس کے باطن اور اس کی روح سے حاصل ہوتے ہیں۔

حضرت مولانا اللہ یار خان رحمۃ اللہ علیہ 1904ء میں اپنے آبائی گاؤں موضع چکڑالہ ضلع میانوالی میں پیدا ہوئے تھے۔ دورہ حدیث مدرسہ امینیہ دہلی میں 1933ء میں زیر سرپرستی مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دیوبندی مکمل کیا تھا۔ 1936ء میں تصوف کے میدان میں قدم رکھا اور 24 سال کی مسلسل کاوشوں سے اس میں کمال حاصل کیا۔ 1962ء میں سا لکین کی تربیت بسلسلہ نقشبندیہ اویسیہ شروع کی۔ آپ کے تربیت یافتہ کالمین اور صاحب کشف و کرامات آج دنیا کے کونے کونے میں پھیلے ہوئے ہیں۔ 18 فروری 1984ء کو اسلام آباد میں آپ نے وصال فرمایا اور 19 فروری کو تصوف و سلوک کا یہ بحر بیکراں اپنی آخری آرام گاہ موضع مرشد آباد داخلی، چکڑالہ میں مدفون ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کے خلفاء حضرت میجر محمد احسن بیگ مدظلہ العالی (راولپنڈی) اور حضرت سید بنیاد حسین نقوی مدظلہ العالی (سرگودھا) سا لکین کی رہنمائی اور تربیت کے فرائض

انجام دے رہے ہیں (دلائل السلوک از حضرت مولانا اللہ یار خانؒ سے ماخوذ۔ ادارہ  
نقشبندیہ اویسیہ الحسنات منزل۔ چکوال)۔ (ادارہ تالیفات اویسیہ۔ مرشد آباد ضلع  
میانوالی)

334۔ الحاج شیخ محمد حبیب الرحمنؒ مارچ 1977ء میں اپنے شیخ مکرمؒ کے ہمراہ عمرہ پر  
تشریف لے گئے۔ جب مدینہ طیبہ حاضر ہوئے تو ایک رات خواب میں آپ کو  
دربار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے حکم ہوا کہ ”آٹھ بجے پیش ہو“۔ آپ ڈر گئے  
کہ شاید مجھ سے کوئی گستاخی یا بے ادبی ہو گئی جس کی پاداش میں پیشی کا یہ حکم  
صادر ہوا۔ اس لئے شیخ مکرم سے شرم کی وجہ سے یہ بات ظاہر نہ کی اور آپ  
کے ایک خلیفہ جو ہم سفر تھے ان کے ہمراہ مسجد نبوی (علیٰ صاحبہا صلوة و سلاما)  
میں پیش ہوئے۔ سارے جسم پر لرزہ طاری تھا۔ دل ہیبت سے بلیوں اچھل رہا  
تھا۔ لیکن حضرت رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال رحمت سے آپ کا  
روحانی طور پر شرح صدر فرمایا اور کچھ اور بیش بہا انعامات سے نوازا (فضائل  
توبہ و استغفار۔ صفحہ 291)

ایک دن الحاج شیخ محمد حبیب الرحمنؒ کے ایک مہمان نے آپ کی جانماز پر  
مغرب کی نماز پڑھی تو اسی رات انہیں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب  
ہو گئی (فضائل توبہ و استغفار صفحہ 294)

335۔ الحاج شیخ محمد حبیب الرحمنؒ کے صاحبزادے الحاج محمد انجم جاوید ایم اے  
نوعمری ہی میں 1965ء میں 27 ویں شب رمضان المبارک کو حضور نبی کریم صلی  
اللہ علیہ وسلم کے دیدار مبارک سے مشرف ہوئے۔ 1966ء میں اپنے والد  
بزرگوار کے ساتھ نماز تراویح سے فارغ ہوئے تو مسجد ہی میں غنودگی چھا گئی اور  
حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بابرکت سے پھر سرفراز ہوئے۔ دیکھا  
کہ آپ صحابائے اکرامؓ کو وعظ و نصیحت فرما رہے ہیں۔ اسی طرح محمد انجم جاوید

کے بڑے بھائی جناب محمد کوثر جاوید بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت نوح علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ (فضائل توبہ و استغفار۔ صفحہ 293)

336- کیا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بیداری میں ممکن ہے؟ علامہ ابن حجر مکی نے فرمایا کہ ایک جماعت منکر ہے اور ایک جماعت قائل ہے اور یہی جماعت حق پر ہے۔ علامہ بارزی فرماتے ہیں کہ محقق بات یہ ہے کہ ایک جماعت اولیاء نے ہمارے زمانے میں اور اس سے پہلے بھی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بحالت بیداری آپ کی زیارت کی ہے۔ حضرت امام غزالی رویت مثال کے قائل ہیں عین ذات کے قائل نہیں۔ حق تو یہ ہے کہ حالت بیداری میں رویت مختلف فیہ نہیں ہے۔ اگر کچھ اختلاف ہے تو اس میں کہ مرئی یعنی دیکھے جانے والی ذات مقدسہ بعینہ ہے یا اس کی مثل ہے۔ نہایت ہی قلیل جماعت کا خیال ہے کہ یہ مرئی صورت عین ذات نہیں بلکہ صورت مثالیہ ہوتی ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ میں نے روح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بالواسطہ قرآن مجید پڑھا جیسے کہ فیض باطنی حاصل کیا (یعنی میں تعلیم قرآن میں بھی اسی طرح آپ کا اویسی ہوں جس طرح فیض باطنی میں آپ کا اویسی ہوں) (فیوض الحرمین) (تفہیمات الہیہ)

حضرت علامہ ابن تیمیہ نے اقتضائے صراط مستقیم میں اظہار رائے کیا ہے اور اس کے قائل ہیں۔ فرماتے ہیں کہ حضرت فاروق اعظم کے زمانہ میں ایک شخص نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ نے اسے فرمایا کہ عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کہو کہ صلوٰۃ استسقاء کے لئے لوگوں کو باہر نکالو۔ یہ زیارت بحالت بیداری تھی۔





ایک شخص نے شیخ ابوالعباس المرسیؒ سے عرض کیا آپ نے بہت سے ملکوں کی سیر کی ہے اور بڑے بڑے کالمین سے مصافحہ کیا ہے اس لئے میں آپ سے مصافحہ کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت شیخ نے اس پر ارشاد فرمایا کہ میں نے یہ ہاتھ سوائے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی اور سے نہیں ملائے اور یہ کہ اگر آپ کی ذات گرامی ایک لمحہ کے لئے بھی میری آنکھوں سے اوجھل ہو جائے تو میں اپنے آپ کو مسلمان نہیں سمجھتا (طبقات کبریٰ)

حضرت علامہ عبدالوہاب شعرانیؒ فرماتے ہیں کہ شیخ صالح عطیہ ابناسیؒ شیخ قاسم مغربیؒ اور قاضی زکریاؒ نے حضرت جلال الدین سیوطیؒ سے سنا ہے کہ ستر مرتبہ سے زیادہ بیداری میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوئے ہیں۔ (الیواقیت و الجواہر) شیخ عطیہ نے ایک مرتبہ علامہ سیوطیؒ سے اپنے ایک کام کے لئے سلطان غوری سے ملنے کو کہا تو آپ نے اسی وجہ سے انکار کر دیا تھا کہ میں بیداری میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں جاتا ہوں۔ سلطان غوری کے دربار میں نہیں جاسکتا۔

337- حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روحانی بیعت کا ثبوت کیا متقدمین صوفیا میں بھی ملتا ہے؟ اس کے جواب میں علامہ ابن حجرؒ نے فرمایا کہ عارف علی وفاؒ نے بتایا کہ میں نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رو برو دیکھا۔ پھر آپ نے میرے ساتھ معانقہ فرمایا۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمت بیان کیا کر۔ اسی طرح تاج ابن عطاء اللہؒ نے بتایا کہ میرے شیخ عارف کامل ابوالعباس المرسیؒ نے فرمایا کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ کا مصافحہ کیا (فتاویٰ الحدیثیہ)۔ شیخ عبدالغفار بن نوح اپنی کتاب ”الوحید“ میں لکھتے ہیں کہ شیخ ابوالعباس المرسیؒ جب سلام کہتے تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا جواب دیتے اور جب گفتگو کرتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کا جواب دیتے

تھے۔

338- شیخ خلیفہ بن موسیٰ خواب اور بیداری میں کثرت سے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک رات میں سترہ مرتبہ دیکھا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ ان کے اکثر کام حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے ہوتے تھے۔ (الحاوی للفتاویٰ جلد 2 صفحہ 444) وہ بہت صالح مشہور تھے۔ قطب عسقلانی نے ان کے مکاشفات اور کرامات کا ذکر کیا ہے لکھتے ہیں کہ انہوں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور مجلس کی (الطالع السعيد از علامہ الکمال الاونى)۔

یا رب صل وسلم وانما ابداء۔ علی حبیبک خیر الخلق کلمہ  
339- ایک شکی طبیعت کا آدمی کسی بزرگ سے بیعت ہونا چاہتا تھا۔ وہ شیخ العرب والعمم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوا جب وہ وضو کر رہے تھے۔ آپ نے قصداً سر کا مسح ہاتھ کی ہتھیلیوں کی بجائے ہاتھوں کی الٹی جانب سے کیا۔ یہ دیکھ کر اس نے کہا آپ کو تو مسح تک کرنا نہیں آتا۔ اس پر حاجی صاحب نے فرمایا کہ مسح کرنے کا یہی طریقہ ہے۔ آپ کسی بھی کتاب میں جا کر دیکھ لیں۔ اب اس نے جو کتاب کھول کر دیکھی تو وہاں مسح کرنے کا یہی طریقہ تحریر پایا۔ سخت مذذب ہوا۔ رات اسے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بابرکت نصیب ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تو جا کر حاجی صاحب سے بیعت ہو۔ صبح وہ حاجی صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر تائب ہوا۔ حاجی صاحب نے پھر اسے بیعت کر لیا (یہ بالکل سچا واقعہ ہے مگر حوالہ میرے ذہن سے اتر چکا ہے۔ حاجی صاحب کا ملین میں سے تھے۔ یہاں ان کے تصرف کی ہلکی سی جھلک دیکھی جاسکتی ہے)

340- بلغندہ الحیران کے صفحہ 8 پر مولانا حسین علیؒ تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ نے مجھے بغل میں لے لیا اور پل صراط پر چل دیئے۔ میں نے دیکھا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے ضمانت نامہ لکھا اور اپنے دست مبارک سے اس پر مہر لگائی۔ اس وقت آپ کے ہمراہ بہت سے اکابر تھے۔ میں نے بیت اللہ شریف کے قریب دعا مانگی اور پھر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر سلام عرض کیا۔ تو آپ نے مجھ سے معاف فرمایا اور مجھے لطائف و اذکار سکھائے۔ میں نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت بنی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی زیارت کی۔ آپ سب نہایت بلند آواز سے فرما رہے تھے کہ جو شخص غیر اللہ کو اس عقیدے کے ساتھ پکارے کہ وہ سنتا اور جانتا ہے وہ کافر ہے۔

مولانا حسین علیؒ بڑی ہی باکمال شخصیت کے مالک تھے۔ ایک روز آپ کا لاٹگری نور محمد کشمیری روتا ہوا ہاتھ میں خط لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ میری ماں فوت ہو گئی ہے۔ مولانا نے تھوڑی دیر کے لئے آنکھیں بند کر لیں اور فرمایا تمہیں کسی نے دھوکا دیا ہے۔ وہ تو زندہ ہے اور اس وقت اپنے گھر کے صحن میں جھاڑو دے رہی ہے لیکن دیکھو یہ بات میری زندگی میں کسی کو نہ بتانا۔ نور محمد پھر گھر گیا تو بالکل ویسا ہی پایا جو مولانا نے اپنے کشف سے فرمایا تھا۔

شیخ الاسلام حضرت حسین احمد مدنیؒ نے اپنی سوانح حیات ”نقش حیات“ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بحالت بیداری و بحالت خواب کے کئی واقعات کا ذکر کیا ہے۔ آپ کٹر کانگریسی تھے۔ شیخ الاسلام نمبر کے صفحہ 164 پر تحریر ہے کہ حضرت مدنیؒ نے قیام پاکستان سے قبل ایک رات قریب 2 بجے مولانا رشید احمد صدیقی اور انسپکٹر مدارس چودھری محمد مصطفیٰ کو طلب فرمایا۔ دونوں فوراً حاضر ہوئے تو ارشاد فرمایا کہ بھائی اصحاب باطنی نے ہندوستان کی تقسیم کا فیصلہ کر دیا ہے اور پنجاب

اور بنگال کو بھی تقسیم کر دیا ہے۔ ان دونوں نے سن کر کہا کہ ہم جو تقسیم کے مخالف ہیں اب کیا کریں۔ اس پر حضرت مدنیؒ نے فرمایا کہ یہ فیصلہ تقدیر کا ہے جب کہ ہم جس بات کو حق سمجھتے ہیں اس کی تدبیر میں لگے رہیں گے۔“

جنگ آزادی ہند میں مولانا مدنیؒ صف اول کے لیڈر تھے۔ پاکستان کے وجود میں آتے ہی فی الفور مخالفت ترک کر کے جن جن قابل مسلمانوں کو بھارت سے پاکستان بھیجنا شروع کر دیا تھا کہ اب جا کر اس نئے اسلامی ملک کی خدمت کرو اور اسے مضبوط سے مضبوط تر بناؤ۔ اب اسے ہر صورت قائم رکھنا ہے اور اس کی عزت و حرمت مثل خانہ خدا کے ہے۔ اسلامی تعلیمات کے صدقے مسلمانوں میں باکمال بزرگوں کا کبھی قحط اور کال نہیں رہا۔ البتہ کمی بیشی ہوتی رہی ہے۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ 1943ء میں بعد نماز تہجد مراقب تھے کہ آپ کو کشفاً معلوم ہو گیا تھا کہ پاکستان بن گیا۔ یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ ان کی اور قائد اعظمؒ کی نماز جنازہ کون پڑھائے گا اور ایسا ہی ہوا۔

341- ابن فارسؒ فرماتے ہیں کہ جب میں پانچ برس کا تھا تو شیخ یعقوب سے قرآن مجید پڑھتا تھا۔ ایک روز جب میں ان کے پاس آیا تو عین بیداری کے عالم میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ نے ایک سفید سوتی قمیض پہنی ہوئی تھی۔ پھر میں نے دیکھا کہ وہ قمیض میں نے پہنی ہوئی ہے۔ بعد میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔ ”پڑھ“ میں نے سورۃ الضحیٰ اور الم نشرح پڑھیں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم غائب ہو گئے۔ جب میری عمر 21 برس کی ہوئی میں نے قراقہ میں نماز فجر کی نیت باندھی تو اپنے سامنے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ نے مجھ سے معاف فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اپنے رب کی نعمت بیان کر۔ (المسخ الالہیہ از ابن فارس)

342- مشکوٰۃ شریف میں ایک واقعہ آیا ہے کہ ابی عیاشؒ صحابی نے لا الہ الا اللہ

واللہ اکبر کے فضائل بیان کئے تو اسی رات ایک صحابی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا کہ ابو عیاشؓ کلمہ لا الہ الا اللہ واللہ اکبر کا ثواب اس طرح بیان کرتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے سچ کہا ہے۔ پتہ چلا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح حدیث کی تصدیق کرائی جاسکتی ہے لیکن صوفیاء کے روحانی کلام پر حدیث کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔

343- حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ”الابقا“ میں بیان کیا ہے کہ حضرت مولانا غلام رسول کانپوری (کان پور۔ یوپی۔ بھارت کے رہنے والے) ”رسول نما“ کے لقب سے مشہور تھے کیونکہ آپ کی یہ کرامت تھی کہ ہر شخص کو بیداری میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرا دیا کرتے تھے۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے ”مواعظ اشرفیہ“ کئی ویزر جلدوں میں ”الابقا“ کی شکل میں شائع ہو چکے ہیں۔ جناب مولانا سید فہیم الحسن تھانوی مدیر ماہنامہ ”حکیم الامت“ راولپنڈی ان مواعظ کو اپنے جریدہ میں شائع کرتے رہتے ہیں۔ یہ مواعظ دل و دماغ کو روشن کر دینے والے اور اس قدر روح پرور ہیں کہ ان کی بکثرت اشاعت ہونی چاہئے۔

344- شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر (علیٰ صاحبہا صلوة و سلاما) پر حاضر ہوئے اور درود و سلام کے بعد سلام عرض کیا تو فوراً ”جواب آیا“ ”و علیکم السلام یا ولدی“ جسے وہاں موجود سینکڑوں لوگوں نے سنا (سلاسل طیبہ صفحہ 77)

345- حضرت سلطان باہو (1631ء تا 1691ء) جنہیں جھنگ میں تبلیغ اسلام کے اولین بزرگان دین میں شمار کرنا چاہئے پنجابی نعت کے حوالے سے عظیم مقام کے حامل ہیں۔ گڑھ مہاراجہ سے آگے شور کوٹ کے قریب حضرت سلطان باہوؒ آسودہ

خاک ہیں۔ آپ کسی دنیاوی درس گاہ یا ظاہری مسند علم و ارشاد سے وابستہ نہ ہوئے۔  
 نہ آپ نے کسی دنیاوی معلم کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا۔ آپ روحانیت کے جس  
 جلیل القدر منصب پر فائز ہوئے وہ آپ کو حضرت ہادی برحق ختم المرسلین صلی اللہ  
 علیہ وسلم کی بارگاہ سے عطا ہوا۔ آپ کے کلام میں ناصحانہ انداز نمایاں ہے۔ آپ کے  
 ابیات کے ہر مصرع کے آخر میں ”ہو“ آتا ہے۔ فرماتے ہیں عشق رسول اللہ صلی  
 اللہ علیہ وسلم سے ہی انسان معرفت الہی کے اسرار و رموز سے آشنا ہو سکتا ہے۔  
 اندر کلمہ قل قل کروا — عشق سکھائے کلمہ ہو  
 (جھنگ کی نعتیہ شاعری از رانا غلام شبیر)۔

جھنگ شہر میں ایک ملتانی رو کر نعت سنائے کر خیدہ، بال پریشان، فضل بانو کلائے  
 سو سال سے زیادہ عمر کی یہ عظیم خاتون اگرچہ ان پڑھ ہے مگر عشق رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم اس کے دل کی آواز ہے اور روحانی علم و وجدان اس کو حقائق کا  
 اور اک عطا کرتے ہیں۔ جھنگ کے محمد اطہر جاوید نے انگریزی زبان میں نعت کا مجموعہ  
 ”PEACE BE UPON HIM“ مئی 1992ء میں پیش کر کے اپنے وطن کو معززو  
 مفتخر کر دیا۔ یہاں نعت گوئی کا گلستان ہمیشہ مہکتا رہا ہے۔

346-1983ء میری حاضریٰ مدینہ طیبہ کا نہایت ہی مسعود و عبور سال تھا۔ ادائے  
 عمرہ کے بعد سیدھا مدینہ منورہ حاضر ہوا۔ رات گیارہ بجے حاضری نصیب ہوئی۔  
 حاضری کے بعد پاکستان ہاؤس جو باب جبریل سے دس پندرہ گز کے فاصلے پر تھا جا  
 کر سو گیا۔ خواب میں دیکھا کہ مسجد نبوی شریف میں صفہ کے دائیں کنارے کھڑا  
 ہوں اور ریاض الجنۃ کے انوار و تجلیات سے متمتع ہو رہا ہوں۔ ریاض الجنۃ میں  
 صرف ایک شخص دکھائی دے رہا تھا جو بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم  
 میں شاید اپنے درد دل کی کہانی سنا رہا تھا۔ یہ شخص چلتے وقت بائیں ہاتھ سے  
 اشارہ کر کے عرض کرتا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) بشیر حسین ناظم بھی

کھڑا ہے۔ یہ خواب میں نے متواتر سات رات دیکھا۔ وہ شخص ہر بار یہی عرض کر کے وہاں سے واپس ہو جاتا تھا۔ آخر آٹھویں شب حاضری کے بعد وہ میرے پاس آیا اور میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر پوچھنے لگا ”ناظم کیہ حال اے“۔ تب میں نے پہچانا کہ وہ حضرت علامہ اقبالؒ تھے۔ حضرت علامہ اقبالؒ میرا حال احوال پوچھ کر چلے گئے۔ صبح جب میں بیدار ہوا تو میرے روئیں روئیں سے خوشبوؤں کے نعمت نکل رہے تھے اور عجیب کیف کا عالم تھا۔ میں نے اس خواب کی تعبیر خود ہی نکال لی اور حضرت علامہؒ کی پیروی میں درود شریف پڑھنی شروع کر دی حضرت علامہ اقبالؒ نے گن کر ایک کروڑ بار درود شریف پڑھی تھی۔ میں الحمد للہ اس وقت تک ایک کروڑ تریپن لاکھ مرتبہ پڑھ چکا ہوں۔ یہ بھی توفیق حق اور کرم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ہے۔ (”اوج“ علمی و ادبی مجلہ کانت نمبر جلد اول 93-1992ء - 536 گورنمنٹ کالج، شاہدہ، لاہور)۔

یہ خواب جناب بشیر حسین ناظم کا ہے جو اس وقت وزارت مذہبی امور۔ اسلام آباد میں ڈپٹی ڈائریکٹر تھے۔ آپ 4 جنوری 1932ء کو پیدا ہوئے۔ پنجابی، اردو، فارسی اور اسلامیات میں ایم اے ہیں۔ قدرت نے نعت گوئی و نعت خوانی کی صلاحیتوں سے نوازا ہوا ہے۔ آپ کے دادا، نانا، تایا اور والد میاں غلام حسین چوہان نعت خوانی میں جگت استاد تھے۔ حکومت پاکستان نے آپ کی خدمات جلیلہ کے اعتراف میں 1992ء میں صدارتی ایوارڈ تمنغہ حسن کارکردگی سے بھی سرفراز کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ صدر ضیاء الحقؒ کو میں نے ہی ذوق نعت سے آشنا کیا تھا۔ بڑے ہی خوش قسمت ہیں۔ ماشاء اللہ سولہ حج کر چکے ہیں اور قریب بائیس مرتبہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری دے چکے ہیں۔ ثم ماشاء اللہ۔

347- جناب منیر حسین ہاشمی (ملتان) بیان کرتے ہیں کہ میری والدہ محترمہ نے خاک شفاء لانے کے لئے فرمایا تھا۔ میں نے ایک پاکستانی واقف کار سے کہا۔



جواب دیا کہ خاک شفاء تو دستیاب نہیں البتہ سرکار (صلی اللہ علیہ وسلم) کے روضہ اطہر کے اندر کی مقدس و مطہر خاک پاک فراہم کر دوں گا۔ میں سخت مضطرب تھا کہ جدائی کا وقت سر پر آگیا اور وہ نہ آیا۔ عالم اضطراب میں بار بار یہ شعر پڑھ رہا تھا۔

نا ہے آپ ہر عاشق کے گھر تشریف لاتے ہیں میرے گھر میں بھی ہو جائے چراغاں یا رسول اللہ  
اچانک ایک حسین و جمیل پیکر جو سفید کپڑوں میں ملبوس تھا پیچھے سے میرا کندھا  
ہلا کر پوچھنے لگا کہ آپ نے روضہ مبارک کی خاک پاک طلب کی تھی۔ میں نے مجسم  
اشتقاق ہو کر اثبات میں جواب دیا۔ انہوں نے معاً "میرے ہاتھ میں خاک پاک ڈال  
دی اور فوراً" ہی روپوش ہو گئے۔ میں نے انہیں مڑ کر دیکھنے کی جسارت کی مگر وہ  
تشریف لے جا چکے تھے۔ گنبد خضرا (علی صاحبہا صلوة و سلاما) پر الوداعی سلام کے  
موقع پر یہ واقعہ پیش آیا (صفحہ 454 مجلہ "اوج" کا نعت نمبر جلد دوم 93-1992  
گورنمنٹ کالج شاہد رہ۔ لاہور)

فروغ حمد و نعت کی ملک گیر تحریک مجلس حسانہ کی ملتان شاخ اور اشاعت  
ثنائے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عظیم انجمن عند لیبان ریاض رسول (صلی اللہ علیہ  
وسلم) دونوں کے ناظم اعلیٰ ہیں۔ ہاشمی صاحب اس کے علاوہ فن نعت خوانی کے منظم  
ادارہ "مرکزی نعت اکیڈمی پاکستان" ملتان کے بانی ہیں۔ جس کے تحت ہر سال جمعہ  
الوداع کو ملتان آرٹ کونسل میں مقابلہ نعت خوانی منعقد کیا جاتا ہے جس میں اسکول،  
کالج اور یونیورسٹی کے طلباء و طالبات حصہ لیتے ہیں۔

348- حضرت ابو عبد اللہ قسطلانی نے خواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم  
کی زیارت کی اور اپنی غربت کی بابت عرض کیا۔ اس پر حضور انور صلی اللہ علیہ  
وسلم نے ان کو یہ درود شریف پڑھنے کو فرمایا:-

اللہم صلی علی (سیدنا) محمد و علی آل (سیدنا) محمد و ہب لنا اللہم

رزقنا من رزقك الحلال الطيب المبارك ماتصون به و جوهنا عن  
التعرض الى احد من خلقك ترجمہ = الہی اپنی خاص رحمت نازل فرما سیدنا  
حضرت محمد پر اور آل سیدنا حضرت محمد پر اور ہم کو بھی عطا فرما الہی اپنا حلال  
طیب اور برکت والا رزق اور اس طرح بچالے ہم کو اس بات سے کہ ہم سوال  
کریں تیری مخلوق میں سے کسی کے سامنے جا کر۔ (القول البدیع)۔

اللهم صلی علی محمدن النبی عدب من صلی علیہ من خلقک و صلی  
علی محمدن النبی کما ینبغی لنا ان نصلی علیہ وصل علی محمدن  
النبی کما امرتنا ان نصلی علیہ (دار قطنی۔ ابن ماجہ)

ترجمہ = اے اللہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اتنی تعداد میں رحمت  
کاملہ نازل فرما جتنی تعداد میں آپ کی مخلوق نے ان پر درود بھیجا ہے۔ حضرت رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اتنی تعداد میں رحمت کاملہ نازل فرما جتنی تعداد میں ہمارے  
لئے ان پر درود بھیجنا مناسب ہے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اتنی تعداد  
میں رحمت کاملہ نازل فرما جیسا کہ آپ نے ہمیں ان پر درود بھیجنے کا حکم دیا ہے۔

حضرت صدیق اکبرؓ فرماتے ہیں کہ میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کے پاس تھا کہ ایک شخص تشریف لائے اور سلام کیا۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم نے ان کو سلام کا جواب دیا۔ آپ کا چہرہ انور خوشی سے دک اٹھا اور آپ نے  
ان کو اپنے برابر بٹھا لیا۔ ان کے چلے جانے کے بعد آپ نے فرمایا۔ اے ابوبکر یہ ایسا  
شخص ہے کہ روزانہ (تمام روئے) زمین کے رہنے والوں کے عمل کے برابر اس  
(اکیلے) کے عمل اللہ تعالیٰ کے یہاں پہنچائے جاتے ہیں۔ اس پر حضرت صدیق اکبرؓ  
نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کو روزانہ اتنا ثواب کیوں ملتا ہے؟  
اس پر آپ نے فرمایا کہ صبح جب یہ اٹھتا ہے تو مجھ پر دس بار یہ درود پڑھتا ہے جو  
اپنے ثواب میں ساری مخلوق کے درودوں کے برابر ہے۔ (اپنے اوراد و وظائف میں

مذکورہ بالا درود شریف کو شامل کر کے آپ بھی اپنے توشہ آخرت میں بے پایاں اضافہ کر سکتے ہیں)

349-غازی محمد صدیق فیروز پور ضلع قصور کے ایک دینی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی میں والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ ماں نے بڑے لاڈ پیار سے بیٹے کی پرورش کی اور صحیح تربیت دی۔ 1934ء میں جب یہ بیس برس کے تھے ایک رات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوئے حکم ہوا کہ قصور کے ایک دریدہ دہن، گستاخ پالا مل زرگر کا منہ بند کیا جائے۔ صبح ماں کو یہ خوشخبری سنائی تو ماں نے لخت جگر کا ماتھا چوما اور اسے شہادت گم الفت کی طرف روانہ کر دیا۔ قصور پہنچ کر اس مرد غازی نے گستاخ و دشمن حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تیز دھار آلہ (رمبی) سے پے در پے وار کر کے واصل بہ جہنم کیا۔ پھر نماز شکرانہ ادا کر کے مسجد کی سیڑھیوں پر بیٹھ گئے۔ حسب معمول انگریز کا قانون حرکت میں آگیا۔ آپ نے عدالت کے روبرو پوری جرات کے ساتھ اعتراف قتل کر لیا۔ سیشن جج نے سزائے موت سنادی جسے ہائی کورٹ نے بحال رکھا اور 6 مارچ 1935ء کو یہ پروانہ رسالت اپنے آقا (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قدموں میں جا پہنچا۔

بیٹے کے لئے سزائے موت کا فیصلہ سن کر بہادر ماں نے کہا ایک بیٹا کیا اگر بیس بیٹے بھی ہوتے تو میں ان سب کو آقا (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام پر قربان کر دیتی۔ بیٹے نے بھی یہی کہا کہ یہ ایک جان کیا چیز ہے ایسی ہزار جانیں بھی آقا (صلی اللہ علیہ وسلم) پر شارجہ ہے۔

مسلمان لاکھ بوندے ہو مگر نام محمد پر خوشی سے اب بھی حاضر ہیں وہ اپنے سرکٹانے کو (ناموس رسول اور قانون توہین رسالت) از محمد اسمعیل قریشی ایڈووکیٹ سپریم کورٹ کے صفحہ 428 تا 429 سے ماخوذ۔ ”انفصیل“۔ ناشران و تاجران کتب۔ اردو بازار۔ لاہور) (شہیدان رسالت حصہ چہارم زیر ادارت۔ راجہ رشید محمود)

1942-350ء میں غازی محمد عبداللہ نے جنڈیالہ شیر خاں (ضلع شیخوپورہ) میں شاتم رسول چنچل سنگھ کو جہنم رسید کر کے جام شہادت نوش کیا۔ یہ بد بخت سکھ شیخوپورہ کے گرد نواح میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف یا وہ گوئی کر کے اپنے خبث باطن کا اظہار کیا کرتا تھا۔ تصور کے رہنے والے ایک جیالے نوجوان محمد عبداللہ کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں حکم فرمایا کہ وہ اس گستاخ کا منہ بند کر دے۔ چنانچہ کسی سے اس خواب کا ذکر کئے بغیر وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ تلاش کرنے پر معلوم ہوا کہ خبیث وارث شاہ کے گاؤں جنڈیالہ شیر خاں میں رہتا ہے جو اس وقت سکھوں کا گڑھ تھا۔ بستی کے قریب پہنچ کر معلوم ہوا کہ وہ اپنے کنوئیں پر بیٹھا کسی کام میں مشغول ہے۔ اس کے پاس ہی بہت سے سکھ مصروف گفتگو تھے۔ خبیث چنچل سنگھ کو دیکھتے ہی ان کے جسم میں غیر معمولی طاقت بجلی بن کر دوڑنے لگی۔ جھپٹ کر اس پر حملہ آور ہوئے اور اسے پچھاڑ کر پوری قوت سے اس کی شہ رگ کاٹ کر سرتن سے جدا کر دیا۔ اچانک اس حملہ کو دیکھ کر پاس بیٹھے سکھ بھاگ کھڑے ہوئے لیکن یہ مرد غازی وہیں رب کے حضور سر پہ سجود ہو گیا کہ اس نے اس مہم میں سرفرازی بخشی۔ موقع واردات پر جب پولیس پہنچی تو اس مرد مجاہد کو وہیں موجود پایا جو درود و سلام میں مشغول تھا اور جس کا چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا۔ پولیس نے گرفتار کر کے اس کی دلی مراد پوری کر دی۔ غازی محمد عبداللہ شہید نے عدالت کے روبرو قتل کا اعتراف کر لیا جس پر ان کو سزائے موت سنائی گئی۔ یہ سن کر انہوں نے پھر سجدہ شکر ادا کیا کہ انہیں بھی شہیدان رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کی وصف میں جگہ مل رہی ہے۔ سچ ہے۔

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ یثرب کی عزت پر

خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

(ناموس رسول اور قانون توہین رسالت کے صفحہ 429 تا 430 سے ماخوذ)۔

351- جوانی میں ایک مرتبہ مرشد عالم محبوب العارفین حضرت مولانا غلام حبیب نقشبندی مجددی قدس سرہ مدینہ طیبہ کے بازار سے چیزیں خریدنے گئے۔ دکاندار نے جو دام بتائے آپ نے اس سے قیمت کم کرنے کے لئے کہا تو وہ غصہ ہونے لگا۔ رات بحالت خواب آپ نے حضور اقدس کی زیارت کی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مدینہ کے کاروبار ہمارے حکم سے چل رہے ہیں۔ چنانچہ اس واقعہ کے بعد آپ نے چیزیں خریدتے وقت قیمت طے کرنا چھوڑ دی۔ اپنے متعلقین کو بھی آپ اسی بات کا امر فرماتے تھے (حیات حبیب یعنی سوانح حیات مرشد عالم حضرت غلام حبیب۔ صفحہ 207، خانقاہ حبیبیہ۔ چکوال)

352- مرشد عالم حضرت غلام حبیب قدس سرہ مرض الموت میں ایک رات ڈھائی بجے اچانک اٹھ کر بیٹھ گئے۔ پاؤں نیچے لٹکائے ہوئے تھے۔ بڑی صاحبزادی کی آنکھ کھل گئی۔ انہوں نے پوچھا ابا جان آپ کو بھوک لگی ہے یا پیاس؟ اتنے میں آپ کے صاحبزادے مولانا عبدالرؤف صاحب بھی بیدار ہو گئے۔ آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ میں نے ابھی ایک اچھا خواب دیکھا ہے: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبر اطہر سے تشریف لائے ہیں۔ میں نے اٹھنے کا ارادہ کیا لیکن بوجہ کمزوری اٹھ کر بیٹھ نہ سکا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سہارا دے کر بٹھا دیا۔ آپ لوگ دیکھ لیں کہ میں بیٹھا ہوا ہوں۔ خواب بیان فرما کر صاحبزادہ مولانا عبدالرؤف صاحب سے دریافت کیا کہ کیا یہ خوشخبری نہیں ہے۔ مولانا نے عرض کیا حضرت یہ یقیناً خوشخبری ہے۔ پھر فرمایا ”حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قربت بڑی چیز ہے۔ (حیات حبیب صفحہ 307)

مرشد عالم حضرت غلام حبیب قدس سرہ 1322ھ مطابق 1904ء میں اپنے آبائی گاؤں موضع کورڈھی (وادی سون) ضلع خوشاب میں پیدا ہوئے۔ وصال مبارک

20 ستمبر 1989ء بروز جمعرات صبح نو بج کر 18 منٹ پر بمقام چکوال ہوا۔ چکوال کے درو دیوار نے اتنا بڑا جنازہ کبھی نہ دیکھا تھا۔ عام طور پر جنازہ پڑھنے والوں کی وجہ سے میت کو فائدہ پہنچتا ہے جبکہ بعض بزرگ ہستیاں ایسی ہوتی ہیں کہ جن کا جنازہ پڑھ لینے سے پڑھنے والوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ آپ کا شمار ان ہی مبارک ہستیوں میں سے تھا۔ موت کے بعد بھی قلب مبارک جاری تھا اور چہرہ انور پر مسکراہٹ تھی۔

یادداری کہ وقت زاون تو ہم خنداں بند تو گریاں  
 پھنناں زی کہ وقت مردن تو ہم گریہ شونداں و تو خنداں  
 (یاد رکھ تیری پیدائش کے وقت سب ہنستے اور تو روتا تھا۔ اب اس طرح زندگی گزار کہ تیری موت کے وقت سب رو رہے ہوں اور تو ہنس رہا ہو)۔

نہایت ہی حسین و جمیل مسجد دارالعلوم حنفیہ کے صحن کے محاذ میں خالی جگہ پر آپ کا مرقد شریف ہے۔ حضرت مرشد عالمؒ کے خلیفہ مجاز جناب ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی نے نہایت ہی شاندار کارنامہ انجام دیا ہے۔ ہم سب کو آپ کی تحریر کردہ 776 صفحات پر مشتمل ”حیات حبیب“ کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ حضرت مرشد عالمؒ کے صاحبزادے حضرت مولانا عبدالرحیم نقشبندی مجددی اب آپ کے جانشین ہیں۔ آپ کی قرأت میں بیحد سوز ہے۔ ہر سال امریکہ جا کر تراویح میں قرآن پاک سناتے ہیں۔ الحمد للہ مصنف / مؤلف کتاب ہذا کئی بار مسجد دارالعلوم حنفیہ، چکوال میں نماز ادا کر چکا ہے اور حضرت مرشد عالمؒ کی قبر مبارک پر فاتحہ پڑھنے کا شرف بھی حاصل کر چکا ہے۔ برابر ہی حضرت مرشد عالمؒ کے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا عبدالرحمن قاسمیؒ کی قبر ہے جنہوں نے طویل عمر نہ پائی مگر اپنی چھوٹی عمر میں بھی سینکڑوں بڑے بڑے کام کر گئے۔ اللہ تعالیٰ ہر لمحہ درجات بلند فرمائے۔ آمین۔

353- حضرت مولانا سیف اللہ خالد دامت برکاتہم کو ایک مرتبہ خواب میں حضور

اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اس حال میں ہوئی کہ آپ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک کو چوس رہے ہیں۔ (حیات حبیب صفحہ 668)

مولانا سیف اللہ خالد 1945ء میں ہوشیار پور (مشرقی پنجاب) میں پیدا ہوئے۔ پاکستان کے مشہور پرجوش خطیب اور عالم ہیں۔ حضرت مرشد عالم سے نسبت رکھتے ہیں۔

354- میرپور خاص (سندھ) کے ولی کامل عارف باللہ حضرت بابو جی عبداللہ اوسی نسبت کے حامل تھے۔ کثرت سے درود شریف پڑھتے تھے۔ ایک بار خواب میں آپ کو تاجدار مدینہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بابرکت نصیب ہوئی۔ حضرت صدیق اکبرؓ ہمراہ تھے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبرؓ سے ارشاد فرمایا ”یہ عبداللہ مجھ تک آنا چاہتا ہے مگر اس میں اتنی حمت نہیں کہ آسکے۔ آپ اسے مجھ تک پہنچا دیں“۔ چنانچہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے آپ کے قلب پر انگلی رکھ کر فرمایا ”کہو اللہ..... اللہ..... اللہ“۔ یکدم آپ کی آنکھ کھل گئی۔ آپ کے رگ و ریشے میں اللہ کا ذکر سرایت کر چکا تھا۔ سیدنا صدیق اکبرؓ کی ایک توجہ ہی نے آپ کو واصل کر دیا۔ (حیات حبیب صفحہ 677)

حضرت بابو جی اسٹیشن ماسٹر تھے۔ تنخواہ تھوڑی ہونے کی وجہ سے گذر اوقات میں تنگی تھی۔ مگر حرام ذرائع کو زہر ہلاہل سمجھتے تھے۔ ایک بار خواب دیکھا کہ جنت کے باغات کی سیر کر رہے ہیں اور آپ کا گھر سرخ یا قوت کا بنا ہوا ہے۔ اپنے والد کی وفات کے بعد ان کو جنت کی سیر کرتے دیکھا۔ آپ کو دیکھ کر والد نے فرمایا ”بیٹا تو نے بیٹا ہونے کا حق ادا کر دیا۔ میں تمہارے طفیل جنت میں پہنچا ہوں۔ میرا انگ انگ آپ سے خوش ہے“۔ آنکھ کھلی تو آپ نے اطمینان کا سانس لیا۔



355- حضرت بابو جیؒ کو کشف القلوب نصیب تھا۔ بارگاہ رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) میں ایسی قبولیت حاصل تھی کہ جس شخص کے لئے دعا فرماتے کہ اسے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہو عموماً اسے تین دن کے اندر زیارت ہو جاتی تھی۔ رائے ونڈ کے اجتماع پر تبلیغی جماعت جھنگ کے امیر جانب صوفی محمد دین صاحب نے فرمایا کہ اپنی طرف سے تو اعمال صالح کی بہت کوشش کرتا ہوں مگر ابھی تک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب نہیں ہوئی اور حضرت بابو جیؒ سے دعا کی درخواست کی۔ آپ نے ازراہ کرم دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے اور صوفی محمد دین صاحب کو تین دن کے اندر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہو گئی۔ (حیات حبیب صفحہ 679)

356- حضرت بابو جیؒ نے ایک مرتبہ ایک نوجوان کی منت سماجت پر دعا کی کہ اسے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہو۔ اس نوجوان نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپؐ نے اس کی جانب پشت کر لی۔ اس نے حضرت بابو جیؒ کے سامنے یہ خواب بیان کیا۔ حضرتؒ نے اس کے عقائد معلوم کئے تو وہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت دل میں میل رکھتا تھا۔ اس کے بعد حضرت بابو جیؒ کسی ایسے شخص کے لئے زیارت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا نہ کرتے تھے (حیات حبیب صفحہ 680)

357- حضرت شیخ وجیہ الدین دامت برکاتہم کے ایک مرید کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپؐ نے مرید سے ارشاد فرمایا کہ شیخ صاحب کی اتباع کرو۔ شیخ صاحب میری صحیح نیابت کرتے ہیں۔ (حیات حبیب صفحہ 689)

شیخ صاحب 1933ء میں یوپی (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ والد ماجد کا اسم گرامی

محی الدین ہے۔ والدہ محترمہ اپنی اتقا و پرہیزگاری کی وجہ سے ”رابعہ بھری“ کے نام سے یاد کی جاتی تھیں۔ قیام پاکستان سے پہلے ہی آپ کے والدین کا انتقال ہو چکا تھا۔ پاکستان بننے کے بعد آپ نے اپنے مشفق و مہربان برادر کلاں جناب رفیع الدین کے ساتھ کراچی ہجرت فرمائی اور وہیں سے ایف ایس سی کرنے کے بعد امریکہ چلے گئے جہاں انڈیانا یونیورسٹی سے سول انجینئرنگ میں ایم ایس سی کی ڈگری حاصل کی۔ 38 برس کی عمر میں آپ نے قرآن پاک حفظ کیا اور عربی زبان میں دسترس حاصل کر لی۔ آپ قرآن مجید اس قدر روانی، سوز اور رقت آمیز لہجے میں پڑھتے ہیں کہ سننے والا تڑپ جاتا ہے۔ حضرت بابو جی کے مشورہ سے آپ نے انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور کے سول ڈپارٹمنٹ میں لیکچرار کی حیثیت سے عمدہ سنبھال لیا اور ایسے قمع سنت نوجوان ذاکرین کی جماعت تیار کی کہ شاید من حیث الجماعت پوری دنیا میں اس کی نظیر نہ ملے۔ آپ نہایت سادہ زندگی بسر کرتے اور سادہ لباس زیب تن فرماتے ہیں۔ عاجزی و انکساری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ گم نام رہ کر زندگی بسر کرنا آپ کا معمول ہے۔ اگر آپ کو جنید وقت، بایزید عصر اور شبلی دوراں کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا۔ صاحب حال اور صاحب کشف و کرامات بزرگ ہیں۔ آپ کا کوئی عمل کبھی کسی نے خلاف سنت نہیں پایا۔ آسمان کی زینت ستاروں سے ہے اور زمین کی زینت پرہیزگار انسانوں سے ہے۔ آپ کا شمار ایسے ہی پرہیزگار انسانوں میں ہوتا ہے۔ اپنے آپ کو شیخ صاحب کے الفاظ ہی سے پکارنے کی اجازت دیتے ہیں۔ اگر کوئی صاحب ”حضرت“ کا لفظ استعمال کریں تو فوراً ٹوک دیتے ہیں۔ 1982ء کے سالانہ نقشبندی اجتماع کے موقع پر حضرت مرشد عالم پیر غلام حبیب قدس سرہ نے آپ کو خلافت و اجازت سے نوازا۔ جب عمرہ کے لئے حرمین شریفین تشریف لے گئے تو مدینہ طیبہ میں بہت سے عربی النسل لوگ آپ سے بیعت ہوئے۔ مصنف / مولف کتاب ہذا اپنی اس کتاب کے ہر قاری سے درخواست کرتا ہے کہ وہ شیخ صاحب سے ضرور ملاقات کرے کہ اب اس

شان کے بزرگ تو عنقا ہیں۔ حضرت مرشد عالمؒ آپ کے متعلق فرمایا کرتے تھے ”میں پوری دنیا میں پھرا ہوں مگر شیخ صاحب جیسا متقی شخص نہیں دیکھا“۔ ایک اور موقع پر حضرت مرشد عالمؒ نے فرمایا ”شیخ صاحب جو آپ سے بیعت وہ مجھ سے بیعت اور جو مجھ سے بیعت وہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت“۔

358- حضرت شیخ سلمان احمد موگلیہ دامت برکاتہم کی ولادت با سعادت 11 اگست 1949 کو سینٹ بنوائٹ (SAINT BENOIT) ری یونین میں ہوئی۔ حضرت مرشد عالمؒ جب ری یونین کے تبلیغی سفر پر تشریف لے گئے تو ان کی پرکشش شخصیت سے متاثر ہو کر آپ ان کے حلقہ غلامی میں داخل ہو گئے اور آہستہ آہستہ معاملہ یک جان و دو قالب تک جا پہنچا۔

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی

تاکس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

آپ نے حضرت مرشد عالمؒ کے انتقال کے بعد ایک موقع پر فرمایا بیوی خاوند کو اس کے مرنے کے بعد بھول سکتی ہے۔ اولاد ماں باپ کو بھول سکتی ہے مگر میں حضرت مرشد عالمؒ کو نہیں بھول سکتا۔ آپ کو حضرت مرشد عالمؒ کے ساتھ عمرہ ادا کرنے کی سعادت کے علاوہ کئی مقامات پر ساتھ سفر کرنے کا موقع بھی ملا۔ آپ کو خواب میں کئی مرتبہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بابرکت نصیب ہو چکی ہے۔ گجرات (بھارت) میں بمقام ”تکلیسر“ ”فلاح دارین“ نامی بہت بڑا دینی مدرسہ ہے یہاں کے مہتمم حضرت مولانا عبداللہ گجراتی دامت برکاتہم نے حضرت مرشد عالمؒ کو سالانہ جلسے میں شمولیت کی دعوت دی۔ جلسے کے انتظامات قابل دید تھے۔ جلسہ کا آغاز تلاوت کلام مجید سے ہوا۔ اس کے بعد مہتمم صاحب نے سامعین کو بتایا کہ ہمارے مدرسے کے ایک استاد نے دو دن قبل خواب دیکھا کہ ہمارے مدرسہ کا سالانہ جلسہ ہو رہا ہے اور اس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں۔ عین جس لمحہ مہتمم صاحب

نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی لیا تو حضرت مرشد عالم جلسہ گاہ میں وارد ہوئے۔ مجمع کی نظر جوں ہی آپ پر پڑی تو بے اختیار پکار اٹھا کہ ایک ولی کامل نائب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس خواب کی تعبیر بن کر آگیا ہے۔ جن استاد نے خواب دیکھا تھا انہوں نے تصدیق کی کہ میں نے خواب میں یہی صورت دیکھی تھی (حیات حبیب صفحہ 712)

حضرت شیخ سلیمان کو حضرت مرشد عالم نے مسجد نبوی (علی صاحبہ صلوٰۃ) و سلاما) میں حجرہ مبارک کے قریب 30 مئی 1987ء مطابق 2 شوال 1407ء کو اجازت و خلافت سے نوازا۔ آپ ری یونین کے آزاد گمراہ کن اور طاغوتی ماحول میں روشن چراغ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ کثیر تعداد میں ری یونین پیرس اور ماریشس کے لوگ آپ سے شرف بیعت حاصل کر چکے ہیں۔ آپ نے حضرت مرشد عالم کی حرکات و سکنات اور عادات و ملفوظات سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا اور پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ اللہ تعالیٰ کو پایا۔

میں پروفیسر محمد اشتیاق خان صاحب کا ممنون ہوں جنہوں نے مجھے ”حیات حبیب“ استفادہ کے لئے عنایت فرمائی۔

359- حضرت مولانا حکیم شاہ محمد اختر صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ اگر کسی پر زیادتی ہو جائے تو فوراً ہاتھ جوڑ کر معافی مانگنے میں شرمنا نہیں چاہئے۔ اس کو راضی کر لو ورنہ روز قیامت بچھٹانا پڑے گا۔ جو غصہ کا علاج اور تلافی کرے اب ان کا درجہ بھی سن لیجئے۔ میرے مرشد اول حضرت شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری قدس سرہ کو ایک شخص پر غصہ آگیا اور کچھ زیادتی ہو گئی۔ انسان ہی تو ہے چاہے کتنا بڑا ولی اللہ ہو اس سے بھی خطا ہو سکتی ہے۔ وہ شخص بالکل ان پڑھ تھے ہل جوتنے والے جیسے دیہاتوں میں ہوتے ہیں۔ پھولپور (یوپی۔ بھارت) سے ڈیڑھ میل دور ایک گاؤں میں رہتے تھے۔ بعد میں حضرت کو خیال ہوا کہ

مجھ سے زیادتی ہو گئی۔ اتنا غصہ نہیں کرنا چاہئے تھا۔ عصر کے بعد حضرت اس سے معافی مانگنے تشریف لے گئے اور کہا تم مجھ کو اللہ کے واسطے معاف کر دو۔ اس نے کہا آپ اتنے بڑے مولانا ہیں اور میں جاہل آدمی ہوں۔ آپ تو میرے باپ کے برابر ہیں۔ باپ کو تو بیٹے پر حق ہوتا ہے۔ حضرت نے فرمایا قیامت کے دن معلوم ہوگا کون چھوٹا اور کون بڑا ہے۔ تم جب تک یہ نہ کہو گے کہ میں نے معاف کر دیا اس وقت تک میں یہاں سے نہ ہٹوں گا۔ اس نے جب دیکھا کہ مولانا بغیر کہلوائے جائیں گے نہیں تو کہا حضرت آپ کا حکم ہے۔ آپ کا دل خوش کرنے کے لئے کہے دیتا ہوں کہ معاف کر دیا ورنہ آپ کا مجھ پر حق ہے۔ حضرت کو اسی رات حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہو گئی۔ دیکھا کہ آپ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایک کشتی میں تشریف فرما ہیں۔ اور کچھ فاصلہ پر تنہا میں ایک کشتی پر سوار ہوں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بہ آواز بلند حضرت علیؑ کو حکم دیا کہ اے علیؑ عبدالغنی کی کشتی کو میری کشتی سے جوڑ دو۔ حضرت نے فرمایا کہ جب میری کشتی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی کشتی سے جوڑی تو اس کی کھٹ سے جو آواز آئی آج تک اس کا مزہ آ رہا ہے۔ کانوں میں اس کی لذت سما گئی ہے۔ حضرت شاعر نے تھے پر اس مزہ کو شعر میں یوں بیان فرمایا۔

مضطرب دل کی تسلی کے لئے حکم ہوتا ہے ملا دو ناؤ کو  
دیکھئے غصہ کی تلافی و ندامت و معذرت پر کتنا بڑا انعام ملا (علاج الغضب از  
حضرت مولانا حکیم شاہ محمد اختر صاحب۔ شعبہ نشر و اشاعت خانقاہ امدادیہ اشرفیہ۔ گلشن  
اقبال، بلاک نمبر 2، کراچی 47، صفحہ 17 تا 18)۔ حکیم صاحب کی مختلف تصانیف دل و  
دماغ کو متاثر کرنے والی اور بڑی ہی روح پرور ہیں جن سے ہم سب کو استفادہ کرنا  
چاہئے کہ اب ایسے مبارک انسان مفقود ہوتے جا رہے ہیں۔

360- حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی صبح و شام یہ کلمہ توحید پڑھ لے تو اس کو اتنا ثواب ملے گا جتنا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کسی ایک کو آزاد کرایا جائے۔ نیز اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں گی۔ دس برائیاں دور کی جائیں گی اور اس کے دس درجے بلند کئے جائیں گے۔ اگر صبح پڑھا تو شام تک شیطان سے حفاظت میں رہے گا اور اگر شام کو پڑھا تو صبح تک یہی حالت رہے گی۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ)

وہ کلمات یہ ہیں۔ : لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ۔ لہ الملک و لہ الحمد و ہو علی کل شیء قدیر۔ (ترجمہ = اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کا سب ملک ہے اور اسی کی سب تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے)

ابوداؤد اور ابن ماجہ میں یہ بھی مذکور ہے کہ کسی شخص نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے فرمایا میرے صحابی ابو عیاش نے میری طرف سے یہ حدیث درست بیان کی ہے۔

361- مولانا ماجد علی صاحب کو حالت اعتکاف میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بابرکت نصیب ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ زکریا (شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا سہارنپوری ثم مدنی قدس سرہ) رسالہ فضائل درود شریف کی وجہ سے اپنے معاصرین پر سبقت لے گیا۔ اسی خواب میں تھا کہ جمعہ کو وہ جو درود شریف پڑھتے ہیں مجھے پسند ہے۔ مولانا ماجد علی صاحب کے دریافت کرنے پر حضرت شیخ الحدیث نے فرمایا کہ بندہ کا معمول گذشتہ 25/30 برس سے ہے کہ جمعہ کے دن نماز عصر کے بعد یہ درود شریف اسی (80) مرتبہ پڑھتا ہوں : اللہم صلی علی سیدنا محمد بن النبی الامی و علی الہ وسلم تسلیما (آپ بیتی جلد نمبر 4 صفحہ 145)۔ یہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی ثم

مہاجر مدنی کی خود نوشت سوانح عمری ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ نے یہ حدیث روایت فرمائی کہ جو شخص جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد اپنی جگہ سے اٹھنے سے پہلے 80 مرتبہ مذکورہ بالا درود شریف پڑھے اس کے 80 سال کے گناہ معاف ہوں گے اور 80 سال کی عبادت کا ثواب اس کے لئے لکھا جائے گا۔

حضرت علیؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل فرمایا ہے کہ مجھ پر تمہارا درود بھیجنا تمہاری دعاؤں کو محفوظ کرنے والا ہے۔ تمہارے رب کی رضا کا سبب ہے اور تمہارے اعمال کی زکوٰۃ ہے (یعنی ان کو بڑھانے والا اور پاک کرنے والا ہے)

حضرت عمر فاروقؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ میرے اوپر روشن رات (یعنی شب جمعہ) اور روشن دن (یعنی یوم جمعہ) کثرت سے درود بھیجا کرو اس لئے کہ تمہارا درود مجھ پر پیش ہوتا ہے تو میں تمہارے لئے دعا اور استغفار کرتا ہوں۔

**یا رب صل و سلّم بانما ابنا علی جبیک خیر الخلق کلہم**  
362-6 مئی 1799ء کو ٹیپو سلطان نے جام شہادت نوش کیا۔ اور اسی روز انگریزی فوج کا سرنگا پٹم کے شاہی محلات، دولت خانہ خاص اور خزانہ پر قبضہ ہو گیا۔ اس لوٹ مار میں سلطان کا کتب خانہ بھی انگریزوں کے ہاتھ آیا۔ ظاہر ہے اس افراتفری میں بہت سی کتابیں ضائع ہوئی ہوں گی۔ اس وقت جو کتب خانہ ٹیپو سلطان کے نام سے انڈیا آفس لائبریری۔ لندن (برطانیہ) میں موجود ہے اس میں صرف دو ہزار کے قریب کتابیں ہیں۔ اس کتب خانہ میں سلطان کا خواب نامہ بھی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ٹیپو سلطان کو خوابوں پر بڑا اعتماد تھا۔ وہ ہر صبح بیدار ہونے کے بعد نہایت احتیاط سے ایک رجسٹر میں رات دیکھا ہوا خواب قلمبند



کراتے تھے۔ یہ رجسٹر نہایت خفیہ تھا جسے سلطان اپنی خاص الماری میں مقفل رکھتے تھے۔ صرف ایک خادم خاص حبیب اللہ کو اس کا علم تھا۔ اسی کی نشان دہی پر کرنل کرک پیٹرک نے کتابوں کی الماریوں میں سے یہ رجسٹر برآمد کیا تھا۔

ایک خواب میں جو سلطان ٹیپو نے اس وقت دیکھا جب 1786ء میں بیک وقت انہیں مرہٹوں اور نظام دکن سے مقابلہ درپیش تھا۔ روز محشر کا نقشہ نظر کے سامنے ہے۔ چاروں طرف نفسا نفسی کا عالم ہے۔ اسی عالم اضطراب و التہاب میں یکایک ایک نہایت خوبصورت، وجیہ اور روشن آنکھوں والے بزرگ بڑھ کر سلطان کا ہاتھ تھام لیتے ہیں اور پوچھتے ہیں ”جانتے ہو میں کون ہوں؟“۔ سلطان لاعلمی کا اظہار کرتے ہیں تو وہ بزرگ فرماتے ہیں میں علی (کرم اللہ وجہہ) ہوں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں تمہارے بغیر جنت میں قدم نہیں رکھوں گا۔ میں تمہارا انتظار کروں گا اور تمہیں ساتھ لے کر جنت میں جاؤں گا۔

خواب بیان کر کے سلطان نے لکھا کہ جب میں جاگا تو خوشی سے میرا تمام جسم کانپ رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شافع روز جزا ہیں۔“

(چند یادیں چند تاثرات از جناب عاشق حسین بٹالوی۔ صفحہ 364)

انگریز مورخ میجر باسو لکھتا ہے کہ سلطان فتح علی ٹیپو ایک پکا مسلمان تھا اور پکا مسلمان خدا کا نام درمیان میں لیکر کبھی جھوٹ نہیں بول سکتا اور نہ ہی دو رخی چالیں چل سکتا ہے۔ اس کے نزدیک خدا تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی مقدس اور پاک ذات نہیں ہوتی اس لئے وہ کذب و ریا کاری سے اجتناب کرتا ہے۔ اپنے قول کی تائید میں وہ جیمز ملز کا یہ بیان پیش کرتا ہے۔ ”ٹیپو کی زندگی کا سب سے اہم پہلو مذہب سے دلی لگاؤ تھا۔ وہ حقیقی معنوں میں خدا پرست تھا۔ اس کے وقت کا بیشتر حصہ عبادات میں صرف ہوتا تھا اور اسی مذہبی جوش کی بنیاد پر اس نے اپنی سلطنت کا نام ”مملکت خدا داد“

رکھا تھا۔ وہ ہر کام میں خدا پر بھروسہ کرتا تھا۔

نماز کا اس قدر پابند تھا کہ جب مسجد اعلیٰ کا افتتاح ہوا تو سوال پیدا ہوا کہ پہلی نماز کون پڑھائے۔ طے پایا کہ وہ شخص پڑھائے جو صاحب ترتیب ہو۔ بڑے بڑے علماء و مشائخ موجود تھے مگر مجمع پر خاموشی کا عالم طاری تھا۔ اس وقت سلطان ٹیپو نے اعلان کیا کہ الحمد للہ میں صاحب ترتیب ہوں۔ چنانچہ پہلی نماز ان ہی نے پڑھائی۔ سلطان نہایت بلند ہمت، بینظیر عزم و حوصلے کا مالک اور بے داغ کردار کا حامل تھا جسے سلطان صلاح الدین ایوبیؒ کا نقش ثانی کہا جا سکتا ہے۔ وہ انگریز کی اطاعت قبول کر کے اپنا تخت و تاج بچا سکتا تھا مگر اس کی غیرت نے غلامی کی زندگی پر موت کو ترجیح دی اور مردانہ وار لڑتے ہوئے جام شہادت نوش کیا۔ وہ ہند میں تھا سرمایہ ملت کا نگہبان۔

جاں دے دی شوق سے اپنے وطن کے واسطے مل گئے مٹی میں تکمیل جن کے واسطے 363- عبداللہ بن سبا اصل میں یہودی تھا۔ منافقانہ طور پر اسلام لایا تھا۔ آخر

اپنی سازشوں میں کامیاب ہوا۔ اس کی پیروی میں ایک کثیر جماعت وجود میں آئی جس نے اسلام کے خلاف فکری انقلاب کے ساتھ عملی انقلاب کا منصوبہ بنایا۔

قرآن مجید جو دین اسلام کی بنیادی تعلیمات کا مجموعہ ہے اسے ناقابل اعتماد قرار دیا گیا۔ برملا کہا گیا کہ یہ محرف ہے۔ اس میں کمی بیشی ہوئی ہے اور یوں ایمان

بالکتاب کے عقیدے میں نقب لگائی گئی۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اکرامؓ کو جھوٹے، سازشی اور ناقابل اعتبار ثابت کرنے کی کوشش کی گئی

تاکہ ان کے ذریعہ آئندہ نسلوں کو جو دین نعتل ہوگا اس پر سے اعتماد اٹھ جائے۔ صحابہ اکرامؓ کی سیرت کو داغدار کرنے کے بعد انہیں برا بھلا کہنا عبادت قرار دیا

گیا (ملاحظہ ہو فرقہ اثنا عشریہ کی معتبر کتابیں، اصول کافی، فصل الخطاب اور خود علامہ خمینی کی کتب ”الحکومت الاسلامیہ“ اور ”کشف الاسرار“۔) بالخصوص

حضرات شیخینؒ سے دشمنی اس انتہا کو پہنچی کہ مرنے کے بعد بھی انہیں معاف

نہیں کیا گیا۔ محب الدین طبری نے ریاض النضرۃ میں۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے جذب القلوب میں۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے نخفہ اثنا عشریہ میں اس کا ذکر کیا ہے اور علامہ ابراہیم عبیدی مالکی نے عمدۃ التحقیق کے صفحہ 225 پر فرمایا :

حلب کے چالیس شیعوں کی ایک جماعت بہت سا مال لے کر مدینہ پہنچی تاکہ حضرات شیخین (حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ) کی نعشیں روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکال کر لے جائیں۔ حاکم مدینہ سے کہا کہ وہ خادم روضہ رسول کو حکم دے کہ ہم رات کو داخل ہوں تو وہ مانع نہ ہو۔ حاکم نے مال لے کر اجازت دے دی کہ وہ قبریں کھود کر نکال لے جائیں۔ خادم بڑا فکر مند ہوا۔ آدھی رات گئے وہ گینتی، بیچے لئے ہوئے مسجد نبوی (علی صاحبہا صلوة و سلاما) میں داخل ہوئے تو زمین نے ان سب کو نگل لیا اور حاکم مدینہ جذام میں مبتلا ہو کر نہایت ذلت کی موت مرا۔

(ترک حکمرانوں نے خسف کے اس پورے فرش کو سیاہ رنگ دے کر محفوظ کر دیا ہے جسے ریاض الجنت کے جنوب میں قبلہ کی جانب زائرین قالین اٹھا کر آج بھی دیکھ سکتے ہیں۔ سابق مہتمم مدرسہ صولنیہ۔ مکہ مکرمہ حضرت شیخ محمد سلیم نے جب میں (مؤلف / مصنف کتاب ہذا) حج بیت اللہ کے لئے گیا تھا تو خاص طور پر اسے دیکھنے کی ہدایت فرمائی تھی۔ میں اس مقام عبرت کو دیکھ آیا ہوں)۔

ان چالیس ”رضا کاروں“ کی پشت پر ایک بڑی جماعت مسجد نبوی (علی صاحبہا صلوة و سلاما) کے باہر موجود تھی۔ خادم روضہ رسول کے شور مچانے پر وہ دھوکہ سے اسے ایک ویران مکان میں لے گئے اور اس کی زبان کاٹ دی۔ خواب میں تشریف لا کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی زبان جوڑ دی۔ وہ بیدار ہوا تو اس کی زبان اور جسم کے تمام اعضا درست تھے۔ اس کے بعد ان بد بختوں نے اس کے ساتھ

دو مرتبہ پھر یہی حرکت کی۔ ہر دو بار حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح اس پر شفقت فرمائی۔ وہ صبح اٹھتا تو صبح سلامت ہوتا۔

اللہ تعالیٰ کو اپنے پیارے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے جان نثاروں کا جو پاس ہے اس کا ثبوت واقعہ خفت سے ملتا ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے رفقا سے جو محبت ہے اس کا ثبوت اس امر سے ملتا ہے کہ دشمنان حضرات شیخین جس زبان کو بار بار کاٹتے رہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہر بار اسے جوڑتے رہے اور وہ خواب عالم بیداری میں حقیقت نفس الامری بن کر سامنے آتے رہے۔

مذکورہ بالا مضمون کی تیاری میں میں نے حضرت مولانا محمد منظور نعمانی کی مشہور کتاب ”ایرانی انقلاب“ امام خمینی اور شیعیت“ اور حضرت مولانا اللہ یار خان کی تصنیف ”تحذیر المسلمین عن کید الکاذبین“ (ناشر: دلی کتب خانہ، گنپت روڈ۔ لاہور) سے خصوصی طور پر استفادہ کیا ہے۔

**یا رب صل وسلم دائماً ابداً علی حبیبک خیر الخلق کلهم**  
نوٹ: اسی نوعیت کے دو اور واقعات ملاحظہ فرمائیے سیرت النبیؐ بعد از وصال النبیؐ (حصہ اول) خواب نمبر 212 اور 213 (صفحہ نمبر 262 تا 265) پر۔

364-31 جولائی 1974ء کو وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو نے مستونگ (بلوچستان) میں اعلان کیا کہ قادیانی مسئلہ کا فیصلہ 7 ستمبر کو سنایا جائے گا۔ امام العصر حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ اپنے دور میں رد قادیانیت کے امام تھے۔ آپ ہی نے حضرت مولانا سید عطا اللہ شاہ بخاریؒ (متوفی 21 اگست 1961ء) کو امیر شریعت مقرر کر کے خود ان کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اور دیگر علما سے بھی ان سے تعاون کی بیعت لی تھی جن میں آپ کے شاگرد رشید حضرت اقدس مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ بھی تھے جو 9 اپریل 1974ء کو مجلس تحفظ ختم نبوت کی مسند

امارت پر رونق افروز ہوئے تھے۔ بعد کو ”تحریک ختم نبوت“ کو نظم و ضبط کے تحت رکھنے کے لئے مجلس عمل کی تشکیل ہوئی تھی اور اس کا صدر بھی مولانا بنوری ہی کو بنایا گیا تھا۔ حضرت مولانا مفتی محمودؒ نے جو مجلس عمل کے نمائندے کی حیثیت سے وزیر اعظم سے مذاکرات کر رہے تھے ان سے فرمایا ”ہمیں بتائیے ہم کیا کریں۔ آپ کے پاس آتے ہیں تو آپ نہیں مانتے اور مجلس عمل والوں کے پاس جاتے ہیں تو وہ نہیں مانتے“۔ وزیر اعظم نے نشہ اقتدار کے جوش میں جواب دیا ”میں نہیں جانتا مجلس عمل کون ہے۔ میں تو آپ لوگوں کو جانتا ہوں جو اسمبلی کے معزز رکن ہیں“۔ اس پر مفتی صاحبؒ نے فرمایا: ”بھٹو صاحب کیسی عجیب منطق ہے کہ آپ ایک حلقہ کے نمائندے کو عزت و احترام دینے کے لئے تیار ہیں مگر قوم کے سات کروڑ افراد کی نمائندہ جماعت ”مجلس عمل“ کو پائے حقارت سے ٹھکرا رہے ہیں۔۔۔۔۔ بہتر ہے میں ان سے جا کر کہے دیتا ہوں کہ وزیر اعظم پاکستان کے سات کروڑ مسلمانوں کی بات سننے کو تیار نہیں“۔

یہ بات سن کر وزیر اعظم کی ”انا“ سرنگوں ہو گئی اور انہوں نے ”مجلس عمل“ کے نمائندوں کے مجوزہ فیصلہ پر دستخط کر دیئے اور اس طرح 7 ستمبر 1974ء کو 4 بج کر 35 منٹ پر قادیانیوں کی دونوں شاخوں (ربوہ جماعت اور لاہوری پارٹی) کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر دائرہ اسلام سے خارج کر دیا گیا۔ بعد کو آئینی طور پر قادیانی ناسور کو پارلیمنٹ نے ملت اسلامیہ کے جسد سے الگ کر دیا۔ اس خبر کا نشر ہونا تھا کہ پاکستان ہی نہیں پوری دنیا کے مسلمانوں میں مسرت کی لہر دوڑ گئی۔ چوں کہ مولانا بنوریؒ اس وقت اس تحریک کے روح رواں ”مجلس عمل“ کے صدر اور ”مجلس تحفظ نبوت“ کے قائد امیر تھے اس لئے جس قدر خوشی آپ کو ہوئی ہوگی اس کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔ بلاشبہ اس فیصلہ کو چودھویں صدی میں اسلام کا معجزہ قرار دیا جا سکتا ہے۔

حضرت اقدس مولانا بنوریؒ کو اس فیصلہ کے بعد عجیب و غریب مبشرات سے نوازا گیا اور تمام ممالک سے تہنیت و مبارک باد کے پیغامات آئے۔ ماہنامہ بینات ذیقعدہ ۱۳۹۴ھ مطابق دسمبر ۱۹۷۴ء میں تحریر فرماتے ہیں منامات و مبشرات کے ذریعہ عالم ارواح میں اکابر امت اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسرت بھی محسوس ہوئی مگر آپ کے مبشرات کا ذکر کرنے کی ہمت نہیں۔ تاہم اہل ایمان کی خوشخبری کے لئے اپنے دو بزرگوں سے متعلق بشارات منامیہ مخلصین کے اصرار پر ذکر کرتا ہوں۔

جمعہ ۳ رمضان المبارک ۱۳۹۴ھ نماز فجر کے بعد خواب دیکھتا ہوں کہ حضرت امام العصر مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری علیہ الرحمۃ گویا سفر سے تشریف لائے ہیں۔ ہجوم ہے۔ لوگ مصافحہ کر رہے ہیں۔ جب ہجوم ختم ہو گیا اور حضرت شیخ تھارہ گئے تو دیکھتا ہوں کہ بہت وسیع چبوترہ ہے۔ اس پر فرش ہے اور اوپر جیسے شامیانہ ہو۔ بالکل درمیان میں حضرت شیخ تھارہ تشریف فرما ہیں۔ دو تین میڑھیاں چڑھ کر ملاقات کے لئے پہنچا۔ حضرت شیخ اٹھے اور گلے لگا لیا۔ میں ان کی ریش مبارک اور چہرہ مبارک کو بوسے دے رہا ہوں اور حضرت میری ڈاڑھی اور چہرے کو بوسے دے رہے ہیں۔ دیر تک یہ ہوتا رہا۔ چہرہ و بدن کی تندرستی زندگی کے آخری ایام سے بہت زیادہ ہے۔ بے حد خوش اور مسرور ہیں۔

شوال ۱۳۹۴ھ مطابق ۱۹۷۴ء میں لندن کے دوران قیام خواب دیکھا کہ ایک بہت بڑا میدان ہے گویا ختم نبوت کا دفتر ہے۔ بہت سے لوگ جمع ہیں۔ میں ایک طرف ہو کر سفید چادر باندھ رہا ہوں جیسے احرام کی چادر ہو۔ بدن کا اوپری حصہ برہنہ ہے۔ اتنے میں حضرت سید عطا اللہ شاہ بخاریؒ اسی ہیئت میں کہ احرام والی سفید چادر کی لنگی بندھی ہوئی ہے اور اوپر کا بدن مبارک بغیر کپڑے کے ہے میرے واسطے کندھے کی جانب تشریف لائے اور آتے ہی مجھ سے چمٹ گئے۔ پہلا جملہ یہ ارشاد

فرمایا ”واہ میرے پھول“۔ پھر دیر تک معانقہ فرمایا۔ میں خواب ہی کی حالت میں خیال کرتا ہوں کہ مبارک باد کے لئے تشریف لائے ہیں۔

قادیاہی ناسور کے علاج سے نہ صرف زندہ بزرگوں کو مسرت ہوئی بلکہ جو حضرات دنیا سے تشریف لے گئے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ انہیں بھی اس سے بے حد و بے پایاں خوشی ہوئی۔ فالحمد للہ۔

امام اہل سنت حجتہ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی نور اللہ مرقدہ بانی دارالعلوم دیوبند (بھارت) نے ”تحدیر الناس“ میں قرآن مجید، حدیث شریف اور تواتر و اجماع وغیرہ مختلف و متعدد دلائل سے حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت زمانی کو ثابت فرما کر اس کے منکر کو کافر قرار دیا ہے (تحدیر الناس صفحہ 18) نیز ”مناظر عجیبہ“ اور ”توضیح تحدیر الناس“ میں ارشاد فرمایا ”اپنا دین و ایمان ہے۔ بعد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال نہیں جو اس میں تامل کرے اس کو کافر سمجھتا ہوں“ (صفحہ 144)

9 مارچ 1996ء کو جناب شیخ سلیم اختر نے مجھے 99-J-6 سینٹ جان پارک۔ لاہور کینٹ سے خط لکھا۔ ایک خواب ارسال ہے جس میں میرے خیال میں بذات خود حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت تو نہیں ہے لیکن یہ خواب آپ ہی کی عظیم شان سے متعلق ہے۔ حوالہ آخر میں درج ہے۔ ”ایک مرتبہ بھاولپور میں ایک حج محمد اکبر خان صاحب مرحوم و مغفور نے ایک مقدمہ کا فیصلہ فرمایا تھا کہ قادیاہی کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور ایک مسلمان عورت کا نکاح جو ایک قادیاہی سے ہوا تھا فسخ ہے۔ اس کے کچھ عرصہ بعد حج صاحب موصوف کا انتقال ہو گیا۔ ان کے انتقال کے بعد میر عبد الجلیل صاحب سابق سیشن جج جو میر سراج الدین صاحب ریٹائرڈ چیف جسٹس کے صاحبزادے ہیں۔ بڑے متقی و پرہیزگار ہیں۔ آج کل ہجرت فرما کر حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب میں باب جبریل کے بالمقابل ایک مدرسہ میں



خلوت نشین ہیں۔ انہوں نے حج محمد اکبر صاحب مرحوم کو اپنے ایک خواب میں بہشت میں دیکھا۔ پہلے ان کو کئی عالی شان محلات دکھائے گئے۔ اس کے بعد ایک نہایت ہی خوبصورت محل میں ایک تخت پر حج محمد اکبر صاحب بیٹھے دکھائے گئے۔ جب میر عبدالجلیل صاحب نے ان سے سوال کیا کہ یہ بلند درجات آپ کو کیسے نصیب ہوئے تو حج محمد اکبر صاحب نے یہ جواب دیا کہ یہ انعامات مجھے ناموس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت میں اس خدمت کے عوض ملے ہیں جو حق تعالیٰ نے مجھ سے فیصلہ بھاوپور کی صورت میں لی اور یہ جتنے محلات آپ دیکھتے آئے ہیں حق تعالیٰ نے یہ فرما کر مجھے دیئے ہیں کہ فی الحال یہ لے لو۔ تمہارا مکمل انعام روز قیامت ملے گا۔ یہ بیان فرماتے ہوئے میر صاحب کی ریش مبارک شدت گریہ سے تر ہو چکی تھی۔ ایک اور روایا صادقہ میں میر عبدالجلیل صاحب نے حج محمد اکبر صاحب کے ہمراہ دو بزرگوں کو بارگاہ رسالت میں نہایت بلند درجہ پر فائز دیکھ کر حج صاحب سے دریافت کیا کہ یہ دونوں حضرات کون ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ فیصلہ بھاوپور میں میرے معاون ہیں۔ میر صاحب کا خیال ہے کہ وہ حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری اور ان کے رفیق کار ہیں۔ وہ مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری جنہوں نے ایک دن جوش میں آ کر کمرہ عدالت میں قادیانیوں سے فرمایا تھا کہ اگر تم چاہو تو میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ابھی تم کو مرزا قادیانی کو دوزخ میں جلتا ہوا دکھا سکتا ہوں۔ یہ للکار سن کر حاضرین کانپ رہے تھے اور کسی قادیانی کو مزید کلام کی جرات نہیں ہوئی۔ (مقابلیں المجالس۔ ملفوظات حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ۔ صفحہ 53 تا 54)

حضرت العلام مولانا اللہ یار خان قدس سرہ فرماتے ہیں کہ تصوف کی منازل میں فنا فی الرسول ایک منزل ہے۔ جو شخص فنا فی الرسول ہو جاتا ہے اس کو اکثر حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوتی رہتی ہے۔ جس کو شبہ ہو وہ کچھ مدت کے لئے ہمارے پاس آجائے۔ شرط یہ ہے کہ خلوص سے آئے اور رضائے الہی

مقصود ہو۔ میں شرائط تصوف کی پابندی کراؤں گا اور کچھ مدت بعد انشاء اللہ تعالیٰ دربار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کر دوں گا۔ ابھی میں زندہ ہوں جس کا جی چاہے آجائے۔ (اسرار الحرمین مرتبہ حافظ عبدالرزاق ایم اے۔ چکوال۔ صفحہ 53)

ڈاکٹر نعیم اسلم کے والد بزرگوار جناب محمد اسلم صدیقی بیعت ہیں حضرت مولانا اللہ یار خان صاحب سے آپ نے مجھے (مؤلف کتاب ہذا) کو بتایا کہ شنکیاری (ضلع ایبٹ آباد) سے ایک قادیانی فوجی افسر امتحاناً حضرت مولانا اللہ یار خان کے پاس ان کے وطن چکڑالہ (ضلع میانوالی) پہنچا۔ یہ شخص تین دن حضرت کے پاس رہا۔ تیسرے دن حضرت نے اس سے فرمایا کہ جس طرح میں نے مراقبہ کرنے کو بتایا ہے اس طرح مراقبہ کرو۔ میں تمہیں قادیان غلام احمد قادیانی کی قبر پر لئے چلتا ہوں۔ اس نے مراقبہ کیا اور قادیان پہنچ گیا۔ حضرت نے ایک قبر کی نشاندہی فرما کر اس سے پوچھا۔ بتاؤ کیا یہی غلام احمد قادیانی کی قبر ہے۔ چونکہ وہ اس قبر پر حاضری دے چکا تھا اس نے اقرار کیا کہ ہاں غلام احمد قادیانی کی یہی قبر ہے اور اس کے بعد اس نے غلام احمد قادیانی کو زنجیروں میں جکڑا آگ کے شعلوں میں جلتا ہوا دیکھا۔ مراقبہ ختم ہوتے ہی چیخنے لگا اور قادیانیت سے تائب ہوا۔ پھر تھوڑے ہی عرصے میں اس کا پورا خاندان مسلمان ہو گیا۔

یا رب صل وسلم وانما ابداء علی حبیبک خیر الخلق کلہم ختم شد

دعا

الحمد للہ آج مورخہ 10 ذی الحجہ 1416ھ مطابق 29 اپریل 1996ء بروز دو شنبہ "سیرت النبی بعد از وصال النبی" کا چوتھا حصہ مکمل ہوا۔ اے میرے خالق و مالک میری اس کاوش کو قبول فرما اور ہر قسم کے سہو و خطا کو معاف فرما دے۔ اپنی اور اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا و خوشنودی عطا فرما دے۔ اے میرے اللہ

marfat.com

Marfat.com

میرے اور ان کتب کے تمام قارئین کے واسطے اس سے بڑھ کر خوشی نہیں ہو سکتی کہ  
 تو ہم سب سے راضی ہو جائے اور اپنے اپنے وقت پر سب کا خاتمہ ایمان کامل پر  
 فرماتے ہوئے بغیر حساب و کتاب ہم سب کو جنت الفردوس میں داخل فرما دے۔ آمین  
 ثم آمین۔

خوش سلامت ماہ ساحل باز بر اے رسیدہ دست تو در بحر و بر  
 و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الرحمین



جناب محمد عبد المجید صدیقی نے "سیرت النبی بعد از وصال النبی" مرتب کر کے ایک نہایت ہی مبارک کام سرانجام دیا ہے۔ حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عین وصال کے بعد ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ جہت نگاہوں کے سامنے آ گئی تھی۔ صحابہ کرامؓ، تابعینؓ، تبع تابعینؓ، بعد کے صلحاء، القیاریہ، علماء اور مجاہدین اسلام الغرض تمام اہل بصیرت پر یہ حقیقت اچھی طرح منکشف ہوتی چلی گئی کہ اب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کے حالات سے اچھی طرح باخبر ہیں، بڑی شفقت کے ساتھ رہنمائی اور مدد فرماتے ہیں اور اپنی زیارت سے بھی مشرف فرمایا کرتے ہیں لیکن یہ شرف چودھویں صدی ہجری کے اختتام پر جناب عبد المجید صدیقی کو حاصل ہونا تھا کہ اس حقیقت باہرہ سے ہر ایک کو آگاہ کرنے کے لیے محققانہ انداز میں ایک کتاب تصنیف کر دیں تاکہ طلوع ہونے والی پندرھویں صدی ہجری میں مسلمان ہر آن اسے اپنی نگاہوں کے سامنے رکھیں اور رسول مقبول (روحی فداہ) سے محبت و عقیدت کو اپنا سرمایہ حیات سمجھیں۔ یہ مبارک کتاب ہر لائبریری میں موجود ہونی چاہیے اور ہر مسلمان کو اس کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

جناب ڈاکٹر سید محمد عبد اللہ  
پروفیسر امریطیس، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ

لاہور۔ راولپنڈی۔ کراچی

